عام آدمی کا خاص اخبار

راجدھانی ایکسپریس

(ناول)

www.urduchannel.in

باسمہ تعالیٰ

راجدھانی ایکسپریس

(ناول)

ڈاکٹر سلیم خان

ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی ۶

www.urduchannel.in

© جملہ حقوق بحقِ مصنف محفوظ

Rajdhani Express 2015
(Novel)
by: Dr. Salim Khan
Year of Edition 2017
ISBN 978-93-86624-01-7

Price Rs. 300/-

نام کتاب : راجدھانی ایکسپریس (ناول)
مصنّف : ڈاکٹر سلیم خان
سنِ اشاعت : ۲۰۱۷ء
قیمت : ۳۰۰ روپے
مطبع : روشان پرنٹرس، دہلی ۶

ملنے کے پتے

☆ امرین بک ایجنسی، احمد آباد۔ M.08401010786
☆ حسامی بک ڈپو، حیدرآباد۔ Ph.040-66806285
☆ ہدیٰ بک ڈسٹری بیوٹرس، حیدرآباد۔ Ph.040-24411637
☆ مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، ممبئی۔ Ph. 022-23774857
☆ بک امپوریم، پٹنہ۔ M.09304888739
☆ دانش محل، لکھنؤ۔ Ph.0522-2626724
☆ مرزا ورلڈ بک ہاؤس، اورنگ آباد۔ M.09325203227
☆ کشمیر بک ڈپو، سری نگر، M. 09419761773
☆ گلوبل بکس، سری نگر، M.09070340905
☆ قاسمی کتب خانہ، جموں M. 09797352280

☆ ہمالیہ بک ورلڈ، حیدرآباد۔ Ph.040-66822350
☆ انجمن ترقی اُردو، حیدرآباد۔ M.09247841254
☆ دکن ٹریڈرس، حیدرآباد۔ Ph. 040-24521777
☆ کتاب دار، بک سیلر، پبلشر، ممبئی Ph. 09869321477
☆ عثمانیہ بک ڈپو، کلکتہ۔ M.09433050634
☆ راعی بک ڈپو، الٰہ آباد۔ M.09889742811
☆ ایجوکیشنل بک ہاؤس، یونیورسٹی مارکیٹ، علی گڑھ
☆ مکتبہ علم و ادب، سری نگر، M.094419407522
☆ وطن پبلیکیشنز، سری نگر، M. 09419003490
☆ نعیم بک سیلرز، مئوناتھ بھنجن، M. 09450755820

Published by
EDUCATIONAL PUBLISHING HOUSE
3108, Vakil Street, Kucha Pandit, Lal Kuan, Delhi-6 (INDIA)
Ph: 23214465, 23216162, Fax: 0091-11-23211540
E-mail: info@ephbooks.com,ephdelhi@yahoo.com
Website: www.ephbooks.com

www.urduchannel.in

اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہیں خبر دے تو اس کی اچھی تحقیق کرلیا کرو ۔۔۔۔

(سورہ الحجرات)

انتساب

مرنجان مرنج رفیق و دمساز

مولانا ارشد سراج الدین مکی صاحب

کے نام

جن کا اور میرا ساتھ اس کتاب کے چنگو اور منگو جیسا ہے

چشمہ پہن لیا ہے صحافی سے مانگ کر

تب سے ہی آسماں کو زمیں کہہ رہا ہوں میں

(مبشر میوء)

www.urduchannel.in

چنگو اور منگو کی اس داستان میں

بیان کردہ واقعات اور کردار حقیقی نہیں خیالی ہیں

ان کی مشابہت اتفاقی ہے۔

اس لیے کہ وہ کسی کے بھی بارے میں کچھ بھی کہتے ہیں۔

۱

دہلی انتخابات کے نتائج سارے ٹی وی چینلس پر زور وشور سے نشر ہورہے تھے۔ نامور صحافی چونگیری لال عرف چنکو کی آنکھیں ان حیرت انگیز مناظر کو دیکھ رہی تھیں جن کا تصور محال تھا۔ اپنے حواس خمسہ کے اوپر سے اس کا اعتماد اٹھ گیا تھا اس کے باوجود اس کے ہاتھ گرم گرم معلومات قلمبند کررہے تھے۔ ہمہ تن گوش چنکو اپنے تازہ مضمون میں غرق تھا کہ جیسے ہی شاہ جی منہ لٹکائے ٹی وی کے پردے پر نمودار ہوئے اس کے بچپن کا یار منگیری لال عرف منگو بن بلائے آدھمکا۔

چنکو سمجھ گیا کہ اب اس کا کام بند ہو جائیگا یہ نووارد مصیبت نہ کچھ دیکھنے کی اجازت دے گی اور نہ سننے کی مہلت عطا کرے گی بس پردھان جی کی طرح اپنے من کی بات سناتی رہے گی اور اپنا گن گاتی رہے گی۔ چنکو معذرت خواہانہ انداز میں ہاتھ جوڑ کر بولا بھائی منگیری لال معاف کرنا میں فی الحال ذرا مصروف ہوں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ تم اپنے بچے کچے کام نمٹا کر آ کر کچھ دیر بعد آجاو تا کہ ہم لوگ فرصت سے گپ شپ کرسکیں۔

منگیری چہک کر بولا کام؟ کیسا کام؟؟؟ اب تو آم ہی آم؟

چنگو نے حیرت سے کہا اس موسم میں آم؟ تمہارا دماغ تو ۔۔۔۔۔۔۔

منگو بات کاٹ کر بولا ارے بھائی کیوں اپنا وقت خراب کرتے ہو جو شئے موجود ہی نہ ہو وہ خراب کیسے ہوسکتی ہے۔ ویسے اگر آم خراب بھی ہو جائے تو چنتا کی

www.urduchannel.in

کوئی بات نہیں بلاتکلف کھڑکی سے باہر پھینک دینا۔ ہر طرف ہماری پارٹی کا جھاڑو چل رہا ہے صفائی ہو جائیگی۔

تمہاری پارٹی۔ تمہیں کس احمق نے اپنی پارٹی میں لے لیا۔

منگیری سینہ ٹھونک کر بولا بھئی مجھے کون روک سکتا ہے۔ تمہیں یاد ہوگا ایک زمانے تک میں بھی انّا تھا تم بھی انّا تھے۔ اب ہم سب عام آدمی ہیں۔ آپ ہماری پارٹی ہے اگر اجگر کینچلیوال بھی ہمیں روکنے کی جرأت کرے گا تو ہم لوگ اسے خاص آدمی بنا کر پارٹی سے نکال دیں گے۔

یہ اجگر کہاں سے بیچ میں آ گیا؟

منگو بولا یہ ہمارے چہیتے رہنما کی نئی عرفیت ہے۔

لیکن تم لوگ کوئی اچھا سا نام بھی تو رکھ سکتے تھے یہ کیا۔۔۔۔۔۔

منگو بولا بھئی یہ نام ہم لوگوں نے نہیں رکھا بلکہ دشمنوں کی مہربانی ہے

کیا مطلب، انہوں نے ایک برا نام رکھا اور تم لوگوں نے اپنا لیا؟

شروع میں ہمیں بھی بہت برا لگا لیکن جب اس کی وجہ معلوم ہوئی تو اس قدر پسند آیا کہ اب ہم انہیں آپس میں اسی نام سے پکارتے ہیں۔

کیا تم وہ وجۂ تسمیہ مجھے بھی بتانے کی زحمت کروگے؟

کیوں نہیں جس طرح وہ ہمارا چہیتا رہنما ہے اسی طرح تم میرے جگری دوست بھی تو ہو۔ سنگھیوں کو اندیشہ ہے کہ اجگر کمل کو نگل جائیگا اور ہمیں یقین ہے۔

اور یہ کینچلیوال بھی کوئی بات ہوئی؟

یہ تو ہمارے سابق دوستوں کا دیا ہوا نام ہے۔ سریندر یادو کہتے ہیں کہ جب ہم اس پر حملہ کرتے ہیں تو یہ اپنی کینچلی تھما کر نکل جاتا ہے اس لئے یہ کیچر یوال نہیں کینچلیوال ہے ویسے تم چاہو تو اے کے ۴۷ کہا کرو یہ آسان ہے۔

منگیری کے آم اور منگیری کی باتیں اب چنکو کی سمجھ میں آنے لگی تھیں۔ ٹیلی ویژن کب کا بند ہو چکا تھا اور چنگو کے قلم کا سر نہ جانے کب وجۂ ماکن کی مانند قلم

ہو چکا تھا۔ اب صرف اس کے کان سن رہے تھے۔ اگر چنکو کے علاوہ کوئی اور منگیری کے منہ سے یہ جملہ سنتا کہ وہ کیجریوال کو عآپ سے نکال دے گا تو شاید بیہوش ہو کر گر جاتا لیکن اسے پتہ تھا یہ عام آدمی ہے یہ کچھ بھی کرسکتا ہے یہ پردھان جی کے ہوش اڑا سکتا ہے تو کیجریوال بیچارا کس کھیت کی مولی ہے۔ چنگو نے منگو سے کہا جی ہاں بھائی مجھے پتہ ہے تم کچھ بھی کر سکتے ہو اب بتاؤ کہ یہاں کیا کرنے کیلئے آئے ہو؟

منگیری بولا اتنے ساری اوٹ پٹانگ باتوں کے بعد تم نے یہ پہلا کام کا سوال کیا ہے؟ خیر میں تو اپنی فتح کا جشن منانے کیلئے تمہارے پاس حاضر ہوا تھا لیکن تم تو بالکل سنگھیوں کی مانند منہ لٹکائے، آستین چڑھائے مجھ پر چڑھ دوڑے۔

چنکو اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے بولا نہیں بھائی ایسی بات نہیں دراصل تمہارے آنے سے قبل میں بھی عام آدمی پارٹی کی کامیابی کا جشن ٹیلی ویژن پر دیکھ رہا تھا تاکہ اخبار کیلئے مضمون لکھ سکوں۔ ایک ایسا مضمون کہ جس کو دیکھ کر تمہارا، میرا مطلب ہے ہمارا کیجریوال بھی خوش ہو جائے۔

منگیری بولا کیجریوال کو خوش کرنے کی خاطر تمہیں چنداں زحمت کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس کو دہلی کی عوام نے اس قدر خوشی نواز دیا ہے کہ نواز شریف بھی حیرت زدہ ہے۔ اس کے پاس اپنی خوشی کو رکھنے کیلئے جگہ نہیں اس لئے اب وہ مرکزی حکومت سے گزارش کر کے آم کے خالی گودام کرائے پر لینے والا ہے تاکہ آم کا موسم آنے تک اس سے کام چلائے اور جب ایوان پارلیمان کے آنگن میں لگے پیڑوں پر آم کا پھل پک کر تیار جائے تو پھر اس کا مزہ لے سکے۔

چنگو نے کہا دیکھو منگیری جب سے اپنے انا جی دہلی چھوڑ کر نندی گرام رخصت ہوئے ہیں ••••••••

منگیری درمیان میں ٹوک کر بولا ابے بیوقوف تو انا جی کے گاوں کا نام تک نہیں جانتا؟ میں کیجریوال کو بول کر تجھے بھی ان کے پاس بھجوا دوں گا۔ منگیری اس طرح بول رہا تھا گویا چنگو کو کالا پانی روانہ کردے گا۔

www.urduchannel.in

تو مجھے کہاں بھجوائے گا؟ اچھا اب تو ہی انا جی کے گاوں کا نام بتا ہے؟

وہ تو میں بھی نہیں جانتا لیکن یہ جانتا ہوں کہ نندی گرام نہیں ویسے فکر کی کوئی بات نہیں کیجریوال جانتا ہے۔ وہ سب جانتا ہے وہ تجھے بنا ٹکٹ بھجوا دے گا۔ منگیری کا انداز ایسا تھا گویا وہ چنگو کا نہیں بلکہ کیجریوال کا لنگوٹیا یار ہے۔

کیوں؟ تجھے کیسے پتہ چل گیا نندی گرام انا جی کا گاوں نہیں ہے؟

منگیری بڑے اعتماد بولا تو کیا مجھے کوئی معمولی آدمی سمجھتا ہے؟

نہیں بھائی منگو پہلے تو میں تجھے عام آدمی سمجھتا۔ اب پتہ چلا تو کیجریوال کا خاص آدمی ہے لیکن یہ نندی گرام کا کیا ماجرا ہے؟

دراصل میں نندی گرام جا چکا ہوں؟

اچھا! تو وہاں کیسے پہنچ گیا؟

منگو سینہ پھلا کر بولا وہ دراصل سی پی ایم والے مجھے وہاں لے گئے تھے۔

چنگو یہ سن کر پریشان ہو گیا۔ سی پی ایم والے اس احمق کو کیوں لے گئے؟ اس نے سوال کیا وہاں تو سی پی ایم کے خلاف تحریک چل رہی تھی۔ وہ تجھے یہاں دہلی سے کیوں لے گئے؟

یہی تو تم جیسا احمق صحافی نہیں سمجھ سکتا۔ ہم لوگ دراصل وہاں اس تحریک کا زور توڑنے کیلئے گئے تھے۔ ہمارا کام تھا مظاہرین میں شامل ہو کر ہلڑبازی کر کے تحریک کو بدنام کرنا۔

اس کام کیلئے دہلی سے لوگوں کو لے جانے کی ضرورت میری سمجھ میں نہیں آتی؟ کیا بنگال میں قحط الرجال ہے؟

وہ لوگ باہر والوں کی مدد سے یہ کام کرانا چاہتے تھے تاکہ اگر دھر لئے جائیں تو کسی کو شک نہ ہو۔

وہاں تو پولس ان کی اپنی تھی جب سیاں بھے کوتوال تو ڈر کاہے کا؟

سچ تو یہ ہے کہ آج کل سیاسی جماعتوں کو پولس سے زیادہ تم جیسے خونخوار

صحافیوں کا ڈر لگا رہتا ہے۔

یہ کہانی دہلی انتخاب سے زیادہ دلچسپ ہوگئی تھی۔ تم نے وہاں کیا کیا؟

ہم نے وہاں جا کر گاوں والوں کی خوب دھنائی کی اور کیا؟

اچھا! چنگو نے تعجب سے پوچھا لیکن تم تو ۔۔۔۔۔۔

منگو بولا ہاں ہاں سی پی ایم نے تو صرف ہلڑ مچانے کے پیسے دیئے تھے لیکن ممتا نے کہا تم گاوں والوں کو خوب مارو پیٹو تا کہ سی پی ایم کو خوب بدنام کیا جا سکے۔

اوہو! تم نے نمک حرامی تو نہیں کی؟

بھئی ہم نے وہ بھی کیا جو ممتا دیدی نے کہا تھا ۔

کیوں؟ چنکو نے سوال کیا۔

اس لئے کہ وہ اوپر کی آمدنی تھی۔ سی پی ایم کی حکومت تھی اور ہم اس کے مہمان تھے اس لئے ہمیں کسی کا ڈر بھی نہیں تھا۔

یار منگو میں تو تمہیں انا جی کا آدمی سمجھتا تھا لیکن تم تو کچھ اور ہی نکلے۔

یہ تم سے کس نے کہہ دیا کہ میں انا جی کا آدمی نہیں ہوں بلکہ جب سے انہوں نے کیجریوال کو مبارکباد دے دی ہے کچھ زیادہ ہی ان کا آدمی ہو گیا ہوں ۔

یہ کچھ زیادہ کیا ہوتا ؟

اتنا بھی نہیں جانتے۔ زیادہ تو بس زیادہ ہوتا ہے لیکن کچھ زیادہ مثلاً دہلی میں ہماری کامیابی تمہیں نہیں لگتا کہ کچھ زیادہ ہوگئی ہے ۔

مجھے کیا خود کیجریوال نے ابھی ابھی ٹیلی ویژن پر اس کا بڑی انکساری کے ساتھ اعتراف کیا ہے۔

بھائی جس پیڑ پر آم زیادہ ہوتے ہیں وہ جھکا ہوا ہوتا ہے اور ببول کے درخت کو دیکھو وہ کڑوا کسیلا درخت کس طرح اکڑا ہوا ہے ۔

(معصومیت سے) کس کی طرح ؟ مطلب تمہارا اشارہ کس طرف ہے؟

تم بہت بھولے ہو میرے دوست چنگو ۔ بھئی اپنے پردھان جی کی طرح ۔

www.urduchannel.in

کل سے ان کا چہرہ ٹیلی ویژن پر کیا نہیں دکھائی دیا کہ تم انہیں بھول ہی گئے ۔

میں انہیں اتنی آسانی سے نہیں بھول سکتا۔ انا جی کی تحریک کے بعد میں بالکل بے روزگار سا ہو گیا تھا لکھنے کیلئے کوئی ڈھنگ کا موضوع ہی نہیں ملتا ۔

منگو نے پہلی بار سوال کیا پھر؟ پھر کیا ہوا؟

پھر؟ پھر پردھان جی مل گئے اور میں ان کے بھجن گانے لگا ۔ میری آمدنی بھی تمہاری طرح دوگنی ہو گئی۔ اول تو اخبار والے خوشی خوشی مضمون شائع کرنے لگے اور نذرانہ بھی دینے لگے۔ مضمون چھپ جاتا تو میں اس کی نقل پردھان جی کے دفتر بھیج دیتا وہاں سے بھی ہر ماہ چیک آجاتا ۔ سچ تو یہ ہے کہ جب سے وہ پردھان جی امیدوار بنے میرے تو اچھے دن اسی وقت سے آ گئے ۔

اس دوران میں نے بھی خوب کمائی کی۔ پہلے تو بنارس میں ڈیرہ ڈال دیا ۔ پھر ہریانہ، مہاراشٹر اور جموں کشمیر۔ قسم سے پہلی بار کشمیر گیا تو وہاں سے واپس آنے کا من نہیں کرتا تھا لیکن کیا کروں پاپی پیٹ یہاں واپس لے آیا۔

تجھے کشمیر کا دکھ ہے میرے دوست منگو میں تو پردھان جی کے ساتھ امریکہ، جاپان اور آسٹریلیا کی سیر کر کے چلا آیا لیکن اب لگتا ہے کہ ان کے چکر میں رہیں گے تو جشو دھا بین کے گاوں کیا نام ہے تمہیں پتہ ہے؟

اس گاوں کا نام جاننے سے کیا فائدہ وہاں پردھان جی نہ صرف صحافیوں بلکہ ہم جیسے سیاسی کارکنان کی ضرورت سے بھی بے نیاز ہوں گے ۔ بس وہ اور ان کی بین میرا مطلب بیوی ہوگی ۔ خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے ۔۔۔۔

چنگو بولا جی ہاں میں بھی یہی سوچتا ہوں کہ اب اگر پردھان جی دہلی میں بھی رہے تو ان پر لکھنے سے اپنا گزارہ نہیں ہوگا ۔

کیوں؟

دہلی کے انتخابی نتائج سے پتہ چل گیا ہے کو لوگ ان کے بارے میں پڑھ پڑھ کر پک گئے ہیں۔ اب ان کی تعریف میں لکھے جانے والے مضامین کا چھپنا مشکل

ہے اور ان کے خلاف لکھے جانے والے مضمون پر روپیہ نہیں ملتا۔ مجھے تو ڈر ہے کہیں ٹاڈا لگا کر جیل نہ بھجوا دیں بلکہ سہراب الدین کی طرح انکاؤنٹر نہ کروا دیں۔

منگو نہایت ہمدردانہ انداز میں بولا ایسے مایوس نہیں ہوتے میرے شیر۔ اب تم اپنا سُر بدل دو اور کیجر یوال جی کی تعریف و توصیف شروع کر دو مضامین بھی چھپنے لگیں گے اور درشنا کا بندوبست تمہارا یہ دوست کروا دے گا۔ منگو بلا کی خود اعتمادی کے ساتھ ہانک رہا تھا اس لئے چنگو کو اعتماد کرنا پڑا۔

اچھا تو مجھے کرنا کیا ہوگا؟

تم انا جی سے ملنے ان کے گاوں جاوگے اور ان کا انٹرویو لے کر آوگے۔ منگو احکامات صادر کر رہا تھا۔

تم نے ابھی بلاٹکٹ کہا تھا؟ بھئی بلاٹکٹ میں اتنا لمبا سفر کیسے کروں گا؟

کیسے کروگے؟ ہوائی جہاز میں تو کوئی بلاٹکٹ سفر نہیں کرسکتا اس لئے لامحالہ ریل سے اور کیسے؟ کوئی ٹکٹ پوچھے تو کہہ دینا کہ میں کیجر یوال کا قاصد ہوں اور ان کے کہنے پر انا جی سے ملنے جا رہا ہوں بس کوئی تمہیں ٹچ نہیں کرسکتا۔ کیا سمجھے؟ اور اگر کوئی گڑ بڑ کرے تو ••••••

چنگو نے کہا ہاں یہی میں پوچھنے والا تھا۔

مجھے پتہ تھا۔ کیجر یوال کی طرح مجھے بھی سب پتہ چلنے لگا ہے۔ اگر کوئی پریشان کرے تو فون پر مجھ سے بات کروا دینا۔ میں سب ٹھیک کردوں گا۔

چنگو جانتا تھا کہ اِس شیخ چلی کو اگر مشکل میں فون کیا جائے تو کمبخت فون لینے کی غلطی ہی نہیں کرے گا۔ اس نے کہا وہ تو ٹھیک ہے۔ میں رالے گن سدھی جب جاوں گا، سو جاوں گا لیکن اب تو مجھے کچھ لکھنے دے تاکہ اس وقت اپنا پیٹ بھر سکوں۔

یہ تجھے اچانک رالے گن جانے کی کیا سوجھی؟

چنگو نے حیرت اس کی جانب دیکھ کر پوچھا ابھی تو تو کہہ رہا تھا کہ انا جی کے گاوں جاوں۔ ان کا گاوں رالے گن نہیں تو کون سا ہے؟

www.urduchannel.in

اچھا اچھا میں سمجھ گیا۔ ویسے مجھے یاد آیا کیجر یوال نے انہیں حلف برداری کی تقریب میں آشیرواد دینے کیلئے آنے کی دعوت دے رکھی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ ضرور آئیں گے۔ تو یہیں ان سے مل کر انٹرویو لے لینا۔ اتنے دور جانے کی کیا ضرورت؟ منگو نے بڑی صفائی کے ساتھ پینترا بدل رہا تھا۔

ہاں یار یہ اچھا ہے لیکن وہ کب آنے والے ہیں؟ تجھے تو پتہ ہی ہوگا؟

انہوں نے ابھی تک دعوت قبول نہیں کی ورنہ کیجر یوال مجھے ضرور بتاتا۔

چنگو نے اسے چھیڑنے کیلئے کہا کہیں ایسا نہ ہو کہ روٹھے پیا میرا مطلب روٹھے انا جی کو منانے کیلئے وہ تجھے اپنا قاصدِ خاص بنا کر بھیج دے۔

منگو کو یہ مذاق پسند نہیں آیا وہ بولا تو میری چھوڑ اور اپنی سوچ۔

میرا کیا؟ مجھے تو بس انٹرویو لینا ہے جو میرے لئے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔

لیکن چنگو تو ان سے وہی سوال پوچھنا جو کمار وشواس تجھے لکھ کر دیں اور ان کا وہی جواب لکھنا جو سسودیہ جی بتائیں کیا سمجھے؟ اپنی طرف سے کوئی بات نہ لکھ دینا۔

چنگو نے حیرت سے پوچھا اور انا جی کی طرف سے؟

ان کی بھی وہی باتیں شائع کرنا جس کی اجازت سسودیا جی سے ملے۔

چنگو نے پوچھا یہ درمیان میں سسودیا کہاں سے آ گیا؟

اوہو تم نہیں جانتے۔ یہ اب دہلی کا نائب وزیر اعلیٰ ہے اور کیجر یوال کو جسے بھی کچھ دینا ہوگا اسی کے ہاتھ سے دیا جائے گا۔

لیکن آشیرواد کون دے گا؟ انا یا سسو میرا مطلب ہے سسودیا؟

بھئی کیجر یوال کو انا اور تم کو سسودیا دکشنا کے ساتھ آشیرواد بھی دیں گے۔

چنگو بولا سمجھ گیا مگر لوگ آشیرواد لینے جاتے ہیں دینے نہیں آتے۔

وقت وقت کی بات ہے دوست انتخاب جیتنے سے قبل لوگ آشیرواد لینے جاتے ہیں لیکن کامیابی کے بعد آشیرواد دینے والے خود چل کر آتے ہیں۔ تجھے یاد ہے کسی زمانے میں پردھان جی کے پاس کیجر یوال کیلئے وقت نہیں تھا اب کیسے نکل آیا؟

ہاں یار تیری یہ بات تو کم از کم درست ہے۔

یہی کیوں میری سب باتیں درست ہیں اور سن میں تجھے اپنا مضمون شائع کرانے کی زبردست ترکیب بتاتا ہوں تو اپنا مضمون میرے کارٹون کے ساتھ بھیج دے۔ اس کارٹون کے طفیل اگر وہ پہلے صفحہ پر نہ لگے تو میرا نام بھی منگو نہیں کیا سمجھا؟

تیرا کارٹون؟ بھئی کارٹون تو مشہور لوگوں کا بنتا ہے تاکہ کارٹونسٹ چہرہ جتنا چاہے بگاڑے قاری ایک نظر میں پہچان جائے۔ تجھے کون جانتا ہے؟

بے وقوف میرا کارٹون سے مراد میرا بنایا ہوا کارٹون۔ وہ کارٹون جس کا خالق یہ خاکسار ہے۔

اچھا! ایک لکیر تو سیدھی کھینچ نہیں سکتا، تو نے کیسے کارٹون بنا دیا؟

منطق غلط ہے۔ کارٹوں کے اندر کوئی لکیر سیدھی نہیں ہوتی لیکن زمانہ بدل گیا ہے۔ گوگل کے اس دور میں کارٹونسٹ کا آرٹسٹ ہونا ضروری نہیں ہے۔

اچھا تو پھر کیا ضروری ہے؟

اس کے پاس انٹرنیٹ کا ہونا کافی ہے۔ گوگل پر جاؤ چند تصویریں نکالو ان کو فوٹو شاپ میں لے جا کر کھچڑی پکاؤ اور کارٹون تیار۔ یہ کہہ کر اس نے چنکو کو ایک شکاری کی تصویر دکھلا دی جو ایک بندر کو پکڑ کر لے جا رہا تھا۔ شکاری کے دھڑ پر کیجریوال کا سر اور بندر کے گردن پر دھان جی کا چہرہ لگا ہوا تھا۔

چنکو نے مسکرا کر پوچھا اگر نتائج الٹے آتے تو؟

چہرے بدل جاتے اور کیا؟ شکاری کی جگہ بندر آجاتا اور بندر کی جگہ شکاری۔

یار منگو بے وقوف بنانے کیلئے تجھے کوئی اور نہیں ملا۔ صبح سے کم از کم دس لوگ مجھے واٹس ایپ پر یہ کارٹون بھیج چکے ہیں اور اب تو کہہ رہا ہے کہ یہ تو نے بنایا ہے۔ جھوٹ کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔

اس میں جھوٹ کی کیا بات ہے؟ جن دس لوگوں نے یہ کارٹون بھیجا تو کیا ان سب نے اسے بنایا ہے؟

www.urduchannel.in

نہیں سب ایک ہی کارٹون کیسے بنا سکتے ہیں؟

کیا ان میں سے کسی نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ اس کی اپنی تخلیق ہے؟

نہیں! سب تمہاری طرح ڈھٹائی کے ساتھ جھوٹ نہیں بول سکتے؟

اگر انہوں نے بنایا نہیں تو بھیجا کیسے؟

ارے بھائی یہ کیا بات ہے؟ کسی نہ کسی نے تو اسے بنایا ہی ہوگا۔ انہوں نے تو بس یہ کیا اس کارٹون کو وصول کیا اور آگے بڑھا دیا۔

بہت خوب اب یہ بتاؤ کہ وہ کارٹون بنانے والا کوئی اور ۰۰۰۰۰ تمہارا یہ دوست منگو کیوں نہیں ہوسکتا؟ کیا تم یقین کے ساتھ اس کا انکار کر سکتے ہو؟

چنکو چپ ہو گیا۔

منگو نے کہا بولو چپ کیوں ہو؟ بولتے کیوں نہیں؟ اس کے بعد حاتم طائی کے انداز میں بولا میں تو کہتا ہوں اپنے نام سے بھیج دو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ میں عام آدمی ہوں میرا دل بہت بڑا ہے تم نے نہیں دیکھا باپ کو ۵ فیصد نشستیں بھی نہیں ملیں مگر ان کو ہم نے حزب اختلاف کی کرسی دان کر دی۔

یہ باپ کون ہے؟

جیسے آپ ویسے باپ، وہی اپنی بھاجپ اور کون؟

اچھا تو یہ راجہ ہریش چندر کی چتا پر پانی ڈالنے کی وجہ؟

ارے بھائی اپنی جیب سے کیا جاتا ہے اور وہ ۳ کر بھی کیا لیں گے؟ ہمارے احسان تلے دبے رہیں گے۔

چنکو بولا مان گئے استاد تم نے تو پردھان جی کو بھی مات دے دی۔

منگو بولا اب یہ جی جی کرنا چھوڑو اور مضمون لکھو۔

۲

چنکو کا موڈ منگو نے چوپٹ کر دیا تھا۔

وہ بولا اب تم ہی بتاو کہ کیا لکھوں؟

اب یہ بھی میں بتاوں؟ اس کے بعد فلمی انداز میں بولا کچھ الگ ہٹ کر لکھو تا کہ کہانی ہِٹ ہو جائے۔

''ہٹ کے'' سے تمہاری کیا مراد ہے؟

منگو بولا مطلب کچھ مختلف مثلاً آپ کے پاپ میں شاذیہ کا ہاتھ۔

کون شاذیہ حسن جس نے پہلا ہندی پاپ سانگ میرا مطلب نغمہ گایا تھا ''آپ جیسا کوئی میری زندگی میں آئے تو بات بن جائے''؟

یار وہ بیچاری تو کب کی مرکھپ گئی اب اس کو کون یاد کرتا ہے؟

تو پھر شاذیہ کہاں سے آ گئی۔ میں سمجھا نہیں؟

(رازدارانہ انداز میں) یہ اندر کی بات ہے۔تم کسی اور نہیں بتانا۔

مضمون تو سب کیلئے ہوگا تم کہہ رہے ہو کہ کسی نہیں بتانا۔

منگو بولا تم میری بات نہیں سمجھے میرا مطلب ہے کسی کو یہ نہیں بتانا کہ یہ بات تمہیں کس نے بتائی ہے ویسے آج کل اخبارات میں اس قدر جھوٹ چھپتا ہے کہ لوگ خبروں اور تجزیوں پر کم ہی اعتبار کرتے ہیں۔

جی ہاں وہ تو ٹھیک ہے لیکن تم ''آپ کے کس پاپ'' کی بات کر رہے ہو؟

www.urduchannel.in

پہلے تو سمجھ لو کہ یہ ہندی کا پاپ نہیں ہے وہ تو سنگھ پریوار کے لوگ کرتے ہیں یہ انگریزی کا پاپ ہے یعنی پاپ میوزک ہے! کیا سمجھے؟

چنکو بولا وہی تو میں نے بھی کہا تھا اب اندر کی بات بتاؤ۔

یہ اس وقت کی بات ہے جب پردھان جی ایک کے بعد قلعہ فتح کرتے چلے جا رہے تھے اور کیجریوال فکرمند تھے کہ کہیں دہلی کے انتخابات کی تاریخ کا اعلان نہ ہوجائے۔ اس زمانے میں ایک دن کیجریوال نے شاذیہ علمی سے کہا تم تو صحافت سے سیاست کی دنیا میں آئی تھیں اور وہیں لوٹ گئیں لیکن میں تو کہیں کا نہیں رہا۔

شاذیہ نے حیرت جتاتے ہوئے کہا میں نہیں سمجھی؟

اے کے نے کہا یوں تو میرا تعلق بنیا سماج سے ہے لیکن میں اپنا آبائی پیشہ پرچون کی دوکان چھوڑ کر سرکاری ملازم بن گیا۔ وہاں سے استعفیٰ دے کر غیر سرکاری تنظیم چلانے کی کوشش کی وہ نہیں چلی تو انا کو ساتھ لے کر عوامی تحریک چلادی۔تحریک فلاپ ہوئی تو پارٹی بنا کر الیکشن لڑ گیا۔ انتخاب میں ناکامی کے باوجود کانگریس کی مدد سے حکومت بنائی لیکن پھر مظاہرہ کر کے اسے بھی گنوا دیا۔ پارلیمانی انتخاب میں پی ایم کا خواب دیکھ کر اترا تو بازی الٹ گئی اور ارتھی اٹھانے کیلئے چار ایم پی ہاتھ لگے۔اب اگر دہلی میں اپنی پارٹی ہار جائے تو مجھے اندیشہ ہے رائے دہندگان اور ارکان پارلیمان میری سیاست کا انتم سنسکار کر کے اکالی دل اور کانگریس کی جانب نکل جائیں گے۔

شاذیہ نے کہا وہ تو ہو کر رہے گا۔آپ لوگ میری بات مان کر نہیں دیتے۔ میں صاف سیدھی بات کرتی ہوں تو سیکولرزم کے چکر میں میرے پیچھے پڑ جاتے ہو۔

تم تو اپنے جوش میں سارے ہندوؤں کو اپنی پارٹی سے بھگا کر بی جے پی کے دروازے پر پہنچا دوگی۔ دوبارہ ویسی غلطی نہ کرنا ورنہ ۲۸ کے ۸ ہو جائیں گے۔

چنگو بیزار ہو کر بولا یار تمہارے یہ اشارے کنائے میں سمجھ نہیں پا رہا ہوں۔

یار چنکو تم تو اخبار والے آدمی ہو۔تمہیں یاد نہیں گزشتہ سال ماہِ اپریل میں انتخابی مہم کے دوران شاذیہ نے اپنے بیان سے ایک سیاسی دھماکہ کر دیا تھا۔

جی ہاں بی جے پی اور کانگریس دونوں نے مل کر اس پر خوب تنقید کی تھی۔

منگو بولا وہ تو ٹھیک ہے لیکن اس نے کہا کیا تھا یہ یاد ہے تمہیں؟

چنگو نے بڑی سادگی سے اعتراف کرلیا کہ ٹھیک سے یاد نہیں ہے۔

یہی تو بات ہے اس کیلئے بڑے لوگوں کی سنگت میں بیٹھنا پڑتا ہے ان کی جوتیاں •••••

چنگو بولا پھر تم ••••••۔

کیا کروں یار عادت سے مجبور ہوں خیر شاذیہ نے کہا تھا کہ مسلمان فرقہ پرست نہیں ہے لیکن وہ کچھ زیادہ ہی سیکولر ہو گیا ہے۔ اب اسے فرقہ پرست بن جانا چاہئے۔ اسے اپنے بارے میں سوچنا چاہئے۔ مسلمان کانگریس، بی جے پی اور ایس پی کے سیاسی غلام بن گئے ہیں۔ اروند کیجریوال آپ کے اپنے ہیں۔ تم سب سیکولرزم کے چکر میں دوسروں کو ووٹ دے دیتے ہو اور اپنا ہی نقصان کرتے ہو۔

چنگو کو یہ بیان یاد آ گیا۔ یہ ایک سچ منگو کے ساری دورغ گوئی کو نگل گیا وہ بولا ہاں یار کمال کی یادداشت پائی ہے تم نے، ماننا پڑے گا۔

منگو نے کہا یہ بیان تو ذرائع ابلاغ میں خوب گونجا تھا لیکن اس کے بعد جو کچھ شاذیہ نے کہا تھا وہ اس سے بھی زیادہ اہم تھا۔

اچھا وہ کیا تھا مجھے یاد نہیں۔

اس نے کہا تھا یہ بات بہت متنازع ہے لیکن میں اس کو کھل کر کہوں گی۔

جی ہاں مجھے یاد آ گیا لیکن شاید آپ نے اس بیان سے دامن جھٹک دیا تھا

یار وہ تو ایک سیاسی ضرورت تھی جس کے پیشِ نظر ایسا کرنا پڑا۔ اس وقت امام بخاری کی تائید لینے سے بھی تو انکار کر دیا گیا تھا لیکن اندر ہی اندر آپ والے شاذیہ کی حکمتِ عملی پر کام کرتے رہے اور مسلمانوں کو یقین دلاتے رہے کہ سیکولرزم کو گولی مارو اور اپنا فائدہ سوچو اپنا۔ اب تم ہی بتاؤ کہ اس پر مسلمانوں نے اس بار عمل کیا یا نہیں؟

چنگو بولا مان گئے استاد تمہاری بات صد فیصد درست ہے اس جانب تو ابھی

www.urduchannel.in

تک کسی بڑے سے بڑے مبصر کی نگاہ نہیں گئی۔ میرا مطلب ہے آج تک کا چانکیہ بھی اپنی ترچھی نظر سے اسے دیکھ نہیں سکا۔

منگو ۵۶ انچ کا سینہ پھلا کر پردھان جی کے انداز میں بولا جاتی کیسے ••••

چنگو نے ٹوکا پھر •••••

منگو واپس آیا اور گویا ہوا بھائی نظر جاتی کیسے؟

جی ہاں شاذیہ نے خود اپنا نظریہ بدل لیا تھا اور جھاڑو پھینک کر کمل تھام لیا۔

منگو بولا وہی تو! اس نے بی جے پی والوں کو اپنے دام گرفتار کر کے شیشے میں اتار لیا ••••••••۔

یار پھر تم بہک گئے۔ یہ بتاؤ کہ ایسی سخت جان شاذیہ آخر بی جے پی کے اندر کیوں چلی گئی؟

منگو رام دیو بابا کے لب ولہجہ میں بولا دھیرج رکھو بیٹا سب سمجھ میں آ جائیگا۔

شاذیہ نے اپنا منصوبہ بتایا اس کے دلائل اس قدر قوی تھے کیجریوال کو اتفاق کرنا پڑا۔ وہ آہستہ سے بولے شاذیہ تمہاری بات درست ہے لیکن یہ نازک معاملہ ہے اس کام کو بڑی حکمت کے ساتھ انجام دینا ہوگا ورنہ لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔

شاذیہ بولی یہ حکمت وکمت کے پیچ وخم میں نہیں جانتی میں تو ایک بیباک صحافی ہوں جو درست سمجھتی ہوں کہتی ہوں اور اس پر کھلم کھلا عمل کرتی ہوں کیا سمجھے؟

کیجریوال نے کہا مجھے سب پتہ ہے اس لئے کہ ایک زمانے تک میں بھی اسی حماقت میں مبتلا تھا۔ میری رائے ہے کہ اب تم بھی اپنی حق گوئی سے رجوع کرلو۔ مجھے اس کی محدود افادیت کا احساس ہے مگر مسلمانوں کی آبادی چند علاقوں میں مرکوز ہے اس لئے ہم کانگریس کی چار پانچ نشستوں سے زیادہ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ مجھے لگتا ہے اس کے علاوہ کوئی نیا اور انوکھا انداز اختیار کرنا ہوگا۔

شاذیہ سوچ میں پڑ گئی اور پھر بولی میرا خیال ہے اس کیلئے ہمیں رامچندر جی کی حکمت عملی اختیار کرنی ہوگی۔

کیجر یوال نے حیرانی سے پوچھا اوہو تم رام بھکت کب سے ہوگئیں •••••

ہندوستانی سیاست میں کوئی بھی، کبھی بھی، کچھ بھی بن سکتا ہے اور آج کل رام بھکتی سے آسان کیا ہے؟ رام زادہ بننے کیلئے دوسروں کو حرامزادہ قرار دینا کافی ہے۔

منگو اپنی من گھڑت کہانی اس اعتماد کے ساتھ سنا رہا تھا گویا خود بہ نفس نفیس اس محفل میں شریک رہا ہو۔ چنکو بیزاری سے بولا یار تم بلاوجہ اِدھر اُدھر نکل جاتے ہو یہ بتاؤ کہ آگے کیا ہوا؟

آگے وہی ہوا جو رامائن میں درج ہے۔

چنکو پھر کنفیوژ ہوگیا اور بولا پہیلیاں نہ بجھواؤ سیدھا جواب دو۔

تم بہت بھولے ہو اتنا بھی نہیں جانتے کہ پھر شاذیہ آگے بڑھ کر راون کے گھر کی بھیدی میرا مطلب ہے وبھیشن بن گئی۔

چنگو کی سمجھ میں آ گیا کہ منگو شاذیہ کے بارے میں کیا اول فول بک رہا ہے۔ وہ بولا یار کیا یہ کچھ زیادہ نہیں ہو رہا ہے؟ میرے گلے سے یہ بات نہیں اترتی۔

مسئلہ گلے کا ہوتا تو میں تمہیں وِکس کی گولی دے دیتا بلکہ جب سے کیجر یوال کو کھانسی لگی ہے میں ایکشن ۱۵۰۰۰ اپنے ساتھ رکھتا ہوں۔

چنگو نے پوچھا ۵۰۰۰؟

یار تم صفر کے چکر میں پڑ کر کام کی بات چھوڑ دیتے ہو۔

چنکو معذرت چاہتے بولا معافی چاہتا ہوں آگے کیا ہوا؟

بدقسمتی سے دماغ کی درستی کیلئے آج تک کسی نے کوئی دوائی نہیں بنائی۔ اس کیلئے تو سنا ہے بجلی کے جھٹکے دیئے جاتے ہیں۔

ویسے تمہاری باتیں کیا بجلی کے جھٹکوں سے کم ہیں، لگے رہو منّا بھائی لگے رہو۔

منگو بولا شکریہ تمہیں اگر میری بات پر یقین نہیں آتا تو یہ دیکھو کہ شاذیہ نے بی جے پی کے اندر جا کر کیا کیا گل کھلائے؟

وہ بیان بازی سے آگے نہیں جاسکی اس بیچاری کو تو ٹکٹ بھی نہیں دیا گیا۔

www.urduchannel.in

منگو بولا دیا نہیں گیا یا لیا نہیں گیا؟ اسے پتہ تھا کیا حشر ہونے والا ہے۔ تم مجھے آپ یا کانگریس سے بی جے پی میں جانے والے ایک امیدوار کا نام بتادو جس کی ضمانت ضبط نہیں ہوئی ہے۔ پردھان جی نے کہا تھا ضمانت کی ضبطی میں آپ کا عالمی ریکارڈ ہے۔ دہلی میں بی جے پی کی شکست بھی ریکارڈ توڑ ہے۔

وہ تو ٹھیک ہے لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس نے شاہ جی جیسے گھاگ آدمی کو اپنے دام میں کیسے گرفتار کرلیا؟

وہ کیا خاک گھاگ ہے۔ اس شکست کے بعد بھی اگر اس گھامڑ کندۂ ناتراش کے بارے میں تمہاری رائے نہیں بدلی تو کسی بجلی کے جھٹکے سے تمہارے دماغ درست نہیں ہوگا۔ میں نے سنا ہے کہ وہ اپنے بیٹے کی شادی کے بعد اپنے زیرزمین گروہ کو منظم کرنے میں لگ گیا ہے۔

زیرزمین گروہ میں سمجھا نہیں؟

وہی انڈر ورلڈ جو احمد آباد بلڈروں سے ہفتہ وصولی کرتا تھا۔ اس کے سارے حواری میرا مطلب ہے معطل پولس افسران نہ صرف بحال بلکہ اعلیٰ عہدوں پر فائز ہوچکے ہیں۔ وہ دھندہ اب بلا روک ٹوک خوب چلے گا۔

چنگو نے محسوس کیا یہ احمق پھر بہک گیا وہ بولا یار تم مجھے شاذیہ اور شاہ جی کی بات بتاتے کہیں اور •••••

ہاں یار کیا کیا جائے گاڑی ہمیشہ اسٹیشن پر ہی نہیں رکتی بلکہ کبھی کبھار بیچ میں سگنل پر بھی تو رک جاتی ہے۔

لیکن تمہاری گاڑی کا تو اکثر پٹری سے اتر کر اِدھر اُدھر بھاگتی رہتی ہے۔

منگو نے مصنوعی ناراضگی سے کہا اگر تم بور ہو رہے ہو تو میں کھسک لوں۔

نہیں یار! دوستوں کی بات کا برا نہیں مانتے تم ٹی وی دیکھو میں تمہارے لئے چائے بنا کر لاتا ہوں۔ تم آج واقعی بڑے زبردست انکشافات کررہے ہو۔ چنکو سوچ رہا تھا اس بار تو اس کا مضمون ذرائع ابلاغ میں کینسر کی مانند پھیل جائیگا اور لوگ بدعنوانی

کے عفریت کو یکسر فراموش کر دیں گے۔

چنکو جب چائے کی پیالیوں کے ساتھ واپس آیا تو ٹیلی ویژن بند تھا۔اس نے پوچھا تم نے اسے کیوں بند کر دیا۔

منگو گمبھیر لہجے میں بولا میں کچھ سوچ رہا تھا اور یہ کمبخت سوچنے نہیں دیتا۔

تمہاری بات درست ہے لیکن کیا مجھے نہیں بتاو گے کہ کیا سوچ رہے تھے؟

منگو راجناتھ کے انداز میں بولا یہی کہ اب تم کیا پوچھو گے؟ بھئی پہلے سے تیاری کر لینا اچھا ہوتا ہے ورنہ اچانک ۔۔۔۔۔۔ تم تو سمجھ گئے نا۔

میں سب سمجھ گیا اب تم یہ چائے پیو اور مجھے بتاو کہ وہ چمتکار کیسے ہو گیا؟

وہ یعنی کیا؟ عشق، وشق، پیار، ویار؟

نہیں یار وہی شاذیہ اور گرو جی ۔۔۔۔۔ میرا مطلب ہے شاہ جی عرف گرو جی کا چکر؟

ہاں ہاں یاد آیا منگو نے بات آگے بڑھائی دراصل بات یہ ہے شاہ جی وہ ڈھول ہیں جو دور کے لوگوں کو سہانے لگتے ہیں۔قریب والے ان کا پولم پول جانتے ہیں اس لئے پارٹی کے اندر ان کا کوئی احترام نہیں ہے سب انہیں پردھان جی کی کٹھ پتلی سمجھتے ہیں۔

وہ تو ٹھیک ہے لیکن اس کا میرے سوال سے کیا تعلق؟

بہت گہرا تعلق ہے۔مذکورہ بالا وجہ کے چلتے دہلی کے گھاگ سیاستداں تو گرو جی کو پوچھ کر نہیں دیتے تھے۔جب ان کو کوئی گھاس نہیں ڈالتا تھا اس دور میں شاذیہ نے پارٹی میں قدم رکھا اور اپنی چکنی چپڑی باتوں سے ان کا دل جیت لیا۔شاذیہ کے بارے میں میں کیا کہوں تم تو جانتے ہی ہو کہ مارکنڈے کاٹجو جیسا جہاندیدہ سابق جج اوردانشور بھی انہیں کرن جی سے زیادہ خوبرو اور خوش پوش وزیراعلیٰ کے عہدے کا امیدوار قرار دے چکا ہے۔

ہاں بھئی دوستی کا راز تو کھل گیا اب بتاو آگے کیا ہوا؟

www.urduchannel.in

ہوا یہ کہ منگو ایک ٹھنڈی آہ بھر کر بولا دہلی کی حد تک شاذیہ ان کی مشیر خاص بن گئی اور اس کا نتیجہ جو کچھ ہوا وہ تم نے دیکھ لیا بلکہ ساری دنیا نے دیکھ لیا اب تو سنا ہے امریکی انتظامیہ بھی ان انتخابی نتائج کی بنیاد پر پردھان جی کا سیاسی قدوقامت طے کر رہا ہے بلکہ ان کے عبرتناک انجام کی پیش گوئی بھی ہونے لگی ہے۔

اتنی جلدی یہ تو صرف دہلی ہے۔

منگو نے کہا یار ایک بات بتاو تم امریکہ میں بھنگ کھا کر سو تو نہیں رہے تھے؟ تم نے نہیں دیکھا کہ وہ کس قدر تیز لوگ ہیں۔

بھئی میں کیا دیکھتا اس وقت تو ساری دنیا صرف پردھان جی کو دیکھ رہی تھی۔

یہ اس وقت کی بات تھی لیکن اب دہلی کے عام آدمی نے نہ صرف پردھان جی کو دیکھ لیا ہے بلکہ انہیں آئینہ بھی دکھا دیا ہے۔

یار تم شاذیہ اور گرو جی کو چھوڑ کر امریکہ کیا گئے کہ پھر لوٹ کر ہی نہیں آئے۔

معاف کرنا یار دہلی واپس آتے ہیں۔ہوا یہ کہ ایک دن گرو جی جموں کشمیر کے انتخابی نتائج پر بغلیں بجا رہے تھے تو شاذیہ نے کہہ دیا گرو جی آپ تو سکےّ کا صرف ایک رخ دیکھ رہے ہیں۔قومی انتخاب میں آپ کے ۹۰ فیصد امیدواروں کی ضمانت ضبط ہوئی تھی مگر وادیٔ کشمیر میں بی جے پی سو فیصد امیدواروں کی ضمانت ضبط ہو گئی۔

گرو جی نے چڑ کر کہا شاذیہ میں کیا بتاوں یہ تمہاری قوم کے لوگ ہیں نامسلمان، یہ بہت بڑی مصیبت ہیں۔ان کو بہلانا پھسلانا اور بے وقوف بنانا بے حد مشکل ہے میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان کا کیا کیا جائے؟

شاذیہ بولی گرو جی آپ مسلمانوں کا پیچھا چھوڑیئے ویسے بھی وہ بہت کم ہیں بلکہ ہندو بھائیوں پر توجہ دیجئے ورنہ دہلی میں بھی وہی ہو جائیگا جو کشمیر میں ہوا ہے۔

گرو جی بولے نہیں شاذیہ یہ نہیں ہو سکتا۔دہلی دل والوں کا شہر ہے۔یہاں جھنڈے والان کے دفتر میں برسوں سے سنگھ پریوار کا جھنڈا لہراتا ہے۔

مگر جھنڈے والان میں بھی لوگوں کا آنا جانا بہت کم ہو گیا ہے؟

نہیں شاذیہ یہ نہیں ہوسکتا شاید تم کسی کانگریسی کے بہکاوے میں آ گئی ہو؟

اچھا گرو جی ایک بات بتایئے آپ ایک عرصے سے دہلی میں ہیں ۔ پہلے تو عدالت نے آپ کو تڑی پار کیا آپ یہاں چلے آئے اس کے بعد عدالتی پابندی اٹھی تو نئی ذمہ داری آپ کے پیروں کی بیڑی بن گئی۔ آپ مجھے بتایئے کہ کیا آپ نے کبھی جھنڈے والان جانے کی زحمت کی؟

گرو جی نے سر جھکا کر کہا نہیں ۔۔۔۔ کبھی نہیں۔

شاذیہ نے پوچھا کیوں؟

اس لئے کہ اس ضرورت ہی پیش نہیں آئی ۔

شاذیہ کا کام ہو گیا وہ بولی یہی تو میں کہہ رہی ہوں چونکہ عام آدمی کی ضرورت وہاں پوری نہیں ہوتی اس لئے وہ وہاں نہیں جاتا۔

www.urduchannel.in

۳

چنکو بولا یار منگو تم پھر کہیں اور نکل گئے ۔

بھئی دیکھو اس میں میرا کوئی قصور نہیں وہ تو گرو جی اور شاذیہ جی آر ایس ایس کے مرکز جھنڈے والان چلے گئے میرا مطلب ہے نہیں گئے تو میں کیا کرسکتا ہوں؟ خیر اس گفتگو نے گرو جی کو دہلی کی بابت سنجیدہ کر دیا ۔ وہ بولے شاذیہ تو تم کیا کہنا چاہتی ہو؟ تم تو دلّی والی ہو۔ تم آپ کو اور ہم کو دونوں کو جانتی ہو اب تمہارا کیا مشورہ ہے ۔

شاذیہ جو موقع کی تلاش میں تھی فوراً بولی گرو جی میں تو آپ کو بتا چکی ہوں کہ اپنے ہندو بھائیوں کی جانب توجہ دیں انہیں بے وقوف بنانے کی سعی کریں ۔

گرو جی بولے لیکن شاذیہ یہ دہلی والے میرا مطلب دہلی کے بی جے پی والے نہ میری سمجھ میں آتے ہیں اور یہ نہ میری بات سمجھ پاتے ہیں۔ اگر ان کو قابو میں کرنے کی کوئی ترکیب تمہارے پاس ہو تو مجھے بتاو۔

شاذیہ بولی میں تو کہوں گی کہ آپ ان کا چکر چھوڑ دو۔

گرو جی نے چونک کر کہا یہ تم کیا کہہ رہی ہو شاذیہ جس طرح کیجریوال آپ کو نہیں چھوڑ سکتا میں باپ کو یعنی بھاجپ کو نہیں چھوڑ سکتا؟

گرو جی آپ تو جانتے ہی ہیں کہ میں بلا دلیل کوئی بات نہیں کرتی ۔

وہ تو میں جانتا ہوں لیکن تمہارے اس مشورے کی منطق سمجھ میں نہیں آئی۔

بات دراصل یہ ہے کہ اول تو اپنی پارٹی کا ہارڈ کور کیڈر، میرا مطلب ہے نیکر

دھاری سویم سیوک بہت کم ہیں اور دوسرے کمل پر نشان لگانا ان کی مجبوری ہے۔

یہ مجبوری کا کیا قصہ ہے؟

بھئی یہ لوگ چاہیں نہ چاہیں پنجہ یا جھاڑو تو تھامیں گے نہیں ؟ میں تو کہتی ہوں عام آدمی پر توجہ دو جو دن بہ دن عآپ کے چنگل میں پھنستا جارہا ہے۔

گرو جی بولے میں نہیں جانتا کہ تمہاری ہر بات مجھے درست کیوں لگتی ہے؟

شکریہ گرو جی یہ تو آپ کا حسنِ نظر ہے۔آپ اتنے مہان انسان ہیں کہ مجھ جیسی ادنیٰ۔۔۔۔۔۔

اگر تمہارے علاوہ کوئی اور تمہارے لئے ادنیٰ کا لقب استعمال کرتا تو میں اس پر ٹاڈا لگا دیتا لیکن کیا کروں تمہیں سزا نہیں دے سکتا۔اب تم ہی بتاو کہ اس عام آدمی کیلئے ہمیں کیا کرنا ہوگا؟

گرو جی آپ نے تو سنا ہی ہوگا لوہا لوہے کو کاٹتا ہے میں تو کہتی ہوں ہمیں جھاڑو کو جھاڑو سے مارنا ہوگا۔

شاذیہ جھاڑو تو جھاڑو سے ہی سے مارا جاتا ہے لیکن اس کا ہم سے کیا تعلق؟

آپ یہ نہ بھولیں کہ عآپ کا انتخابی نشان جھاڑو ہے میرا خیال ہے اگر ہم عوام کو یہ سمجھانے میں کامیاب ہو جائیں کہ عام آدمی پارٹی سے بہتر جھاڑو ہم لگا سکتے ہیں تو وہ عآپ پر باپ کو ترجیح دینے سے نہیں ہچکچائے گا۔

لیکن یہ کیونکر ممکن ہے ہیں؟ ہم کمل کو جھاڑو سے بدل تو نہیں سکتے ؟

میں کمل کو بدلنے کی نہیں بلکہ جھاڑو لگانے کی بات کہہ رہی تھی ۔کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم ''سوّچھ بھارت'' کا نعرہ لگا کر جھاڑو لگانے کی ملک گیر مہم شروع کردیں اور اس کا افتتاح خود وزیراعظم فرمائیں۔آپ تو جانتے ہیں وہ جس کام کا بھی بیڑہ اٹھاتے ہیں اس میں چار چاند لگا دیتے ہیں چاہے وہ جھاڑو ہی کیوں نہ ہو؟

منگو کی لن تانی سے پریشان چنکو بیچ میں بول پڑا تو کیا تمہارا مطلب ہے ''سوچھّ بھارت'' کا آئیڈیا پردھان جی کا نہیں بلکہ شاذیہ علمی کا تھا؟

www.urduchannel.in

منگو بات بناتے ہوئے بولا جب تک پردھان جی نے اسے قبول نہیں کیا تھا وہ کسی کا بھی رہا ہو لیکن جب انہوں خود اپنے ہاتھ میں جھاڑو اٹھا لیا اس کے بعد سے ''جملہ حقوق بحق۔۔۔۔۔۔''تم سمجھ گئے ہو گے۔

چنگو نے بات پوری کی اس کا سب کچھ ان کے نام سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

یار چنکو ایک بات بتاوں تمہارے اور گرو جی کے اندر بلا کی مشابہت ہے۔

(چڑھ کر) یار گالی بھی دینی ہے تو ایسی بری گالی نہ دو۔

منگو ہنس کر بولا برا نہیں مانتے۔ میں نے یہ اس لئے کہا کہ گرو جی نے بھی شاذیہ کی تجویز پر ہو بہو یہی کہا تھا کہ ''اچانک اس کا آغاز کچھ اٹپٹا نہیں لگتا؟''

اچھا تو پھر شاذیہ نے کیا جواب دیا؟

شاذیہ مجھ سے کم حاضر جواب تھوڑی نہ ہے اس نے جھٹ کہا اس مسئلہ کا میرے پاس ایک نہایت معقول حل ہے۔ جب سے ہماری سرکار نے اقتدار سنبھالا ہے ہر قومی رہنما کے یوم پیدائش پر ہم ایک نیا شوشہ چھوڑ دیتے ہیں بشرطیکہ اس کا تعلق نہرو خاندان سے نہ ہو۔

گرو جی نے تائید کی اور بولے جی ہاں شاذیہ ٹی وی کے پردے پر نظر آنے کیلئے کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی پڑتا ہے؟

شاذیہ بولی یہ مجھ سے زیادہ کون جانتا گرو جی میں خود اسی دنیا سے آئی ہوں اس لئے کیوں نہ گاندھی جینتی کے شبھ مہورت پر یہ مہم چھیڑ دی جائے۔ ویسے بھی سنا ہے گاندھی جی خاصے نفاست پسند انسان تھے اور صفائی کا کام کرنے والے طبقات کے شانہ بشانہ وہ بصد شوق کام کیا کرتے تھے۔

گرو جی بولے دیکھو شاذیہ دنیا بھر میں گاندھی جی کی جو بھی قدر و منزلت ہو ہمارے پریوار میں وہ ایک اختلافی شخصیت ہیں ۔آج کل تو لوگ ان کے قاتل ناتھو رام گوڈسے کیلئے پدم وبھوشن کا مطالبہ کرنے لگے ہیں۔اس کے نام کی یادگار تعمیر کرنے جارہے ہیں ایسے میں کہیں ایسا نہ ہو کہ لینے کے دینے پڑ جائیں؟

نہیں گرو جی ایسا نہیں ہوگا جو ان کے مخالفین ہیں وہ سوچیں گے گاندھی جی اسی لائق تھے کہ ان کی جینتی پر ملک سے جھاڑو مار کر ان کے اصول ونظریات کو کوڑے دان میں ڈال دیا جائے لیکن جو گاندھی بھکت ہیں وہ سمجھیں گے سرکار راشٹر پتا کو خراجِ عقیدت پیش کررہی ہے۔ میں تو کہتی ہوں گاندھی جینتی کے موقع پر اگر ہم جھاڑو لگانے لگیں تو کانگریس اور عام آدمی پارٹی دونوں کا صفایہ ہوجائیگا۔

گرو جی بولے بظاہر تو تمہارا مشورہ معقول لگتا ہے لیکن مجھے سوچنے کیلئے وقت دو۔ میں پردھان جی سے مشورہ کئے بغیر اس بابت کوئی فیصلہ نہیں کرسکتا۔

ابھی ۲ اکتوبر میں کافی وقت ہے آپ آرام سے مشورہ کریں اور اگر کوئی مشکل پیش آئے تو اس ادنی 'خادم کو یاد فرمائیں ۔گرو جی کا شکریہ ادا کرکے شاذیہ نے رخصت لی ۔شاذیہ کے نادر روزگار تجویز نے گرو جی کا دل خوش کردیا انہوں نے اپنے نام سے اسے پردھان جی کی خدمت میں پیش کردیا ۔ پردھان جی بھی بہت خوش ہوئے اور کہا دہلی آنے کے بعد تم دن بہ دن ذہین ہوتے جارہے ہو لیکن یاد رکھو ۰۰۰

میں اپنی حدود جانتا ہوں آپ سے آگے جانے کی جرأت نہیں کروں گا۔

پردھان جی نے حیرت سے کہا اگر آپ سے ہم لوگ آگے نہیں بڑھ پائے تو اس ہنگامہ کی ضرورت ہی کیا ہے؟

گرو جی نے جواب دیا میری مراد عام آدمی پارٹی سے نہیں تھی ۔ان کمبختوں نے نام ہی ایسا رکھا ہے کہ بار بار غلط فہمی ہوجاتی ہے لیکن اب ہم نے بھی عوام کو کنفیوژ کرنے کا ماسٹر پلان بنالیا ہے۔

پردھان جی نے وہی تجویز اپنے نام سے مارگ درشن کمیٹی میں رکھی اور بغیر کسی بحث کے اتفاق رائے سے اسے منظور کرلیا گیا۔ پھر کیا تھا ہر طرف جھاڑو لہرانے لگا سڑکوں پر کچرا پھیلانے اور ہٹانے کی مہم کچھ ایسے شروع ہوئی کہ پردھان جی کے سب بڑے دشمن سنجے جوشی کو بھی جھاڑو اٹھا کر میدان میں اترنا پڑا۔

چنگو نے پوچھا یار تم کبھی کیجریوال کے ساتھ ہوتے تو کبھی پردھان جی کے

www.urduchannel.in

ساتھ ۔کبھی شاذیہ کے ساتھ تو کبھی گرو جی کے ساتھ یہ کیا ماجرا ہے؟

منگو بولا دیکھو یہ عام آدمی پارٹی کا دور ہے اس میں پیڑ گننے کے بجائے صرف آم سے مطلب رکھا کرو کیا سمجھے؟ اگر یہ معلومات تمہارے لئے مفید نہیں ہے تو میں اپنی داستان بند کردیتا ہوں۔ میرے پاس ویسے بھی بہت کام ہے۔

چنگو نے کہا یار کام تو ہوتا ہی رہے گا اور باتیں بھی ہوتی رہیں گی کیوں نہ کسی طعام گاہ میں چل کر کھانا کھایا جائے؟

یہ تو ایسا ہی جیسے ایک تیر سے کانگریس اور آپ کا صفایہ۔

چنگو بولا لیکن ہوا یہ کہ ایک ساتھ کمل اور ہاتھ ڈھیر ہوگئے ۔

دوست یہ سیاست ہے اس میں ایسے چمتکار ہوتے رہتے ہیں۔

کھانے کے بعد جب دونوں دوست گھر لوٹے تو منگو جماہی لے رہا تھا ۔ چنگو نے سوچا اگر اس دلچسپ موڑ پر یہ بھسما سور سوگیا تو نہ جانے کب بیدار ہوگا اور کوئی بعید نہیں کہ جاگنے کے بعد ساری کہانی بھول جائے۔ کھانے پر ہونے والے خرچ کو وصول کرنے خاطر چنگو نے چائے کی پیشکش کردی جسے منگو نے بصد شوق قبول کیا۔منگو کو سوچنے کا نادر موقع ہاتھ آگیا۔منگو نے گرم چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا بھئی مزہ آگیا مان گئے استاد بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ۔

چنگو نے گمان کیا منگو پردھان جی اور گرو جی کے بارے میں کچھ کہنے کیلئے سماں باندھ رہا ہے ۔اس نے کہا اس میں کیا شک ہے؟ بڑے میاں نے کچھ سوچ سمجھ کر ہی چھوٹے میاں کا انتخاب کیا ہوگا۔

میں سمجھا نہیں دوست تم کس چھوٹے اور بڑے میاں کا ذکر کررہے ہو؟

وہی سفید اور کالی داڑھی والی جوڑی جوکلیان جی آنند جی بنے ہوئے ہیں۔

منگو بولا یار تم تو سیاست سے سیدھے فلمی دنیا کی جانب نکل گئے۔

یار میں تو مثال دے رہا تھا خیر تم کس کا ذکر کررہے تھے ۔

منگو بولا میں تو زبردست کھانے کے بعد گرم گرم چائے کی تحسین کررہا تھا۔

چنکو کو اپنی غلطی کا احساس ہوا وہ بولا معذرت میں بہت دور نکل گیا تھا۔

کوئی بات نہیں اب تم جہاں پہنچے ہو وہیں سے بات آگے بڑھاتے ہیں۔

جی ہاں جی ہاں اب یہ بتاو کہ پھر آگے کیا ہوا۔

ہوا یہ کہ جب کیجر یوال نے دیکھا کہ بی جے پی والوں نے جھاڑو دن دہاڑے اس سے چھین لیا ہے تو انہوں نے شاذیہ کے ساتھ ایک خفیہ میٹنگ طے کی اور بولے شاذیہ بی جے پی والے تو جھاڑو کے ساتھ سارے ذرائع ابلاغ پر چھا گئے ہیں۔ اب ہمارا کیا ہوگا؟

شاذیہ بولی وہی ہوگا جو منظورِ خدا ہوگا۔

کیجر یوال نے پریشان ہو کر کہا شاذیہ ہماری حالت خراب ہے اور تمہیں مذاق سوجھ رہا ہے۔ مجھے تو ڈر ہے کہ کل کو ہم جھاڑو لے کر میدانِ عمل میں اتریں گے تو لوگ سمجھیں گے کہ ہم بھی بی جے پی کی صفائی مہم میں حصہ لے رہے ہیں۔

کیا واقعی معاملہ اس قدر خراب ہو گیا ہے؟

جی ہاں آج کل ہر طرف آپ کے بجائے باپ کا جھاڑو چل رہا ہے۔

میں کوئی ایسی ترکیب لگاتی ہوں کہ یہ جھاڑو کھل کر بکھر جائے۔

وقت نہیں ہے کسی بھی وقت انتخابی تاریخ کا اعلان ہوسکتا ہے۔

چنتا نہ کریں۔ جھاڑو کے بکھرنے تک گرو جی اعلان نہیں کریں گے۔

کیجر یوال کو شاذیہ کی خوداعتمادی نے حیرت میں ڈال دیا تھا۔ شاذیہ جب گرو جی سے ملنے کیلئے ان کے دفتر میں گئی تو وہ بہت خوش تھے انہوں نے بتایا بھئی تمہارا صفائی مہم والا آئیڈیا تو بے حد کامیاب ہوا ہے۔ ہمارے سویم سیوک نہ صرف بھارت کی دھرتی بلکہ برطانیہ اور امریکہ کی سڑکوں پر بھی جھاڑو لگا کر اپنا اور ہمارا نام روشن کر رہے ہیں۔

وہ تو ٹھیک ہے گرو جی لیکن آپ کے ہاتھ میں ابھی تک جھاڑو نہیں نظر آیا۔

یہی بات میں تمہارے متعلق بھی کہہ سکتا ہوں۔ دراصل ہم لوگ جھاڑو

www.urduchannel.in

لگوانے والے ہیں۔ جھاڑو لگانے والے اور ہی لوگ ہیں۔

گرو جی کی اس بات نے شاذیہ کے ۱۴ طبق روشن کر دیئے اور وہ اپنے ذہن میں ایک نادر ترکیب خدوخال مرتب کرنے لگی۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھال کر کہا گرو جی آپ کی یہ بات تو درست ہے جب سے میں نے آپ کو چھوڑا ہے جھاڑو ہاتھ میں نہیں لیا لیکن یہ بھی تو غلط ہے کہ انسان وہ بات کہے جو خود نہ کرے۔ اس لئے بہت جلد آپ میرے ہاتھ میں جھاڑو دیکھیں گے۔

جی ہاں شاذیہ مجھے یقین ہے ٹی وی والے تمہارے ہاتھ میں جھاڑو دیکھ کر سمرتی ایرانی کو بھول جائیں گے بلکہ میں تو کہتا ہوں اگر تم دونوں کی تصاویر ایک ساتھ شائع ہوجائیں تو لوگ سمرتی کی تصویر کے نیچے لکھ دیں گے ''ساس بھی کبھی بہو تھی''۔

میں تو کہتی ہوں لوگ آپ کے حسنِ ظرافت سے واقف نہیں ہیں ورنہ وہ پردھان جی کو بھول جائیں۔ اس تعریف وتوصیف نے گرو جی کے اندر اس قدر ہوا بھر دی کہ وہ پھول کر کپا ہو گئے۔ اس سے قبل کہ وہ غبارہ پھٹتا شاذیہ اجازت لے کر نکل گئی اب اس کا دماغ ایک خطرناک منصوبے پر کام کر رہا تھا۔

شاذیہ نے گھر آ کر انڈیا اسلامک سینٹر کے سربراہ سے رابطہ قائم کیا اور بولیں کیوں جناب کب تک پردھان جی سے روٹھے رہیں گے۔

وہ بولے شاذیہ تم سے کس نے کہہ دیا کہ میں ناراض ہوں۔ مجھے پتہ ہے پانی میں رہ کر مگرمچھ کے ساتھ بیر ممکن نہیں لیکن کیا بتاوں بات بنتی ہی نہیں ہے۔

ایسی کیا بات ہے؟ آپ مجھ سے کہتے تو میں کوشش کرتی۔

جی ہاں میں تو بھول ہی گیا تھا تم آج کل وہاں پہنچی ہوئی ہو خیر بات دراصل یہ ہے کہ انڈیا انٹرنیشنل کی یہ قدیم روایت ہے کہ وہ ہر منتخب وزیراعظم کو اپنے یہاں آنے کی دعوت دیتا ہے۔ میں نے اس پر عمل کرتے ہوئے مودی جی کو بھی اس کی دعوت دی مگر نہ جانے کیسے اردو پریس کو اس کی بھنک لگ گئی اور اس نے ہنگامہ کھڑا کر دیا جس سے پردھان جی نے ڈر کر معذرت کر لی۔

شاذیہ خوش ہوکر بولی بھئی مبارک ہوآپ نے توبڑی ڈراونی ہستی کو ڈرا دیا۔

شاذیہ تمہاری یہ بیبا کی مجھے کسی مصیبت میں نہ ڈال دے۔ میں تو خودڈرا سہما رہتا ہوں ایسے میں کسی اور کو کیا خوفزدہ کرسکتا ہوں؟

دیکھئے جناب ایسے کام حکمت سے کئے جاتے ہیں۔

حکمت جس چڑیا کا نام ہے اسے میں نہیں جانتا۔

جناب میرا مطلب ہے سانپ بھی مرجائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔

ناگ پنچمی کا تہوار آنے والا ہے لوگ سانپ کو دودھ پلانے کیلئے اس میں پانی ملا رہے ہیں اورتم سانپ کو مارنے کی بات کررہی ہو۔ مجھے لگتا ہے کہ تمہارے ارادے خطرناک ہیں۔

آپ تو بڑے بھولے بھالے انسان ہیں ایک معمولی محاورہ بھی نہیں سمجھتے خیر میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ اسلامک سینٹر پرسوچھ بھارت مہم کا اہتمام کریں۔ ابھی تک کسی غیر سرکاری بلکہ نیم سرکاری مسلم تنظیم نے بھی اس میں حصہ نہیں لیا۔ آپ پہل کریں گے تو ذرائع ابلاغ میں خوب چرچہ ہوگا میں تو کہتی ہوں کہ آپ چھا جائیں گے۔

یہ نہایت عمدہ تجویز ہے لیکن ذرائع ابلاغ میں چھانے کیلئے کسی مشہور و معروف شخصیت کا اس میں شریک ہونا لازمی ہے۔

آپ کہیں تو وزیراعظم کو بلالاوں؟

جی نہیں میں کسی نئے تنازع میں پھنسنا نہیں چاہتااس لئے کوئی کمتر اسامی ڈھونڈو ورنہ پھر کھایا پیا کچھ نہیں گلاس پھوڑا بارہ آنہ۔

آپ نے ممبئی کی زبان کیسے سیکھ لی؟ کیا آپ وہاں رہ چکے ہیں۔

آپ بہت بھولی ہیں شاذیہ جی لگتا ہے آپ بالی ووڈ کی فلمیں نہیں دیکھتیں۔

جی ہاں اگر ایسا ہے تو میں گروجی کو بلوا لیتی ہوں آج کی تاریخ میں پردھان جی کے بعد سب سے زیادہ اثرورسوخ انہیں کا ہے۔

تم کس گرو کی بات کررہی ہو؟ میں نہیں جانتا۔

www.urduchannel.in

میرا مطلب ہے شاہ جی کیا آپ انہیں نہیں جانتے؟

کیسی بات کرتی ہو انہیں کون نہیں جانتا لیکن مجھے نہیں لگتا کہ وہ اس مرکز کیلئے اپنا قیمتی وقت فارغ کریں گے۔

آپ وہ کام مجھ پر چھوڑ دیجئے میں سب ٹھیک کردوں گی۔ شاذیہ نے بڑی صفائی کے ساتھ صدرِ مرکز کوشیشے میں اتار لیا تھا۔اس نے جب گروجی کو آئی آئی سی کی صفائی مہم میں شرکت کی دعوت دی تو ان کا احساس جرم پیروں کی بیڑی بن گیا اور انہوں نے کہا میری رائے یہ ہے کہ یہ کام تم بی جے پی دہلی کے صدر ستیش اپادھیائے کے ساتھ مل کر کرو۔ ویسے بھی اسے ذرائع ابلاغ کے عدم توجہی کی شکایت ہے۔

شاذیہ بولی اس میں شکایت کی کیا بات؟ جب وہ بڑے لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے تو نظر انداز ہوجاتا ہے۔

تم سے بھی شکایت ہے کہ اس کو نظر انداز کرکے براہِ راست مجھ سے رابطہ کرتی ہو۔

شاذیہ نے سوچا اچھا اگر ایسا ہے تو اسے سبق سکھانا ضروری ہے۔ اس نے اپادھیائے سے رابطہ کیا۔ اپادھیائے بڑی آسانی سے راضی ہو گئے اس لئے کہ شاذیہ پر احسانمندی کا یہ نادر موقع وہ گنوانا نہیں چاہتے تھے۔

شاذیہ نے صفائی مہم کی کمان اپنے ہاتھ میں سنبھالی اورآزاد پور مارکیٹ سے کوڑا کرکٹ منگوانے کا اہتمام کیا۔ اس کے پیچھے حکمت یہ تھی کہ رنگ برنگے سڑے ہوئے پھل اور سبزیاں ٹی وی کے پردے پر نمایاں نظر آئیں۔ جب سارا پروگرام بن گیا تو شاذیہ نے اپنے خاص چینل پر موجود ایک ساتھی کو بتا دیا کہ کچرا کس وقت انڈیا اسلامک سینٹر پر پہنچنے والا ہے۔ اب کیا تھا ٹی وی کیمرہ کچرے کی گاڑی سے پہلے وہاں تعینات ہو چکا تھا۔

گاڑی پر موجود مزدوروں کے فرشتے بھی نہیں جانتے تھے کہ کیمرے کی آنکھ ان پر لگی ہوئی ہے۔ ان لوگوں بڑے انہماک کے ساتھ گاڑی کا کچرا خالی کیا۔ انڈیا

اسلامک سینٹر کے ملازمین کی نگرانی میں اسے بڑی نفاست سے پھیلایا گیا اور پھر اپادھیائے جی تشریف لائے۔ اس مہم میں پہلی بار نقلی کچرے کی اصلی صفائی عمل میں آئی ۔کوڑے کی بدبو سے اپادھیائے کا دماغ خراب ہوگیا اور وہ درمیان ہی سے میدان چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔اس کے بعد جن مزدوروں نے گاڑی خالی کی تھی انہیں لوگوں نے کچرے کو گاڑی میں بھرنے کی زحمت گوارہ کی اور اپنا انعام وصول کر کے لوٹ گئے۔

صفائی مہم کی فلم پہلے ایک ٹی وی چینل پر نشر ہوئی اور پھر دنیا بھر کے ٹی وی چینلس نے اس پاکھنڈ کا پردہ فاش کر دیا۔ اس طرح اپادھیائے جی کو انتخابی میدان سے بے دخل کر کے کچرے کے ڈبے میں پھینک دیا گیا۔

www.urduchannel.in

۴

اپادھیائے پر جھاڑو چل جانے کے بعد دہلی کی بی جے پی لیڈرشپ کا سپڑا صاف ہوگیا۔ عآپ نے اپادھیائے کے بجلی بنانے والی کمپنیوں کے ساتھ تعلق کو بے نقاب کر کے ان کا فیوزاڑادیا۔ اب دہلی کے اندر بی جے پی بے چہرہ ہو چکی تھی۔ مرکز میں وزیر بن جانے کے بعد سابق وزیراعلیٰ ڈاکٹر ہرش وردھن کی دلچسپی کم ہو چکی تھی۔ شاذیہ نے گرو جی کو دہلی میں بی جے پی کی بے چہرگی کا احساس دلایا تو وہ بولے دیکھو شاذیہ ہمارے لئے فی الحال ایک پردھان جی کا چہرہ کافی ہے اور سچ تو یہ ہے کہ وہ اپنے سوا کسی اور پسند بھی نہیں کرتے ۔ان کو تو صرف وہی خود اچھے لگتے ہیں ۔

شاذیہ بولی لیکن جناب عوام ان کے چہرے سے اب بور ہونے لگے ہیں اس لئے وقت آ گیا ہے کہ آپ خود آگے آئیں۔

گرو جی نے احمقانہ انداز میں اپنے گنجے سر پر ہاتھ پھیر کر کہا شاذیہ لگتا ہے تم مجھے ایسی جگہ لے جا کر مرواؤ گی جہاں دو گھونٹ گنگا جل بھی میسر نہیں آئیگا۔

گرو جی آپ پردھان جی کے خاص آدمی ہیں آپ کا کون بال بیکا کر سکتا۔

جی ہاں لیکن پردھان جی گنجے سر والے کے بال بھی اکھاڑ سکتے ہیں۔ جہاں تک قربت کا سوال ہے ایک زمانے میں ہرین پنڈیا مجھ سے زیادہ ان سے قریب ہوا کرتا تھا اور تم تو جانتی ہو اس بیچارے کا کیا حشر ہوا؟

لیکن کیا آپ کو لگتا ہے کہ کسی وزیراعلیٰ کے امیدوار کو آگے کئے بغیر ہم لوگ

انتخاب جیت جائیں گے؟

گرو جی برجستہ بولے کیوں نہیں؟ مہاراشٹر، ہریانہ اور جھارکھنڈ میں کہاں تھا کوئی ہمارا امیدوار؟ بس پردھان جی ہی سب کیلئے کافی ہو گئے۔

وہاں ہمارے خلاف کوئی مضبوط امیدوار بھی تو موجود ہی نہیں تھا۔ کانگریس کے للوّ پنجو لوگوں کو ہرانے اور اروند کیجریوال کو شکست دینے میں بہت بڑا فرق ہے۔

لیکن پردھان جی وارانسی میں اسے بری طرح ہرا بھی تو چکے ہیں۔

ایک بات جان لیجئے گرو جی جس طرح وارانسی کے رائے دہندگان جانتے تھے کیجریوال جیت کر بھی وزیر اعظم نہیں بن سکتا اسی طرح دہلی کے ووٹرس کو پتہ ہے کہ پردھان جی اگر بی جے پی کو کامیاب کرادیں تب بھی وزیر اعلیٰ نہیں بن سکتے۔ اس فرق کو اگر ہم نے نظر انداز کر دیا تو دہلی کی بازی الٹ سکتی ہے۔

شاذیہ نے گرو جی کو فکر مند کر دیا تھا۔ وہ بولے مجھے تو تمہاری منطق درست لگتی ہے لیکن میں یہ بات پردھان جی کے گوش گزار نہیں کر سکتا۔

اس میں کون سی بڑی بات ہے اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں کوشش کروں؟

تم! تم کیا بات کرتی ہو؟ تم یہ بات انہیں بتاؤ گی؟

کیوں نہیں۔ مجھے کیا؟ وہ مجھے پارٹی کی صدارت سے تھوڑی ناہٹا سکتے ہیں؟

آج تم کیسی بہکی باتیں باتیں کر رہی ہو؟ تم جب پارٹی کی صدر ہو ہی نہیں تو وہ تمہیں کیسے ہٹائیں گے بھلا؟

یہی تو میں بھی کہہ رہی ہوں چونکہ مجھے کسی نقصان کا اندیشہ نہیں ہے اس لئے میں جو من میں آئے کہہ سکتی ہوں؟

کیسی باتیں کرتی ہو شاذیہ وہ ملک کے پردھان سیوک ہیں۔ تم کو ان کی ناراضگی کا ڈر نہیں لگتا؟

وہ میرا کیا بگاڑ سکتے ہیں زیادہ سے زیادہ پارٹی سے نکلوا دیں گے اور کیا؟

وہی تو میں کہہ رہا ہوں کہ اگر تمہیں پارٹی سے نکلوا دیا گیا تو تم کہاں جاؤ گی؟

www.urduchannel.in

وہیں! جہاں سے آئی تھی۔ میرا کیا؟

کیا غداری کے باوجود وہ خود سر کیجریوال تمہیں پارٹی میں واپس لے لے گا۔

شاذیہ کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا اس نے پینترا بدلتے ہوئے کہا گرو جی آپ میری بات نہیں سمجھے۔

اس میں سمجھنے کا کیا ہے۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ تم آپ کو چھوڑ کر آئی۔ تم نے جھاڑو ہاتھ میں لے کر ہمارے جنرل وی کے سنگھ کے مقابلے انتخاب بھی لڑا ہے۔

آپ کی بات درست ہے لیکن میں آپ کے اندر پیدا تو نہیں ہوئی جیسے کہ راہل جی کانگریس میں پیدا ہوئے ہیں۔

گرو جی بولے ہاں سو تو ہے۔ تم آپ کے اندر کیسے جنم لے سکتی تھیں جبکہ اس وقت وہ پارٹی خود عالمِ وجود میں نہیں آئی تھی۔ اس جھاڑو والی جماعت کو ابھی جمعہ جمعہ آٹھ ہی دن تو ہوئے ہیں۔

تب تو تم آپ کو پتہ ہی ہوگا کہ میں آپ میں کہاں سے آئی تھی؟

جی ہاں، سنا ہے تم صحافت کی دنیا میں کچھ کر رہی تھیں۔

آپ نے صحیح سنا۔ میں وہیں سے آئی ہوں اور وہیں لوٹ جاوں گی۔

تب تو تم بہت خطرناک ہو۔ تم نے اگر ٹی وی پر جا کر ہمارے سارے راز فاش کر دیئے تو ہمارے لئے مشکل کھڑی ہو جائیگی۔

اوہو گرو جی، آپ تردید کر دینا۔ لوگ میری نہیں آپ کی سنیں گے۔

گرو جی بولے لیکن اگر ••••••

اگر کوئی ثبوت سامنے آجائے تو کہہ دینا وہ انتخابی جملہ بازی تھی۔

وہ بھی ٹھیک ہے لیکن دیکھو اب تم جانے کی بات اپنی زبان پر نہیں لانا۔

شاذیہ نے معصومیت سے پوچھا کیوں؟

اس دہلی میں تمہارے سوا کون ہے جو میری بات سنتا سمجھتا ہے؟ ایک تم ہو کہ آنکھیں دکھاتی رہتی ہو۔

اگر ایسا ہے تو میں کبھی نہیں جاوں گی۔

گرو جی خوش ہوگئے اور بولے مجھے پتہ ہے شاذیہ بلکہ مجھے تو یقین ہے کہ تم کبھی لوٹ کر نہیں جاوگی اور تم دیکھنا ایک دن میں تمہیں کہاں پہنچا دوں گا۔ یہ ایرانی اورسشما تمہارے سامنے پانی بھریں گی پانی۔ کیا سمجھیں؟

شاذیہ نے دل میں سوچا یہ احمق نہیں جانتا کہ میں آئی ہی کب ہوں جو واپس جاؤں گی میرے دل کے جھروکے میں تو اب بھی جھاڑو کا پنکھا جھلتا ہے۔ بات دور نکل گئی تھی اس لئے موضوع پر آتے ہوئے وہ بولی گرو جی ہم لوگ دہلی کے وزیراعلیٰ پر گفتگو کرتے ہوئے کہیں اور نکل گئے۔

اگر میرے بس میں ہوتو گورنر جنرل سے کہہ کر تمہیں آج ہی دہلی کا وزیراعلیٰ بنا دوں مگر تم تو جانتی ہی ہو؟ ••••••

میں تو جانتی ہوں گرو جی لیکن آپ نہیں جانتے کہ دہلی میں اگر کیجریوال کے ٹکر کا کوئی امیدوار میدان میں نہیں اتارا گیا تو بازی الٹ جائیگی اور مجھے نہیں لگتا کہ ہمارے دہلی کے لنگڑے گھوڑوں میں سے کوئی اس کا مقابلہ کرسکتا ہے۔

مجھے بھی اس کا علم ہے اور پردھان جی بھی یہ جانتے ہیں ویسے تمہاری مثال غلط ہے وہ گھوڑے کب ہیں؟ وہ تو کتوں کی مانند ایک دوسرے کو بھنبھوڑتے رہتے ہیں بلکہ کبھی کبھار ہم لوگ بھی ان کی زد میں آجاتے ہیں۔

شاذیہ اپنی منزل سے ایک قدم قریب آگئی تھی وہ خوش ہوکر بولی آپ کی بات صد فیصد درست ہے میں تو کہتی ہوں ان پاگل کتوں کو گولی ماردو۔

دہلی کے بجائے احمدآباد ہوتا تو میں یہی کرتا لیکن یہاں کی پولس ہمارے نہیں بلکہ ہمارے سب سے بڑے دشمن راجناتھ بلکہ ناگناتھ کے ہاتھ میں ہے۔

آپ اپنے وزیر داخلہ کے بارے میں یہ کیا کہہ رہے ہیں؟

اس میں حیرت کی کیا بات ہے۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ کل کو پردھان جی سے کوئی اونچ نیچ ہوجائے تو اس کا سب سے بڑا فائدہ کون اٹھائے ہوگا؟ وہ تو نہ جانے

www.urduchannel.in

کب سے اس کی تاک میں بیٹھا ہے لیکن کیا کرے کوئی داؤں نہیں چلتا۔ خیر سچ تو یہ کے ہمارے لئے راہل بابا سرے سے کوئی خطرہ ہی نہیں ہے بلکہ اس کی حماقتوں سے ہمارا بھلا ہوتا رہتا ہے ہمیں تو بس ٹھاکر صاحب سے ڈر لگتا ہے۔

جیسے فلم شعلے میں ویرو اور روی ڈرتے تھے۔

نہیں ایسی بات نہیں۔ جیسے میں اور جیٹلی پردھان جی کے آدمی ہیں وہ دنوں ٹھاکر کے آدمی تھے۔

تو پھر آپ گبرّ کی بات تو نہیں کررہے ہیں۔

ویسے ہمارے پردھان جی کسی گبرّ سے کم تھوڑے ہی ہیں۔ انہوں نے ٹھاکر کو دونوں ہاتھوں سے معذور کررکھا ہے۔

ہم لوگ پھر سے دور نکل گئے۔

گرو جی نے سوچا اس بیوقوف پر وزارتِ اعلیٰ کی کرسی کا بھوت سوار ہے۔ وہ بولے یہ نازک معاملہ ہے اس مسئلہ پر میں غور کرکے جواب دوں گا۔

ٹھیک ہے لیکن کہیں پہلے آپ پہلے آپ کے چکر میں گاڑی نہ نکل جائے۔

نہیں تم چنتا نہ کرو بہت جلد میں کوئی اپائے نکال لوں گا۔ گرو جی نہ تو شاذیہ کی دلآزاری کرنا چاہتے تھے اور نہ ہی وزیراعظم کی ناراضگی مول لینا چاہتے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ سانپ بھی مرجائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے لیکن شاذیہ کے اصرار سے انہیں اندیشہ ہو چلا تھا کہ اس کھیل میں سانپ اور لاٹھی کے بجائے سپیرا مارا جائیگا۔ وہ سانپ کے بجائے اپنے سر پر لاٹھی مار کر خود کو ہلاک کرلے گا۔

چنگو جمائیاں لے رہا تھا اسے نیند آنے لگی تھی۔ وہ بولا منگورات کافی ہوچکی ہے اب تو آدھی رات میں کہاں جائیگا۔ میرا خیال ہے تو یہیں سوجا کل صبح چلے جانا میں تیرے لئے بستر لگاتا ہوں۔

منگو انگڑائی لے کر بولا یہ اچھا آئیڈیا ہے باقی کی کہانی کل صبح ••••••۔

چنگو سوتو گیا لیکن خواب میں بھی گرو جی چلے آئے اور کہانی آگے چل پڑی۔

۵

گرو جی کے گھر پر احمد آباد سے ان کے سمدھی آئے تھے۔ ان کی ہونے والی بہو کے چچا سیٹھ نتھو بھائی کا اصرار تھا کہ وہ وزیراعظم سے ملنا چاہتا ہے۔ گرو جی نے اسے سمجھایا کہ وزیراعظم بہت بڑی ہستی ہیں وہ ہرایرے غیرے نتھو خیرے سے ملاقات نہیں کرتے۔ یہ سن کر نتھو بھائی چڑھ گیا اور کہنے لگا یہ شادی نہیں ہوسکتی اس لئے کہ جو لوگ ہمارا احترام نہیں کرتے وہ ہماری بیٹی کے ساتھ اچھا سلوک کیسے کریں گے؟

گرو جی کی ایک حماقت سے سارا کھیل بگڑ گیا۔ ان کا لڑکا اپنے چچا سسر کے ہاتھ پیر جوڑنے لگا لیکن وہ ٹس سے مس ہونے کیلئے تیار نہیں تھے۔ آخر ان کا سمدھی گرو جی کے قریب آکر ان کے کان میں بولا معاف کرنا یہ ذرا ضدی طبیعت کا بندہ ہے۔ ویسے آپ تو وزیراعظم کے دایاں ہاتھ ہیں اس لئے ملاقات کا کوئی جگاڑ کیجئے آپ تو اچھے اچھوں کو ٹہلا دیتے ہیں اس بیوقوف بوڑھے کو بھی گھما دیجئے۔ اگر کچھ نہیں تو اسے پردھان جی کے کسی ہم شکل سے ملا دیجئے بیچارہ بہل جائیگا۔

گرو جی کو اس تجویز پر ہنسی آ گئی۔ غصہ ہوا ہوگیا وہ بولے ایسی کیا بات ہے میں اسے ۵۶ انچ والے اصلی پردھان جی سے ملاوں گا لیکن وقت کا تعین وہ کریں گے آخر وزیراعظم ہیں۔ بات طے ہوگئی جب وہ وقت دیں گے تب ملاقات ہوگی۔

دو دن بعد گرو جی نے موقع نکال کر پردھان جی سے کہا آپ تو جانتے ہی ہیں دو ماہ بعد وجئے کی شادی ہونے والی ہے اس کی تفصیل طے کرنے کیلئے میرے گھر

www.urduchannel.in

پر سمدھی آئے ہوئے ہیں۔

پردھان جی نے چونک کر پوچھا جہیز میں آنا کانی تو نہیں کر رہے ہیں۔ ان کو بتا دو کہ جلد ہی ونجارہ رہا ہونے والا ہے۔ وہ سانبھا چھوٹ گیا تو سب کو دیکھ لے گا۔

آپ کو مغالطہ ہوگیا یہ پریم وواہ ہے اس میں وہ سب نہیں ہوتا؟

تو کیا ہوا؟ تم تو بنیا آدمی ہو لین دین کے بغیر تمہارا نوالہ تر نہیں ہوتا؟

ہاں وہ سب تو ہو چکا میں تو کہہ رہا تھا کہ پریم وواہ میں دنگا فساد نہیں ہوتا۔

بھائی میں تو سنیاسی ہوں میرا نہ پریم سے رشتہ ہے اور نہ وواہ سے ناطہ۔

میں یہ بھی جانتا ہوں کہ آپ کا لین دین اور دنگا فساد سے بڑا گہرا تعلق ہے۔

ہاں تو بتاو میں تمہاری کیا مدد کرسکتا ہوں؟

گرو جی کی من مراد پوری ہوگئی انہوں نے فوراً جھولی پھیلا کر وردان مانگ لیا سرکار آپ کوئی وقت بتائیں تو میں انہیں آپ کی سیوا میں آشیرواد کیلئے بھیج دوں۔

وجئے کو تو آشیرواد دے چکا ہوں شادی کے بعد بہو کو بھی دے دوں گا۔

جی نہیں سرکار اتنا ولمب نہ کریں ورنہ وجئے کنوارہ ہی رہ جائیگا آپ دو چار دن میں دو چار منٹ کا وقت نکالیں یہ کافی ہے۔

تب تو تمہیں میری دعوت کرنی پڑے گی اور میں اپنے حفاظتی دستے کے ساتھ پدھاروں گا ان کا بھی سواگت ستکار کرنا ہوگا۔ پردھان جی کو یقین تھا کہ یہ مہا کنجوس مکھی چوس خود ہی چالاکی سے بات ٹال دے گا لیکن ان کی حیرت کا ٹھکانا نہ رہا جب گرو جی بلا توقف تیار ہو گئے اور کہا بندہ حاضر ہے آپ سمئے بتائیں۔

پردھان جی سمجھ گئے دال میں کچھ کالا ہے لیکن پھر سوچا کیوں نہ اس کا پتہ دال چکھنے کے بعد لگایا جائے۔ انہوں نے کہا میں ایسا کرتا ہوں کہ کل ہوائی اڈے سے آتے ہوئے گھر جانے کے قبل تمہارے پاس آجاتا ہوں۔ وہاں سے ڈھوکلہ جلیبی کھا کر لوٹ جاوں گا منہ بھی میٹھا ہو جائیگا اور وہ تم کیا کہہ رہے تھے آشیرواد •••••

جی ہاں وہی آپ ہمارے گھر کس سمئے پدھاریں گے۔

۷ بجے شام تمہارا کیا خیال ہے؟

بہت شبھ مہورت ہے شریمان ہم سب آپ کا انتظار کریں گے۔

پردھان جی نے کہا تم نے کسی جیوتش آچاریہ سے پوچھے بغیر ہی اسے شبھ مہورت گھوشت کر دیا کہیں ستاروں کا کھیل تو نہیں سیکھ لیا۔

جناب آپ کے قدم شبھ ہیں جہاں جاتے وہ جگہ پوِتر ہوجاتی ہے اور سب سے شبھ گھڑی بھی وہی ہوتی ہے جب آپ کے شبھ چرن کہیں پڑتے ہیں۔

تم پر بھی دہلی کا رنگ چڑھنے لگا ہے احمد آباد میں تو تم ایسے نہیں تھے۔

جی ہاں سر یہ آپ کی دیا کرپا ہے ورنہ میں کس قابل ہوں۔کل میں اپنے مہمانوں کے ساتھ آپ کا انتظار کروں گا۔

گرو جی نے جب نتھو لال کو بتایا کہ پردھان جی بذاتِ خود اس سے ملاقات کیلئے آرہے ہیں تو وہ پھول کر کپّا ہوگیا۔

اب وہ لوگ اپنا آگے کا منصوبہ بنانے لگے۔گرو جی کے سمدھی نے پوچھا تو کیا ہم لوگ رات ۹ بجے تاج محل دیکھنے کیلئے آگرہ نکل سکتے ہیں۔

گرو جی نے کہا ۹ کیوں ۸ بجے ہی روانہ ہو سکتے ہو۔

نتھو نے پوچھا کیا وہ ہمارے ساتھ کھانا نہیں کھائیں گے؟

گرو جی نے کہا بھائی وہ وزیراعظم ہیں ان کے پاس اتنا وقت کہاں وہ تو بس ۷ بجے آئیں گے اور دس منٹ بعد آپ سب کے ساتھ احمد آباد کی گائے بکری مصالحے والی چائے پی کر روانہ ہو جائیں گے۔

نتھو لال کا موڑ خراب ہوگیا وہ بولا اس سے کیا فائدہ؟ ایسے آنے سے تو بہتر ہے کہ وہ آئیں ہی نہیں۔یہ تو ہماری توہین ہے میں تو کہتا ہوں آپ انہیں منع کر دیں۔

اب گرو جی کیلئے نیا مسئلہ کھڑا ہوگیا۔وہ بولے بھئی اس کی ضرورت نہیں ان کو آنے دو اور واپس چلے جانے دو اگر آپ کو نہیں ملنا ہے تو آپ نہ ملنا۔

نتھو بھائی نے کہا ہمارے خاندان کی ریت یہ ہے کہ اگر ہمارا بڑا نہیں ملتا تو

www.urduchannel.in

چھوٹے بھی نہیں ملتے اور فی الحال یہاں موجود لوگوں میں سب سے بڑا میں ہوں سمجھے

گرو جی کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اس پاگل کا کیا کیا جائے؟ انہوں نے پریشان ہوکر اپنے سمدھی کی جانب دیکھا تو اس نے آنکھ دبا کر اشارہ کیا۔اس کا مطلب تھا آپ اسے بھول کر اپنا کام کیجیے۔اس سے میں نمٹ لوں گا۔

گرو جی نے اطمینان کا سانس لیا کہ فون کی گھنٹی بج گئی سامنے شاذیہ تھی۔دعا سلام کے بعد اس نے پوچھا کیوں پردھان جی سے بات ہوئی یا نہیں۔آپ میری اس بات کو سنجیدگی سے نہیں لے رہے ہیں لیکن میں آپ کو خبردار کردوں کہ یہ معاملہ آپ کو اتنا مہنگا پڑے گا کہ صدارت کی کرسی خطرے میں پڑ جائے گی۔دہلی میں ایسی شکست ہاتھ لگے گی کہ لوگ آپ کا متبادل تلاش کرنے لگیں گے۔

گرو جی نے سوچا اس پاگل عورت میں اور نتھو لال میں کوئی فرق نہیں ہے دونوں اگر کسی بات کے پیچھے پڑ جائیں تو بس پڑ ہی جاتے ہیں۔انہوں نے کہا دیکھو شاذیہ میں فی الحال اپنے مہمانوں کے ساتھ ذرا مصروف ہوں کل وہ یہاں سے آگرہ جارہے ہیں وہاں سے احمد آباد نکل جائیں گے اس کے بعد اس مسئلہ پر سوچتے ہیں۔

یہ اچھا ہے میں بھی پرسوں شہر سے باہر جانے والی ہوں اس لئے کیوں نہ کل شام ہم لوگ مل لیں۔

شام نہیں رات کو مل سکتے ہیں میرا مطلب ہے رات ۸ ساڑھے ۸ بجے۔

بہت بہتر کیا اتنی رات گئے آپ پارٹی کے دفتر آئیں گے۔

نہیں ایسا کرو تم میرے گھر آجانا۔

بہت خوب کل ملاقات ہوتی ہے رات ۸ بجے۔شاذیہ نے فون بند کر دیا۔

دوسرے دن پردھان جی کی تقریر لمبی ہوگئی اور ۶ بجے تک ان کا جہاز دہلی نہیں پہنچا۔نتھو بھائی ۶ بجے سے آگرہ جانے کیلئے تیار بیٹھے تھے لیکن گھر والے انہیں کسی نہ کسی بہانے ٹال رہے تھے جب پردھان جی ۷ بجے تک نہیں آئے تو دیگر لوگوں نے بھی اپنا سازوسامان گاڑی میں رکھنا شروع کر دیا۔نتھو لال کے علاوہ کسی اور کو تو

پردھان جی میں دلچسپی تھی نہیں وہ سب ٹی وی پر ان کا چہرہ دیکھ دیکھ کر اوب چکے تھے۔ ساڑھے سات بجے وہ قافلہ روانہ ہوگیا۔ مہمانوں کے ساتھ گرو جی کی بیٹا، بیٹی اور اہلیہ بھی آگرہ کیلئے نکل کھڑے ہوئے ۔

گرو جی پریشان تھے۔ اب ان کے سامنے مسئلہ پردھان جی کو منع کرنے کا تھا لیکن اس سے قبل کہ وہ انہیں فون کرتے شاذیہ گھر میں داخل ہوتے ہوئے بولی عجب ویرانی سی ویرانی ہے کوئی آفت آنے والی ہے کیا؟

دھیرے بولو کہیں پردھان جی نہ آجائیں میں انہیں فون لگا رہا تھا۔

وہ تو ٹھیک ہے لیکن بھابی جی کہاں ہیں؟ وہ تو نہ جانے میری آہٹ سنتے ہی آپ سے پہلے دوڑی چلی آتی ہیں سب ٹھیک تو ہے نا؟

کیا مطلب؟

میرا مطلب ہے طبیعت وغیرہ ••••

وہ بے وقوف عورت نہیں جانتی کہ اس عمر میں اب کیا ہوگا؟ اور پھر ہونی کو کون ٹال سکتا ہے؟ تم نے تو سنا ہی ہوگا ہونی تو ہو کے رہے انہونی نہ ہوئے۔

اوہو آج تو آپ بڑے موڈ میں لگتے ہیں بلاوں کیا بھابی جی کو؟

اسے کیا بلاوگی وہ تو آگرہ روانہ ہوچکی ہے۔

شاذیہ آگرہ سن کر چونک پڑی۔ اس نے کہا ارے! آپ نے انہیں آگرہ کیوں بھیج دیا آج کل تو دہلی میں بھی علاج ہوجاتا ہے۔

علاج؟ کیسا علاج؟

وہی دماغ کا علاج۔ پہلے لوگ پاگلوں کو آگرہ کے پاگل خانے میں لے جاتے تھے آج کل انتخاب میں کامیاب کرکے دہلی بھیج دیتے ہیں۔

تم بھی شاذیہ غضب کرتی ہو۔ تم جیسا ظریف انسان میں نے نہیں دیکھا۔ آتے ہی مجھے اپنی باتوں میں الجھا دیا دومنٹ رکو میں پردھان جی کو منع کردوں پھر تم سے بات کرتا ہوں۔

www.urduchannel.in

شاذیہ کی سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ احمق اپنے دام میں ازخود چل کر آنے والے شکار کو بھگا رہا ہے لیکن اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی گرو جی کہہ رہے تھے۔ سوامی جی آپ کو تاخیر ہوگئی ہم لوگ تو آپ کا انتظار کرتے کرتے ••••••

شاذیہ نے پیچھے سے کہا امول مسکا۔

پردھان جی چونک کر بولے یہ کون ہے؟ یہ کس کی آواز آرہی ہے کوئی دشمن کا جاسوس تمہارے آس پاس تو نہیں ہے۔ مجھے تو اسٹنگ آپریشن کا خطرہ لگ رہا ہے۔

گرو جی بولے نہیں صاحب یہ ہمارے مہمان ہیں آپس میں بات کررہے ہیں۔ آپ ایسا کریں کہ ••••••۔

میں تمہارے گھر کے موڑ پر ہوں اور دومنٹ میں پہنچ رہا ہوں بس۔

فون کٹ گیا اور گرو جی کے پیروں تلے سے زمین کھسک گئی۔ انہوں نے فوراً نوکر کو آواز لگائی اور کہا وہ سب سامگری لے آجو پردھان جی کے لئے منگائی تھی۔

رامو بولا صاحب وہ سب تو مالکن جی اپنے ساتھ آگرہ لے گئیں۔ انہوں نے کہا یہاں رکھ کر خراب کرنے سے بہتر ہے ساتھ لے چلیں راستے میں کھا لیں گے۔

گرو جی نے اپنا سر پیٹ لیا اور بولے اچھا جو کچھ ہے جلدی سے لے آ۔

رامو نے پوچھا مگر کیا لاؤں کچھ تو کہیے۔ میں کیا جانوں کہ انہیں کیا پسند ہے؟

تو اندر چل میں بھی آتا ہوں کام کرنے کے بجائے زبان چلاتا ہے۔ گرو جی اندر گئے اور باہر پردھان منتری کا قافلہ آکر رکا۔ جیسے ہی حفاظتی دستہ اے ۴۷ کے ساتھ اترا شاذیہ سنبھل گئی اس نے باہر آکر وزیراعظم کا استقبال کیا۔ پردھان جی نے مسکرا کر پوچھا اوہو تو آپ بھی موجود ہیں بہت خوب۔

شاذیہ بولی میں ہی تو ہوں اور کوئی نہیں ہے۔

کیا وہ موٹو •••• ابھی تو کہہ رہا تھا کہ ••••••••

مہمان مرگئے! شاذیہ نے گرو جی کا جملہ دوہرا دیا۔

آپ بہت ذہین ہیں اسی لئے آپ کا گرو یدہ ہے خیر وہ ہے کہاں؟

اندر گئے ہیں ابھی آتے ہیں۔اگر مناسب سمجھیں تو یہیں لان میں بیٹھیں۔

جی ہاں موسم تو باہر بیٹھنے کا ہے۔

شاذیہ اور پردھان جی لان میں پڑی آرام کرسیوں پر آمنے سامنے بیٹھ گئے۔ گرو جی نے نوکر کے ساتھ باہر آتے ہوئے انہیں ساتھ ساتھ دیکھا تو کہا مر گئے۔آج تو پرلیہ آنے والا ہے۔شاذیہ انہیں دیکھ کر کھڑی ہوگئی اور بولی گرو جی آپ بیٹھیں۔نوکر سامان کی ٹرالی چھوڑ کر دور پڑی ہوئی کرسی کی جانب لپکا اور وہاں موجود کرسی اور تپائی پاس لے آیا۔گرو جی نے پرنام کیلئے ہاتھ جوڑے تو پردھان جی بولے آج کل بھابی جی کا کام بھی آپ ہی سنبھالے ہوئے ہیں۔

کیا کریں وہ بیوقوف عورت مہمانوں کے ساتھ آگرہ چلی گئی۔

لیکن آپ تو عقلمند نکلے جو انہیں بلا لیا۔

شاذیہ کو پردھان جی کی فقرے بازی گراں گزری لیکن اس سے پہلے کہ وہ کسی ردعمل کا اظہار کرتی گرو جی بول پڑے مجھے کیا پتہ تھا کہ اچانک وہ نکل جائیگی۔ میں نے تو انہیں پہلے ہی بلا لیا تھا۔

میں سمجھتا تھا کہ تمہیں سب پتہ ہے۔ ویسے آج دن بھر اس قدر بھاگ دوڑ رہی کہ میں تھک کر چور ہوگیا۔ یہاں تمہارے باغ کا ماحول بڑا خوشگوار ہے دو منٹ میں طبیعت بحال ہوگئی۔

آپ ڈھوکلہ کھایئے، چائے پیجئے پھر دیکھئے گائے بکری کا کمال۔

یہ درمیان میں گائے بکری کہاں سے آ گئی؟

اوہو آپ بھول گئے گائے بکری چائے لیکن میں نہیں بھول سکتا کیونکہ میں ہی آپ کو ادھار میں یہ پتی بھیجا کرتا اور آپ چائے بنا کر اسے نقد بیچا کرتے تھے۔

پردھان جی نے ڈانٹ کر کہا بکواس بند کرو۔

گرو جی ڈر گئے اور بولے معاف کرنا سرکار شما چاہتا ہوں مجھ سے بھول ہوگئی۔ دراصل میں بھول ہی گیا تھا کہ یہاں شاذیہ جی بھی بیٹھی ہوئی ہیں۔

www.urduchannel.in

پردھان جی نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا خیر کام کی بات کرو۔

گرو جی نے چونک کر کہا کام کی بات کون سی کام کی بات؟

شاذیہ بولی میں بتاتی ہوں وہی دہلی انتخاب والی بات۔

پردھان جی دہلی انتخاب کا نام سن کر چوکنے ہو گئے اور بولے یہ تو اپنی شادی کے وقت بھی ایسا کھویا ہوا نہیں تھا جیسا کہ آج کل ہے، خیر شاذیہ تم بولو۔

گرو جی نے سوچا اب یہ لڑکی خود بھی مرے گی اور مجھے بھی مروائے گی۔

شاذیہ بولی جناب میرا خیال ہے کہ دہلی کا میدان مارنے کیلئے کیجریوال کے سامنے کوئی تگڑا وزیراعلیٰ کا امیدوار اتارنا ناگزیر ہے ورنہ بات نہیں بنے گی۔

پردھان جی نے کہا میں تم سے اتفاق کرتا ہوں لیکن ہماری دہلی کی فوج پھسڈی ہے ان کے اندر آپسی لڑائیاں ہیں اور ہم اپنے کسی گجراتی وفادار واطاعت گزار کو دہلی کے وزیراعلیٰ کا امیدوار کیسے بنا سکتے ہیں؟

شاذیہ نے کہا آپ کی بات صد فیصد درست ہے لیکن میرے پاس ایک ایسی ترکیب ہے کہ لوہا لوہے کو کاٹے گا اور ہم دور کھڑے تماشہ دیکھیں گے۔آپ یقین کریں کیجریوال کے غبارے کی ہوا پنچک سے نکل جائیگی۔

پردھان جی کا چہرہ کمل کے پھول کی مانند کھِل گیا وہ بولے تو تم نے وہ رام بان اپائے اس موٹو کو کیوں نہیں بتایا؟

شاذیہ مسکرا کر بولی آپ نے جب سے انہیں چانکیہ اور مین آف دی میچ کے خطاب سے نوازہ ہے یہ کسی کی سنتے کب ہیں؟

پردھان جی نے گرو جی کی جانب دیکھ کر کہا کیا یہ شکایت درست ہے؟

گرو جی بولے سرکار میں آج کل آپ کے بعد انہیں کی سنتا ہوں۔

شاذیہ بولی سن تو لیتے ہیں لیکن مانتے نہیں ہیں۔

پردھان جی نے کہا فکر نہ کرو سنتا ہے تو مانے گا بھی ہم لوہے والی بات بتاو۔

شاذیہ بولی جی ہاں جناب میں یہ کہتی ہوں اگر کیجریوال کے سامنے کرن

بیدی کے ہاتھ میں کمل تھما کر میدان میں اتار دیا جائے تو یقین جانیں وہ پہلی ہی گیند میں بولڈ ہو جائیگا۔

پردھان جی نے زوردار قہقہہ لگا کر کہا کیجریوال کا کیا حشر ہوگا میں نہیں جانتا لیکن یقین کرو تمہارے اس رام بان سے میں تو گھائل ہو گیا ہوں۔ مجھے نہیں پتہ تھا کہ تم اس قدر ذہین ہو لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کرن کو اس کام کیلئے تیار کون کرے گا ؟

شاذیہ بولی آپ اس کی فکر نہ کریں اگر آ گیہ ہو تو میں کوشش کر سکتی ہوں۔

پردھان جی بولے نیک کام اور پوچھ پوچھ اگر اس معاملے میں تمہیں کوئی تعاون درکار ہو تو براہ راست میرے سکریٹری بدھوسنگھ سے رابطہ کرنا کیا سمجھیں۔

اس کی کوئی ضرورت نہیں میرے لئے آپ لوگوں کا آشیرواد کافی ہے۔

پردھان جی بولے اچھا یاد آیا اس نے مجھے آشیرواد دینے کیلئے بلایا اور مہمانوں کو بھگا دیا۔ خیر اچھا ہی ہوا۔ ویسے بھی میرا اس کے سمدھی سے کیا واسطہ تم سے ملاقات ہو گئی اور باتوں باتوں میں دہلی کے حوالے سے ایک اہم فیصلہ بھی ہو گیا۔ اب ہماری نیک خواہشات تمہارے ساتھ ہیں مجھے یقین ہے کہ جس دن کرن بیدی پولیسیا ڈنڈہ لے کر دہلی کی سڑکوں پر اتریں گی یہاں کے سارے جھاڑو ڈنڈے کے بغیر ٹھونٹ بن کر رہ جائیں گے۔

جی ہاں جناب کرن بیدی کی موجودگی میں جب آپ والے جھاڑو چلائیں گے تو خاک انہیں کے منہ پر اڑے گی۔

پردھان جی نے کہا اچھا میں چلتا ہوں چلو بھائی موٹا سیٹھ آج تو مزہ آ گیا۔

شاذیہ تم تو جانتی ہی ہوگی کہ گجراتی میں موٹا کے معنیٰ بڑا ہوتے ہیں۔

جی ہاں ویسے اگر موٹا بھائی بڑا نہ بھی ہو تو بھی بڑا لگتا ہے خیر میں بھی چلتی ہوں کافی تاخیر ہو گئی ہے۔

گرو جی بولے لیکن اب تم اپنا شہر سے باہر جانے کا منصوبہ کرن بیدی کے راضی ہونے تک ملتوی کر دو کیا سمجھیں۔ شاذیہ پردھان جی کے قافلے کے پیچھے چل پڑی۔ ہائی سیکیورٹی کے سبب شاذیہ کا راستہ اپنے آپ صاف ہوتا جا رہا تھا۔

www.urduchannel.in

٦

صبح سویرے چنکو نے اپنی روزمرہ کی ضروریات سے فارغ ہو کر منگو کو آواز دی۔ ابے او کمبھ کرن تو اٹھے گا یا میں اکیلے ہی ناشتہ کر آوں۔

ناشتے کا نام سن کر منگو کی نیند ہوا ہو گئی وہ بولا یار تم تو بی جے پی والوں کی صحبت میں بالکل ہی بے مروتّ ہو گئے ہو یہ اکیلے والی بات ٹھیک نہیں ہے۔

میرے بھائی یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے مجھے لگی ہے بھوک اب یا تو تو میرے ساتھ چل یا میں چلا۔

اچھا تو ایک کپ گرم گرم چائے بنا تب تک میں حمام سے آتا ہوں۔

ایک کیوں؟ دو کیوں نہیں؟

منگو حمام میں داخل ہوتے ہوئے بولا بھئی میرے لئے ایک کپ اور اس کے آگے تیری مرضی۔ سارے محلے کو فتح کی خوشی میں چائے پلا۔ میں منع کرنے والا کون ہوتا ہوں بھلا؟

کھڑکی کے پاس بیٹھ کر چائے پیتے ہوئے منگو نے پوچھا ہاں تو دوست رات میں کیا کہہ رہا تھا؟

تو مجھے بتا رہا تھا کہ شاذیہ نے کس طرح گرو جی کو شیشے میں اتار کر کرن بیدی کو بھاجپ کا امیدوار بنا دیا۔

منگو بولا تو گویا کہانی ایک نہایت ہی دلچسپ موڑ پر جا کر ٹھہر گئی تھی۔

لیکن اب مجھے آگے کے بارے میں جاننے کی چنداں ضرورت نہیں ۔

یہ سن کر منگو ہکا بکا رہ گیا وہ بولا کیوں مزہ نہیں آرہا ہے کیا؟

نہیں ایسی بات نہیں ہے۔

پھر کیا بات ہے؟

بات دراصل یہ ہے کہ آگے کی کہانی مجھے پتہ ہے۔

تجھے پتہ ہے ! تو تو مجھ سے پہلے گھوڑے بیچ کر سو گیا تھا ۔ وہ تو میں تیری خاطر رات دیر تک تمام واقعات کو یاد کرتا رہا اور انہیں ترتیب دیتا رہا۔

واقعی لیکن تو جو کچھ سوچتا رہا میں خواب میں دیکھتا رہا اس لیے اب ضرورت نہیں ہے۔ مجھے سب پتہ چل گیا اگر یقین نہیں آتا ہو تو میں ساری روداد سنا دوں ۔

منگو کیلئے یہ ناقابلِ یقین تھا وہ بولا اگر ایسا ہے تو مجھے بتا کہ آگے کیا ہوا؟

چنگو نے اپنا خواب سنایا تو منگو کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ وہ بولا یار تم تو گھر کے بھیدی نکلے تمہیں تو سب پتہ ہے ۔ پھر مجھے کیوں بلاوجہ پریشان کر رہے تھے۔ کہیں میرا امتحان تو نہیں لے رہے تھے ہاں؟

نہیں دوست بات دراصل یہ ہے کہ کل تک مجھے کچھ پتہ نہیں تھا ۔رات کو جو سپنا دیکھا سنا دیا تا کہ تم تصدیق کر دو اور کوئی بات خلافِ واقعہ ہو تو اصلاح ہو جائے؟

نہیں یار تم سچے خواب دیکھنے لگے ہو۔ مبارک ہو۔ اب مجھے یقین ہو گیا ہے تم ایک دن بہت بڑے صحافی بنو گے ۔ساری دنیا میں تمہارا نام ہوگا۔ میں لوگوں سے فخر کے ساتھ کہوں گا کہ ایک زمانے میں منگو یعنی میں بھی چنگو کا دوست ہوا کرتا تھا۔ میں اس کے ساتھ چائے پیتا تھا اور ناشتہ کرتا تھا۔

اور پوآ نہ لگاو بھائی چلو ناشتہ کرنے کیلئے چلتے ہیں سورج سر پر آرہا ہے۔

ناشتے کے دوران منگو نے پوچھا یار یہ بتا کہ تو نے اپنے خواب میں اتنا ہی دیکھا یا کچھ اور بھی ۔

بدقسمتی سے میری نیند غلط وقت کھل گئی ۔اس سے پہلے کہ مجھے پتہ چلتا شاذ یہ

www.urduchannel.in

نے کرن کو کیسے راضی کیا میں جاگ گیا۔ کاش میں کچھ اور دیر تک سوتا لیکن افسوس!!!

یار تم کس قدر ناشکرے انسان ہو؟ تم نے خواب میں اندر کی وہ باتیں دیکھ لیں جو کوئی باہر والا آدمی جان ہی نہیں سکتا الاّ یہ کہ اندر والے راز فاش کر دیں اس کے باوجود خوش ہونے کے بجائے رنجیدہ ہو۔

چنگو کو اپنی غلطی کا احساس ہوا وہ بولا نہیں دوست یہ بات نہیں ۔ مجھے تو بے حد خوشی ہے کہ تم نے میرے خواب کی تصدیق کر دی مگر وہ پورا ہو جاتا تو اچھا تھا۔

منگو درویشانہ انداز میں بولا بھئی چنگو خواب بھی کہیں پورے ہوتے ہیں ؟ خواب تو ہمیشہ ادھورے ہی رہتے ہیں بلکہ اس دنیائے فانی میں وہ کون سی شئے ہو بہو شرمندۂ تعبیر ہوتی ہے۔ ہماری خواہش ،آرزو، تمنا اور ارمان سب ایک پانی کے بلبلے کی مانند سطح آب پر آنے کے بعد •••••

جی ہاں منگو تمہاری بات درست ہے ایسا کون ہے جس کے سارے سپنے ساکار ہوتے ہوں اس معاملے میں تو پردھان جی اور گرو جی کی جوڑی اور چنگو منگو کی رفاقت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ کیا راجہ کیا رنک سارے لوگ یکساں ہیں۔ پردھان جی کو دیکھو احمد آباد میں بیٹھ کر دہلی کا تخت جیت لیا اور دہلی میں بیٹھ کر یہاں کا تخت ہار گئے۔ قدرت کا کتنا بڑا مذاق ہے اپنے آپ کو خوش بخت اور دوسروں کو بدقسمت کہنے والا یہ شخص آج اپنی تقدیر پر آنسو بہا رہا ہے۔

چنگو بولا جی ہاں میں بھی یہ سوچ رہا تھا گزشتہ سال جبکہ دہلی کی مرکزی اور ریاستی حکومت کانگریس کے پنجے میں جکڑی ہوئی تھی دہلی اسمبلی میں بی جے پی سب سے بڑی پارٹی بن کر ابھر آئی اور اسے ۳۲ نشستیں مل گئیں جو نصف سے صرف ۳ کم تھی اور اس بار صرف ۳۔ یار سچ بتاوں کون سوچ سکتا تھا کہ یہ ہو جائیگا ؟ کیا یہ کسی کے خواب و خیال میں بھی ممکن تھا۔ میں تو یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ خود کیجریوال نے بھی ایسا بھیانک سپنا کبھی نہیں دیکھا ہوگا ۔

منگو بولا دوست یہ تو تیری قیاس آرائی ہے لیکن یقین کر کل جب میں نے

کیجریوال کوفون کر کے مبارک باد دی تو اس نے بھی یہی کہا۔ مجھے پتہ تھا دہلی کے لوگ ہم سے محبت کرتے ہیں لیکن اس قدر محبت کرتے ہیں اس کا علم نہیں تھا۔

چنگو سوچنے لگا کل دن بھر تو منگو اس کے ساتھ تھا اور اس کو کوئی فون کرتے نہیں دیکھا؟ منگو نے سوال کیا یار یہ بات چیت کب ہوئی ؟

منگو ہنس کر بولا یار ایک بات بتا کیا تو ہی خواب دیکھ سکتا ہے تیرا یہ حقیر فقیر دوست نہیں دیکھ سکتا؟

چنگو کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ اس نے نادانستہ اپنے عزیز دوست کی دلآزاری کردی تھی ۔وہ بولا تم بلا وجہ برا مان گئے میرا مطلب یہ نہیں تھا پھر بھی معذرت چاہتا ہوں۔

اس قدر تکلف کی ضرورت نہیں میرے لئے تو یہی کافی ہے کہ تم بھی کہہ دو کہ منگو تمہارا خواب بھی سچا ہے بس۔ یہ بندۂ بے دام اس سے زیادہ کچھ نہیں چاہتا۔

اگر یہی بات ہے تو میں اعلان کرتا ہوں کہ تمہارے خواب سچے ہیں اور دعا کرتا ہوں کہ میرے عزیز دوست مونگیری لال عرف منگو کے سارے سپنے سا کار ہوں۔

منگو نے چائے کی آخری چسکی لیتے ہوئے کہا یار میرا خیال ہے مجھے اب چلنا چاہئے۔ تمہیں اپنا مضمون بھی لکھنا ہے اور مجھے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ منگو خلاء میں دیکھتے ہوئے سوچ کے گہرے سمندر میں ڈوب گیا۔

چنگو اس کا جملہ پورا کرتے ہوئے بولا تمہیں مجھ کو بتانا ہے کہ کیا لکھنا ہے چلو اپنے ڈیرے پر چلتے ہیں۔

گھر پہنچنے کے بعد چنگو نے جب منگو سے آگے کی بات بتانے کیلئے اصرار کیا تو وہ بولا یار تم کیوں بلا وجہ میرا سر کھا رہے ہو آگے کی کہانی آج رات کو خواب میں دیکھ لینا بس۔

منگو کی ناراضگی ابھی ختم نہیں ہوئی اس لئے چنگو اسے مناتے ہوئے بولا میرے اچھے دوست اب غصہ تھوک دو۔ دیکھو میں معافی بھی مانگ چکا ہوں اور پھر میں

www.urduchannel.in

رات کا انتظار نہیں کرسکتا مجھے اپنا کالم مکمل کر کے بھیجنا بھی تو ہے۔

تو کیا مسئلہ ہے رات کے بجائے ابھی گھوڑے بیچ کر سو جاؤ تمہیں کس کی چاکری کرنی ہے۔ ہم آزاد معاش لوگ ہیں اپنی مرضی سے سوتے ہیں اور اپنی مرضی سے جاگتے ہیں ۔ہم پر کسی کا زور نہیں چلتا۔

جی ہاں دوست لیکن خوابوں پر بھی تو کسی کا زور نہیں چلتا خود اپنا بھی نہیں۔

چنگو کی زبان سے اس قدر حکمت بھری بات سن کر منگو چونک پڑا اور بولا یار غضب کردیا تم نے ۔آزادی کو کس قدر وسعت عطا کردی کہ مردِ آزاد کے خواب بھی ہر طرح کے جبر و کراہ سے آزاد ہوتے ہیں ان پر بھی کسی کا زور نہیں چلتا۔

نہیں دوست اس معاملے میں آقا وہ غلام سب برابر ہیں۔ کوئی بادشاہ بھی اگر چاہے تو شہنشاہ بننے کا خواب نہیں دیکھ سکتا لیکن ایک فقیر بغیر چاہے اپنے خواب میں پلک جھپکتے شہنشاہِ اعظم بن جاتا ہے۔ کسی فردِ بشر کو اپنے خواب پر اختیار نہیں ہے ۔ سب اس معمولی سی شئے کے آگے بے اختیار ہیں۔

منگو بولا جی ہاں میرے دوست یہ خواب ہمیں اپنی کم مائیگی کا احساس دلاتے ہیں۔ اپنے حدود و قیود سے واقف کراتے ہیں۔ وہ مقناطیسی غیر مرئی سرحدیں جو نظر نہیں آتیں مگر جن کے حصار میں ہم گھرے ہوئے اور جنہیں چاہ کر بھی ہم پھلانگ نہیں سکتے۔

چنگو نے جب دیکھا کہ گفتگو کا دھارا سیاست سے نکل کر فلسفہ کی حدود میں داخل ہو گیا ہے تو منگو واپس لاتے ہوئے بولا تم یہ تسلیم بھی کرتے ہو کہ اس خواب کا آنا ضروری نہیں ہے پھر بھی مجھے اس کے پیچھے لگا رہے ہو۔

منگو نے پھر فلسفیانہ جواب دیا یار چنگو اگر ہم خوابوں کے پیچھے دوڑنا بند کردیں تو ہماری زندگی کا پہیہ اپنے آپ رک جائے۔ ابن آدم اپنے خوابوں کے سہارے ہی آگے بڑھتا ہے ۔ہمیں پتہ ہوتا ہے کہ ان میں اکثر و بیشتر ٹوٹ پھوٹ کر بکھر جائیں گے ۔اس کے باوجود ہم خواب دیکھنے سے باز نہیں آتے۔

اب چنکو کے سامنے ایک نئی الجھن کھڑی ہوگئی ۔ وہ اس حقیقت کا انکار بھی نہیں کرسکتا تھا مگر یہ بات صبح سے جاری گفتگو کی نفی بھی کرتی تھی ۔ اسے ڈر تھا کہ کہیں اس کے سوال پر منگو پھر سے ناراض نہ ہو جائے اس لئے بڑے احتیاط سے اس نے سوال کیا لیکن منگو ابھی تو تم کہہ رہے تھے کہ ہم اپنی مرضی خواب تک نہیں دے سکتے اور اب یہ کہہ رہو کہ ہم خواب دیکھتے ہیں اور ان کے سہارے اپنی زندگی گزارتے ہیں یہ تضاد کچھ سمجھ میں نہیں آیا اس لئے وضاحت چاہتا ہوں۔

اپنے دوست کی اس لاچاری پر منگو کو رحم آ گیا وہ بولا چنکو مجھے یہ تسلیم کرنے میں عار نہیں کہ اب تم خاصے ذہین ہوگئے ہو پہلے تمہیں اس طرح کی تضاد بیانی کا احساس تک نہیں ہوتا تھا اور میں جو من میں آئے کہہ دیا کرتا تھا لیکن اب مجھے اس بابت احتیاط کرنا پڑے گا۔ منگو کسی پروفیسر کے انداز میں گفتگو کر رہا تھا اس نے اپنی بات جاری رکھی اور بولا لیکن مجھے خوشی ہے کہ تم میری باتوں کو غور سے سنتے ہو اور اس پر غور وفکر بھی کرتے ہو۔

چنکو نے پھر سوال کیا تو استاد کہیں آپ یہ تو نہیں کہہ رہے ہیں کہ لوگ آپ کی باتوں پر توجہ نہیں دیتے ؟

چنکو کا تیر غلط نشانے پر لگا تھا لیکن منگو نے اپنے آپ کو سنبھال کر کہا نہیں ایسی بات نہیں توجہ تو سارے لوگ دیتے ہیں لیکن بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی۔

لیکن استاد آپ ایسی بات کہتے ہی کیوں ہیں جو ان کی عقل سے پرے ہو؟

اس سوال پر منگو چڑھ گیا اور بولا تم بھی عجب بے وقوف آدمی ہو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ میں بھی ان احمقوں کی سطح تک گر جاوں اور اپنی عقل کو داغدار کرلوں۔

عقل داغدار؟؟؟ یہ تو آج پہلی بار سنا ہے۔

تم نے ابھی تک سنا ہی کیا ہے۔ عقل پر بٹہ لگنا سنا ہوگا؟ اب اگر کسی کی عقل پر بٹہ لگ جائے تو وہ داغدار ہی ہوگی اس میں غلط کیا ہے؟ لیکن لوگ وہی لگے بندھے محاورے سننے کے عادی ہوتے ہیں کسی ندرت کا ادراک ہی نہیں کر پاتے۔

www.urduchannel.in

ایسا کیوں ہوتا ہے؟

تم ابھی بچے ہو نہیں سمجھو گے ۔تم نے ابھی اس دنیا کو دیکھا ہی نہیں ہے۔

لیکن استاد لوگ تو کہتے ہیں ہم دونوں لنگوٹیا یار ہیں اس لئے ہم عمر ہوئے؟

طبعی عمر سے کیا ہوتا ہے بیٹے ؟ تم اگر اپنی ساری عمر کسی کنوئیں میں مینڈک کی مانند گزار دو تو تمہیں کیسے پتہ چلے گا کہ باہر کی دنیا میں کیا کچھ ہے؟

لوگ اپنے کنوئیں سے باہر نکلنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے ؟

منگو کو چنگو کا دست سوال دراز کرنا اچھا لگ رہا تھا وہ اپنے آپ کو بہت بڑا عالم الدّہر سمجھنے لگا تھا۔ منگو بولا اس کی بے شمار وجوہات ہیں میرے دوست کچھ لوگوں کی سستی اور کاہلی ان کے آڑے آجاتی ہے۔ کچھ لوگوں کی عافیت پسندی ان کے قدموں کی زنجیر بن جاتی ہے۔ کچھ لوگ اندیشوں میں گرفتار ہو کر سہم جاتے ہیں۔ کوئی عیش و عشرت کے پھیرے میں پڑ کر اپنے آپ کو معذور محض کر دیتا ہے۔ کوئی خوف و دہشت کا شکار ہوجاتا ہے ۔ کسی کو ہوس دنیا کنوئیں کی طے میں لے جاتی ہے غرض کہ اس کی وجوہات اگر میں گناتا رہوں تو شام ہو جائیگی اور تفصیل سمجھانے لگوں تو تمہارے ساتھ میری عمر بھی اسی کنوئیں کے اندر بیت جائیگی اس لئے مجھے اجازت دو میں چلتا ہوں۔

چنگو علم وحکمت کی اتنی بھاری خوراک کا اہل نہیں تھا اس لئے اس کا دماغ چکرا گیا لیکن جب اسے ہوش آیا تو منگو باہر سڑک پر پہنچ چکا تھا۔ اب اسے اپنا بنیادی سوال یاد آیا جسے منگو اِدھر اُدھر گھما کر نکل گیا تھا۔ چنکو نے دیکھا کہ منگو جانے کی جلدی میں اپنی سگریٹ کی ڈبیا اور ماچس ساتھ لینا بھول گیا ہے ۔اس نے لپک کر انہیں اٹھایا اور استاد استاد کی صدا لگاتا سڑک کی جانب دوڑا۔

منگو نے جب آواز سنی تو پریشان ہو گیا۔ بڑی مشکل سے وہ اس مصیبت سے پیچھا چھڑا کر بھاگ کھڑا ہوا تھا اسے امید نہیں تھی منگو اس کے تعاقب میں نکل آئے گا۔ پہلے تو اس نے چنکو کی آواز کو ان سنا کر دیا لیکن جب محسوس کیا کہ وہ قریب سے قریب تر ہوتی جارہی ہے تو مڑ کر پیچھے دیکھا۔

منگو کو مڑتا دیکھ کر چنکو نے سگریٹ والا ہاتھ بلند کر دیا اور اسے دیکھ کر گویا منگو کے قدموں میں زنجیر پڑ گئی۔ وہ اپنی جگہ ٹھہر گیا۔ چنکو جب اس کے قریب آیا تو وہ بولا یار معاف کرنا میں جلدی میں ۔۔۔۔۔۔۔ تمہارا بہت شکریہ تم نے زحمت کی ۔۔۔۔۔۔۔۔ اور اس کے سامنے ہاتھ پھیلا دیئے۔ چنکو نے ہاتھ آگے بڑھانے کے بعد اسے پیچھے کھینچ لیا۔ منگو بولا یہ کیا اگر دینا نہیں ہے تو اتنی دور دوڑے کر کیوں آئے؟

میں تو یہ دینے کیلئے آیا ہوں لیکن استاد آپکو میرے سوال کا جواب دینا ہوگا۔

یار اب یہ استاد اور شاگرد کا کھیل بند کرو بہت سوال جواب ہو چکے اب کوئی نیا سوال نہیں ہوگا آج کا کوٹہ ختم کیا سمجھے۔ لاؤ میری سگریٹ اور لائیٹر ۔۔۔ قسم خدا کی اس کی بہت ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔

چنکو بولا میں کوئی نیا سوال نہیں کر رہا ہوں میں تو وہی پرانا سوال دوہرا رہا ہوں کہ آپ کبھی تو کہتے ہیں کہ انسان اپنی پسند کا خواب دیکھ نہیں سکتا وہ اس کے دائرۂ اختیار سے باہر ہے اور کبھی کہتے ہیں کہ انسان خواب دیکھتا ہے اور اس کے سہارے زندگی گزارتا ہے یہ کیا چکر ہے؟ میری گزارش ہے کہ آپ اس کا جواب میری عقل کے مطابق آسان بنا کر دیں تا کہ میں اسے سمجھ سکوں ورنہ میں پاگل ہو جاؤں گا۔

منگو کو اچانک اس سوال کا جواب سوجھ گیا جس سے پیچھا چھڑا کر وہ نہ جانے کن گلیوں سے گھومتا پھرتا سیدھی سڑک پر آیا تھا۔ وہ بولا برخوردار تم اپنے بارے میں یہ خوش فہمی چھوڑ دو کہ مستقبل قریب یا بعید میں پاگل ہو جاؤ گے۔ میرے خیال میں تو تم کب کے پاگل ہو چکے ہو۔

استاد لیکن وہ سوال؟؟؟

منگو بولا تو لو اس کا جواب بھی سن لو بات دراصل خواب دو طرح کے ہوتے ہیں جیسے کہ یہ سگریٹ اور لائیٹر۔ ایک آنکھ بند کر خواب کی حالت میں دیکھے جاتے ہیں جن پر کسی کو اختیار نہیں ہوتا اور دوسرے وہ جنہیں انسان ہوش کے عالم میں آنکھیں کھول کر شعوری طور پر سجاتا ہے۔ اب مجھے یہ تو بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ کون سا

www.urduchannel.in

سگریٹ ہے اور کون سا لائیٹر۔

جی نہیں اتنی عقل تو اس کنوئیں کے مینڈک میں بھی ہے یہ لیجئے آپ کی سگریٹ اور مجھے اجازت دیجئے شکریہ۔

چنکو کے ہاتھ سے سگریٹ کی ڈبیا کو لے کر ایک سگریٹ منگو نے اپنے ہونٹوں پر رکھی اور دوسری چنکو کی جانب بڑھائی۔ اس کے بعد پہلے چنکو کی سگریٹ جلائی اور پھر اپنی۔ اسی کے ساتھ دونوں دوست ایک ہی شاہراہ پر مختلف سمتوں میں چل پڑے۔ دونوں اپنے گھروں کی جانب رواں دواں تھے جو اس نقطۂ اشتراک سے مخالف سمتوں میں واقع تھے اروند کیجر یوال اور کرن بیدی کی طرح سوچ رہے تھے۔

دنیا ہے خواب، حاصلِ دنیا خیال ہے
انسان خواب دیکھ رہا ہے خیال میں

۷

چنکو کی سگریٹ گھر آتے آتے بجھ چکی تھی۔ اس نے کرسی پر بیٹھ کر اپنا کمپیوٹر کھولا اور جیسے ہی تختۂ حرف پر انگلی رکھی ان سوالات کے جواب اپنے آپ وارد ہونے لگے جن کیلئے وہ منگو کی منت سماجت کر رہا تھا۔ اگر کرن بیدی کا بی جے پی کی وزارتِ اعلیٰ کا امیدوار بن جانا منصوبہ بند سازش مان لیا جائے تو شاذیہ کا کرن کو تیار کرنے کیلئے کوئی محنت کرنا بے معنیٰ سوال تھا۔ اب چنکو چشمِ تصور میں وزیر اعلیٰ کا امیدوار بن جانے کے بعد کرن بیدی کی ایک ایک حرکت یکے بعد دیگرے دیکھ رہا تھا۔ چنکو کی انگلیاں کمپیوٹر کے پردے پر بھاجپ کی ناکامی کی وجوہات رقم کر رہی تھیں۔ وہ بیک وقت دس نگلیوں سے لکھتا تھا اس کے باوجود تمام انگلیاں مل کر اس کے یکہ و تنہا دماغ کا مقابلہ نہیں کر پا رہی تھیں۔ اس کے اندر بپا طوفان دیکھتے دیکھتے مضمون بن گیا۔

سب سے پہلے اس نے کرن بیدی کے ذریعہ دہلی کے تمام ارکان پارلیمان کو اپنے گھر بلا بھیجنے کا واقعہ درج کیا۔ ایک ایسی عورت جسے پارٹی میں داخل ہوئے جمعہ جمعہ ۸ دن بھی نہیں ہوئے تھے برسوں سے پارٹی کی خدمت کرنے والے معززین کے نام سمن جاری کر رہی تھی۔ ان کو پارٹی کے دفتر میں نہیں اپنے گھر پر بلوا رہی تھی ایسا تو کوئی پارٹی کا دشمن ہی کر سکتا تھا۔ جس نے ابھی تک بلدیاتی انتخاب میں بھی حصہ نہیں لیا تھا لاکھوں کے فرق سے کامیاب ہونے والے ارکان پارلیمان کو ہدایات دے رہی تھی۔

www.urduchannel.in

کرن کی رعونت کا یہ عالم تھا کہ اس نے مرکزی وزیر ڈاکٹر ہرش وردھن کی تاخیر کا تک لحاظ نہیں کیا اور ان کے آنے سے قبل گھر سے نکل گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں بے نیل ومرام لوٹنا پڑا ایسا برا سلوک تو وزیراعظم نے حزب اختلاف تک سے نہیں کیا تھا کہ ان کو اپنے گھر بلا کر خود باہر نکل گئے ہوں۔ اس سے قبل کے گرو جی کرن بیدی کے سر پر نظم کا ڈنڈا چلاتے کرن نے بی جے پی کی کارپوریشن کے ارکان کو برا بھلا کہہ دیا کہ اگر وہ کام نہیں کریں گے تو ان پر جھاڑو چل جائیگا۔

اس پولیسیا رویہ نے بی جے پی کے کارکنان کی عزت نفس کو چکنا چور کر دیا اور وہ اندر ہی اندر افتراق وانتشار کا شکار ہونے لگے لیکن ان میں گرو جی کا خوف اس قدر زیادہ تھا کہ کوئی زبان کھولنے کی ہمت نہیں کرتا تھا۔ چنکو کو یاد آیا کہ جب ذرائع ابلاغ میں کرن بیدی کا ڈھول زوروشور سے پیٹا جا رہا تھا اور کرن بیدی کو خاتونِ آہن (Iron lady) کے خطاب سے نوازہ جا رہا تھا وہیں کیجریوال کو بھگوڑا (I run man) کہا جا رہا تھا۔ اس طلسم کو توڑنا بیدی کیلئے بہت بڑا چیلنج تھا۔ اس کام کیلئے وہ ٹائمز ناؤ کے پروگرام میں ارنب کے سامنے آگئیں اور درمیان سے بھاگ کھڑی ہوئیں پھر کیا تھا راتوں رات منظر نامہ بدل گیا کرن بیدی کو بھگوڑی یعنی (I run lady) کے خطاب سے نواز دیا گیا اور کیجریوال نے انہیں کھلے مباحثے کیلئے چیلنج کر کے (Iron man) کا تمغہ جیت لیا۔ یہ کرن اور کیجریوال کی مشترکہ بڑی کامیابی تھی جسے لوگ ایک کی فتح اور دوسرے کی شکست سمجھتے رہے۔ چنکو ہر واقعہ کو ایک خاص عینک سے دیکھ رہا تھا۔

کرن کے پاس اپنی پارٹی کی بیخ کنی کیلئے وقت بہت کم تھا اس لئے وہ بڑی تیزی دکھا رہی تھی۔ اسی کوشش میں اس نے رویش کمار کو بھاگتے دوڑتے ایک ایسا انٹرویو دے دیا جو سیاسی خودکشی کے مترادف تھا اگر وقت نہیں تھا تو رویش کو نہ بلاتیں اور اگر بلا ہی لیا تھا تو ٹھہر کر گفتگو کرتیں لیکن ہر دوصورت میں بی جے پی کا فائدہ تھا اس لئے کرن نے تیسرا راستہ اختیار کیا۔

اس دوران گرو جی اپنے ارکان پارلیمان کی بدزبانی سے پریشان تھے اور

مختلف وزراء کو دہلی کی تشہیر پر لگانے میں جٹے ہوئے ہوئے تھےاس لئے وہ کرن بیدی کی جانب توجہ نہ دے سکے۔کرن بیدی نے ایک اور دھماکہ کیا اور پارٹی مینی فیسٹو سے پہلے اپنا ویژن ڈاکیومینٹ ذرائع ابلاغ کے حوالے کردیا جس نے مینی فیسٹوکو بے معنیٰ کردیا۔جب پانی سر اونچا ہوگیا تو گرو جی نے پردھان جی کو میدان میں اتارا اور کرن کے گلا خراب ہونے کا بہانہ بنا کر خاموش کردیا گیا لیکن اس وقت تک کرن بیدی بی جے پی کی لٹیا ڈبو چکی تھیں اوراب پردھان جی کیلئے بھی اسے باہر نکالنا ممکن نہیں تھا۔نتیجتاً عزت مآب اپنے دس لاکھ کے کوٹ سمیت غرقاب ہوگئے۔

چنگو نے اپنا مضمون مکمل کرکے اسے منگو کو میل کیا اور فون کرکے کہا بھائی منگو تمہاری دعا اور دوا سے مضمون پورا ہوگیا ہے۔ میں نے اسے تمہیں روانہ کردیا ہے اب یہی التجا ہے کہ اس پر ایک نظر ڈال دو اور ضروری ہذف و اضافہ فرما دو۔

منگو بولا میں تمہارے مضمون میں کمی بیشی کی جرأت کیسے کرسکتا ہوں؟

چنگو نے التجا کی جب میری جانب سے اجازت ہے تو تمہیں کیا اعتراض ہے اور پھر تم میرے اچھے دوست بھی تو ہو اس لئے اگر کوئی اہم چیز چھوٹ گئی ہو تو اسے شامل کردو اور اگر کوئی غلط بات درج ہوگئی ہو تو اسے نکال دو۔

میں نے تم سے بات کرتے ہوئے سرسری نگاہ ڈال لی ہے۔ یہ اپنی نوعیت کا نہایت منفرد اور ممتاز تجزیہ ہے لیکن ایسا لگتا ہے کہ تم لکھتے لکھتے تھک گئے اور درمیان ہی میں قلم پھینک دیا۔

کیوں؟

اس لئے کہ انتخابی نتائج کا ایک بھی قابلِ ذکر واقعہ تم نے نہیں لکھا۔ایسا لگتا ہے کہ تم نے نتائج سے قبل یہ مضمون لکھا اور نظر ثانی کئے بغیر روانہ کردیا۔

چنگو نے کہا یار تم تو کالج کے صحافتی استاد سے بھی تیز نکلے مجھے یقین ہے کہ اس قدر جلدی وہ بھی اس عیب کی نشاندہی نہیں کرپاتے۔

اب مکھن بازی چھوڑو اور اپنا ادھورا کام پورا کرو۔

www.urduchannel.in

دیکھو دوست مجھے جو کچھ کرنا تھا میں کر چکا اب تمہیں جو بھی کرنا تم کرو میں اوب ہو چکا ہوں اور اب ٹی وی پر خبریں بند کرکے فلم دیکھ رہا ہوں۔

منگو بولا ٹھیک ہے اور پھر وہ اس مضمون کی مرمّت میں لگ گیا۔سب سے پہلے اس نے کرن بیدی کے اس بیان کا ذکر کیا جس میں کہا گیا تھا کہ میں نہیں ہاری بی جے پی ہاری ہے۔کرن بیدی کو بی جے پی میں لانے کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ اگر جیت جائیں تو سارا کریڈٹ پردھان جی کے سر اور ہار جائیں تو کرن بیدی کو بلی کی بکری بنا دیا جائے لیکن یہاں تو بکری قصائی کو آنکھیں دکھا رہی تھی۔

اس بیان سے ناراض ہوکر پارٹی نے شکست کا جائزہ لینے والی پارلیمانی بورڈ کی میٹنگ میں کرن بیدی کو مروّتاً بھی دعوت نہیں دی۔شاید وہ خود بھی وہاں جا کر رسوا ہونا نہیں چاہتی تھیں لیکن کرن تو درکنار اس میں گرو جی بھی شریک نہیں ہوئے۔ وہ اپنے بیٹے کی شادی کا بہانہ بنا کر غائب ہو گئے اور پردھان جی نے انہیں ذلیل ہونے سے بچالیا۔منگو نے یہ بھی لکھا کہ شکست کے بعد شاذیہ کے علاوہ بی جے پی کا کوئی رہنما کرن بیدی سے ملنے نہیں گیا۔اس لئے کہ شاذیہ کی من مراد پوری ہوگئی تھی۔منگو نے گوگل سے ان کی ایک پرانی تصویر پر یہ لکھ کر خبر کے ساتھ نتھی کردی کہ انتخابی نتائج کے بعد دونوں سہیلیاں ایک ساتھ۔اس تصویر میں دونوں بے حد خوش نظر آرہی تھیں۔ اس طرح گویا منگو نے مضمون کی دھار خوب تیز کردی تاکہ آپ کے دفتر سے چنگو کا معاوضہ جاری ہوجائے۔

چنگو کے مضمون نے سیاسی حلقوں میں زلزلہ برپا کردیا۔اس شام سارے ٹی وی چینلس پر شاذیہ علمی اور کرن بیدی کا گٹھ جوڑ بحث کا موضوع بن گیا اس لئے کہ کسی نے اس زاویہ پر غور ہی نہیں کیا تھا۔ اس انکشاف سے شاذیہ اور کرن دونوں گھبرا گئیں اور زیر زمین چلی گئیں۔ ٹی وی والوں کی لاکھ کوشش کے باوجود وہ تصدیق یا تردید کرنے کیلئے کسی کے ہاتھ نہیں آئیں۔شاید ٹی وی چینلس والے بھی یہی چاہتے تھے اس لئے کہ اس بابت ابہام کے سبب اس گفتگو میں خوب نمک مرچ لگانے کا موقع میسر

آ گیا تھا۔ ویسے بھی کیجر یوال کی حلف برداری تک ان کے پاس ناظرین کومتوجہ کرنے کیلئے کوئی گرما گرم موضوع نہیں تھا۔ وہ اس تنازع کو خوب اچھال رہے تھے۔ آپ اور باپ دونوں اسے من گھڑت بتا رہے تھے لیکن اس کے باوجود بحث جاری تھی۔

اس دوران ابھی تک چینل نے چنگیری لال عرف چنگو کو اپنے چینل پر آنے کی دعوت دی اور بڑی اچھی رقم کی پیشکش بھی کی ۔ چنگو اس کیلئے راضی ہوگیا لیکن اس کے بعد اسٹار والے بھی اس کے پاس پہنچ گئے اور اسے اپنے ساتھ لے جانے پر اصرار کرنے لگے۔ چنگو کیلئے یہ ناممکن تھا کہ بیک وقت وہ دونوں جگہ جاتا۔ اس نے اسٹاروالوں سے کہا کہ وہ مونگیری لال عرف منگو سے رابطہ قائم کریں اس لئے کہ اس معلومات کا اصل مآخذ اسی کی ذات گرامی ہے۔ وہی چشم دید گواہ ہے۔

اسٹار والے یہ جان کر اچھل پڑے۔ چند گھنٹوں کے بعد دونوں دوست شہر کے مشہور بیوٹی پارلر میں سجائے جا رہے تھے۔ ان کی مالی حالت وہاں پر جھاڑو لگانے والوں سے بھی خراب تھی مگر کیجر یوال کے جھاڑو کی برکت سے وہ اپنی حجامت بنا رہے تھے۔ منگو کہہ رہا تھا چنکو کون کہتا ہے کہ اچھے دن نہیں آئے ؟

چنکو بولا جی ہاں لیکن ہمارے اچھے دن پردھان جی کی وجہ سے نہیں بلکہ کیجر یوال کے سبب آئے ہیں ۔

اس شام منگو نے اپنی چرب زبانی سے اچھے اچھوں کے چھکے چھڑا دیئے۔ وہ اس صفائی سے جھوٹ بول رہا تھا کہ ناظرین تو کجا سیاستداں اور صحافی برادری بھی حیران تھی ایسا لگتا تھا جیسے چوہوں کے درمیان کوئی بدمعاش بلی آ گئی ہے جو چوہوں کو دوڑا دوڑا کر مار رہی ہے اس شام اسٹار نے سارے ٹی وی چینلس پر سبقت لے لی اور منگو کوئی چینلس والوں کی جانب اپنے یہاں کام کرنے کی پیشکش بھی موصول ہوگئی۔ یہ مختلف قسم کے کام تھا۔ کوئی اس کے انداز بیان پر فریفتہ ہوگیا تھا اور چاہتا تھا کہ اسے اپنے پروگرام ناظم یعنی اینکر بنا دے۔ کسی نے اس سے کہا کہ وہ پرائم ٹائم پروگرام کیلئے موضوعات وضع کرے اور سوالات مرتب کرکے دے۔ کوئی اسے اپنے پروگرام

www.urduchannel.in

کا مشیر بنانا چاہتا تھا کوئی اس کے روابط سے فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔

منگو نے کسی سے نہ ہاں کہاں اور نہ انکار کیا وہ اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا تھا کہ کون سا کام اس کی صلاحیتوں کے مطابق ہے اور کس میں استحکام و آمدنی زیادہ ہے۔ اس کے برخلاف چنگو رنگ جمانے میں بری طرح ناکام رہا۔ اس کے سنجیدہ ، متین اور ٹھوس جوابات نے کسی کو متاثر نہیں کیا۔ ٹی وی والوں نے اسے دوبارہ زحمت دینے کے منافقانہ وعدے پر ٹرخا دیا۔

اسٹوڈیو کے باہر چنگو ٹیکسی کا انتظار کر رہا تھا کہ سامنے ایک خوبصورت گاڑی آ کر رکی اور خودکار دروازہ اپنے آپ کھل گیا۔ چنکو نے چونک کے اس کی جانب دیکھا تو اندر سے آواز آئی کہاں جانا ہے؟

گاڑی کے اندر نامور صحافی چندن مترا براجمان تھے۔ وہ کچھ دیر قبل اس کے ساتھ پینل میں موجود تھے۔ چنگو نے جھجکتے ہوئے کہا مجھے آزاد پور جانا ہے۔

اندر سے جواب ملا آو بیٹھو۔

شکریہ جناب آپ کو زحمت ہوگی میں ٹیکسی ••••••

چندن نے ڈانٹ کر کہا بکواس مت کرو اندر بیٹھو۔ چنکو گھبرا کر اندر بیٹھ گیا۔

چندن مسکرا کر بولا یہ اس طرح ڈرے سہمے کیا بیٹھو ہو؟ کیا میں تمہیں کوئی خونخوار درندہ لگتا ہوں؟

جی نہیں جناب آپ کیسی باتیں کرتے ہیں۔ اتنی خوبصورت گاڑی میں بھلا کوئی خونخوار کیسے لگ سکتا ہے؟

تو گویا یہ گاڑی کا کمال ہے۔ سائیکل رکشہ پر میں تمہیں درندہ لگ سکتا ہوں۔

آپ تو میرے منہ میں الفاظ ڈال رہے ہیں۔ بہتر ہے کہ آپ مجھے اتار دیں مجھے پھر ڈر لگنے لگا ہے۔

چندن بولا یار چنگیری لال تم بھی عجیب آدمی ہو جب قلم اٹھاتے ہو اچھے اچھوں کو ڈرا دیتے ہو اور قلم رکھ کر مجھ جیسے بے ضرر انسان سے بھی ••••••

چنکو کے ذہن میں بکواس والی دھمکی گونجی جو چندن بے ضرر ہونے کی نفی کررہی تھی۔ وہ بولا جی نہیں جناب ایسی بات نہیں آپ ویسے تو بھلے مانس ہیں لیکن ابھی جس طرح آپ نے ڈانٹ کر مجھے اندر آنے کیلئے کہا•••••••

چندن کا فلک شگاف قہقہہ ہوا میں گونجا وہ بولا جب میں نے تمہیں پروگرام دیکھا تو مجھے اپنا ماضی یاد آ گیا اور اب تمہاری یہ بات سن کر یقین ہوگیا۔

چندن کی جلیبی جیسی باتیں سن کر چنکو بولا میں سمجھا نہیں جناب؟

انسان اپنوں کو ڈانٹتا ڈپٹتا ہے پرائے سے کیا سروکار جائیں چولہے بھاڑ میں

چنکو پوچھنے جارہا تھا کہ وہ ماضی والی بات؟ ••••• مگر درمیان میں ڈرائیور بول پڑا جناب ہم لوگ آزاد پور پہنچ چکے ہیں وہ سامنے سبزی مارکیٹ کا چوراہا ہے۔

اوہو پتہ بھی نہیں چلا بہت خوب میں اپنے محلے میں آ گیا ہوں۔ آپ مجھے یہیں کہیں اتار دیجئے میرا گھر قریب ہے میں چلا جاوں گا بہت شکریہ بڑی نوازش ۔

گاڑی ہے تو پیدل کیوں؟ ڈرائیور کو بتاو وہ تمہیں گھر کے پاس اتارے گا۔

شکریہ لیکن میرا گھر تو پیچھے چھوٹ گیا۔ بھیا تم یہ کرو کہ گول چکر سے گاڑی پیچھے موڑ لو اور پھر دوسری سڑک پر بائیں جانب مڑ جانا۔ ڈرائیور نے تائید میں سر ہلایا۔

دائیں جانب کو جانے والی سڑک خاصی تنگ تھی ۔ کھدے ہوئے اس لاوارث راستے پر لوگ چندن کی گاڑی کو حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ ڈرائیور من ہی من میں چنکو کو کوس رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ اگر صاحب ساتھ نہ ہوتے تو آزاد پور چوراہے سے آگے نہ آتا لیکن کیا کریں نوکری میں سب کرنا پڑتا ہے۔ کچھ دیر بعد چنکو بولا بھیا یہیں روک دو یہی میرا گھر ہے۔ گاڑی رک گئی۔

چنکو نے چندن کا شکریہ ادا کیا تو وہ اپنائیت سے بولا کیوں ایک کپ چائے بھی نہیں پلاوگے؟

چنکو پر یہ جملہ بجلی بن کر گرا۔ وہ شرمسار ہوکر بولا کیوں نہیں صاحب یہ میری خوش بختی ہے کہ آپ جیسا بڑا صحافی میری کٹیا میں آرہا ہے۔ رام قسم میں تو شبری سے

www.urduchannel.in

زیادہ خوش نصیب ہوں۔ آیئے تشریف لایئے۔ اس کے بعد چنکو ڈرائیور کو مخاطب کرکے بولا آیئے بھائی صاحب آپ بھی تنک چائے پانی۔

ڈرائیور کو کسی نے پہلی بار صاحب کے ساتھ چائے پینے کی دعوت دی تھی اس کے باوجود وہ ناک سکیڑ کر بولا نہیں بابو ہم یہیں ٹھیک ہیں۔

چنکو اور چندن ڈیرے کی جانب بڑھے تو گاڑی بھی آگے بڑھ گئی چنکو بولا یہ کیا؟ یہ آپ کو چھوڑ کر کہاں جارہا ہے؟

تم اس کی چنتا نہ کرو وہ زیادہ دور نہیں جائیگا چونکہ یہاں سے پیچھے مڑنا ممکن نہیں ہے اس لئے آگے کسی موڑ سے لوٹ آئیگا۔

چنکو نے دروازے کا قفل کھولتے ہوئے کہا آپ کا ڈرائیور ہے آپ اسے خوب سمجھتے ہیں۔ ویسے آدمی سمجھدار لگتا ہے۔

جی نہیں اگر عقلمند ہوتا تو چائے کی دعوت کو نہیں ٹھکراتا۔ خیر پسند اپنی اپنی خیال اپنا اپنا۔ کمرہ بے ترتیبی کا شکار تھا۔ ساری چیزیں اِدھر اُدھر پھیلی ہوئی تھیں۔ چنگو نے کھڑکی کے پاس پڑی کرسی کو جھٹکا۔ جناب آپ اس پر تشریف رکھیں میں ابھی گرم گرم چائے بنا کر لاتا ہوں یہ کہہ کر چنکو نے پنکھے کا بٹن دبا دیا۔ پنکھا ایک خاص انداز میں ریں ریں کرنے لگا۔ چندن بولا موسم خوشگوار ہے اسے بند کردو۔

چنگو نے پنکھا بند کردیا۔ وہ ایسا ہے کہ کچھ تیل پانی مسئلہ ہے۔

چندن بولا جی ہاں مجھے پتہ ہے۔

۸

چنکو کے کمرے کو دیکھ کر چندن اپنے ماضی میں کھو گیا۔ وہ سوچنے لگا کس قدر یکسانیت ہے چنکو کے حال اور اس کے ماضی میں۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب وہ دہلی کے خبردار چینل میں ایک نامعلوم اینکر کے طور پر کام کرتا تھا۔ نہ اس کو کوئی جانتا تھا اور نہ اس کا چینل ہی مشہور تھا اس لئے دونوں کسمپرسی کا شکار تھے۔ ملک میں لگی ایمرجنسی ختم ہوچکی تھی اور انتخاب کی گہما گہمی تھی۔ اس دوران چینل کے مالک رگھوناتھ پرشاد نے اس کی ملاقات پردھان منتری پد کے لئے جنتا پارٹی کے امیدوار مرارجی بھائی سے کرائی جنہیں لوگ احترام سے سردار کہتے تھے اور وہ اسے پیار سے خبردار کہہ کر پکارتے تھے۔ چندن کے ذمہ یہ کام تھا کہ سردار کے ساتھ رہے اور ان کی خبریں تیار کرواکے چینل کو بھجوائے۔

اپنے چینل پر ایک جعلی جائزہ پیش کرکے چندن نے سردار کو فون پر پوچھا۔

کیوں جناب سردار صاحب اب تو آپ مطمئن ہیں۔ آپ کا پیسہ وصول ہوا یا نہیں؟

سردار: (غمگین لہجے میں) ہم پیار میں جینے والوں کو چین کہاں آرام کہاں؟

کس کے پیار کی بات ہورہی ہے؟ کرسی کے یا بسنتی کے؟

(چونک کر) کرسی تو ٹھیک ہے لیکن یہ بسنتی کون ہے؟ آج کل تو میں تانگہ وانگہ چھوڑ کر ہوائی جہاز پر سواری کرنے لگا ہوں۔

آپ اس احمدآبادی حسینہ کو بھول گئے جس کی جاسوسی کروایا کرتے تھے۔

www.urduchannel.in

بھئی تم نے تو پرانے زخم ہرے کردیئے۔ الیکشن کی گہما گہمی میں تو میں اپنے آپ کو بھول گیا تھا؟

وہ بھی ٹھیک ہے لیکن آپ جیسے گاندھی وادی کو پریم ولاس کی باتیں زیب نہیں دیتیں۔ یہ آپ کو کیا ہوگیا ہے سردار صاحب؟

کیوں؟ کیا گاندھی وادی انسان نہیں ہوتا؟ اور وہ پیار نہیں کرسکتا؟

کیوں نہیں؟ کیوں نہیں؟ جناب آپ نے تو آج کل ایک عاشق مزاج بلانوش سنگھی پرچارک کو ہمنوا بنا رکھا جو اتفاق سے شاعر بھی ہے۔ مجھے پتہ ہے کہ وہ جب بھی شراب کے نشے میں ٹُن ہو جایا کرتا ہے تو محبت کے نغمے گاتا ہے۔ کہیں آپ نے بھی تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (چندن کی زبان لڑکھڑا گئی)

میں نے؟ میں نے کیا تم رک کیوں گئے؟ بولو تم تو اپنے ہی آدمی ہو۔

جی نہیں۔ کچھ نہیں۔ میں سوچ رہا تھا کہ کہیں آپ نے بھی گاندھی جی کے شراب بندی والے اصول کو پامال کرکے دو چار پیگ نہیں لگا لیے۔

ارے بھائی سنگھیوں کو بہکنے کیلئے سوم رس کا سہارا لینا پڑتا تھا ہم تو بس پشکو لا پر گذارہ کرلیتے ہیں۔

پشکو لا کی اصطلاح چندن کو پسند آئی وہ بولا آپ نے اچھا کیا جو نیا نام ایجاد کرلیا ورنہ آپ کے پسندیدہ مشروب کا نام لیتے ہوئے بھی مجھے گھن آتی ہے۔

اس میں گھن کی کیا بات ویسے یہ ایجاد میری نہیں ہے۔ دکنی زبان کے مشہور شاعر سلیمان خطیب نے اسے وضع کیا اور میں نے اپنا لیا۔

چلو ٹھیک ہے کہیں وہ آپ کی عادت شریفہ نہ اپنا لیں؟ شاعر جو ہے۔

بے وقوف! وہ مسلمان ہے شراب تو پی سکتا ہے مگر پشکو لا کو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔

چندن مطلب پر آ گیا اور بولا وہ تو ٹھیک ہے لیکن اس سروے کے بعد تو آپ کا پیسہ وصول ہوگیا ہوگا اس لئے آپ بھی ہماری آخری قسط بھجوا دیجئے۔

ابھی کہاں؟ ابھی تو انتخاب ایک مہینہ چلیں گے اور اس کے بعد رائے شماری

ہوگی تب جا کر ہم وزیر اعظم بنیں گے۔

وہ تو ٹھیک ہے لیکن آپ کے وزیر اعظم بننے یا نہ بننے سے ہمارا کیا تعلق؟

کیا مطلب؟ کیا تم نہیں چاہتے کہ میں وزیر اعظم بنوں؟

یہ آپ سے کس نے کہا کہ میں یہ نہیں چاہتا۔ میں تو چاہتا ہوں کہ آپ بغیر الیکشن کے وزیر اعظم بن جائیں لیکن کیا کریں مجبوری ہے؟

ابھی تو تم نے کہا میرے وزیر اعظم بننے یا نہ بننے سے تمہارا کیا تعلق؟

جی جناب وہ تو میں اپنے ٹھیکہ کی بات کر رہا تھا۔ ہمارے درمیان یہ معاملہ طے پایا تھا رائے دہندگی تک بتدریج انتخابی سروے کر کے جنتا پارٹی کو ۲۷۲ تک پہنچا دیں گے سو ہم نے اسے ۲۷۵ پر پہنچا دیا اس لئے ہمارا کام پورا ہو گیا اب ہمیں اپنا معاوضہ مل جانا چاہئے۔

سو تو ہے لیکن ایسی بھی کیا جلدی ہے؟ چند روز رک جاؤ۔ اس کے بعد سود سمیت سارا قرض چکا دیا جائیگا۔

لیکن یہ تو وعدہ خلافی ہے۔ آپ لوگوں نے کہا تھا جائزے کے دو دن بعد ساری بقایا جات چکا دی جائیں گی اب تو چار دن گزر چکے ہیں اور آپ لوگوں کے وعدے پر تو اب بھولی بھالی عوام بھی اعتماد نہیں کرتی۔

ارے بھائی تم کہاں دو چار دنوں کا رونا لے کر بیٹھ گئے۔ ایک مرتبہ میں کرسی پر بیٹھ گیا تو برسوں عیش کرو گے سالہا سال۔ دیکھا نہیں تم نے آخر ایمرجنسی ختم کر کے انتخاب کرانے پڑے کہ نہیں؟ یہ تو پہلی کامیابی ہے دوسرا مرحلہ انتخاب ہے اور پھر ہم ہی ہم ہوں گے۔ ہماری لہر چل رہی ہے۔

جی ہاں جناب مجھے یقین ہے کہ یہی ہوگا لیکن میں اب مزید انتظار نہیں کر سکتا اس لئے آپ کی بھلائی اس میں ہے کہ آج شام تک رقم بھجوا دیں۔

اچھا! مجھے دھمکی دیتا ہے؟ ہم سے جو ٹکراتا ہے مٹی میں مل جاتا ہے۔ اگر رقم نہیں پہنچی تو تم کیا کر لو گے؟

www.urduchannel.in

دیکھئے جناب ویسے بھی ہم پر سرکار کا دباؤ ہے۔ ہم تو بس یہ کریں گے آج سے اپنا لب و لہجہ تبدیل کر کے چار دن بعد ایک نیا جائزہ پیش کر دیں گے جس میں وہ اعداد و شمار ناظرین کے سامنے رکھ دیئے جائیں گے جن کو ہم نے آپ کی خاطر بدل دیا تھا۔ اس سے ہماری کھوئی ہوئی ساکھ بھی بحال ہو جائیگی نیز مرکزی حکومت کی نظر کرم کے بھی مستحق ہو جائیں گے۔

کچھ تو شرم کرو۔ میں تمہیں شریف آدمی سمجھتا تھا لیکن تم تو بڑے کمینے نکلے۔

آپ ہی کیا ساری دنیا وہی سمجھتی ہے جو آپ سمجھتے ہیں۔ اس لئے کیسی شرم؟

سمجھ گیا۔ میں تو یونہی مذاق کر رہا تھا تمہیں اپنی بقایا جات آج شام تک مل جائیں گی لیکن اتنا یاد رکھو کہ تمہارا کام ابھی ختم نہیں ہوا ہے بلکہ یہ تو اسی وقت ختم ہو گا جب میرا کام شروع ہوگا۔

شکریہ جناب لیکن بات دراصل یہ ہے کہ ہم لوگ جو کچھ کر سکتے تھے کر چکے اب گیند عوام کے پالے میں ہے۔ جن پر ہمارا کوئی اختیار نہیں۔ اب ان کی مرضی ہے کہ گیند کو گول کے اندر ماریں یا میدان کے باہر اچھال دیں۔

یار اس موقع پر تم گیند کے میدان سے باہر جانے کی بات نہ کرو مجھے بہت ڈر لگتا ہے۔ اتنا کچھ کرنے کے بعد بھی اگر جام لبوں سے چھن جائے تو کیسا لگے گا؟ تمہیں بولو کیسا لگے گا؟

بھئی یہ تو میخوار کا مسئلہ ہے۔ بیچنے والے کے لئے تو یکساں ہے چاہے بوتل کھو جائے، ٹوٹ جائے، پی لی جائے یا کسی اور کو ہدیہ کر دی جائے دوکاندار کو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس کا مال بک گیا منافع مل گیا بات ختم۔

یار تجھ سے بڑا خبر فروش نہیں دیکھا لیکن سچ بتاؤں تمہاری تمام تر کوششوں کے باوجود مجھے اطمینان نہیں ہوتا۔ کوئی ایسی ترکیب بتاؤ کہ سب کچھ یقینی ہو جائے۔

ایسا چمتکار تو کوئی جادوگر ہی کر سکتا ہے یہ ہم جیسے صحافی کے بس کی بات نہیں۔

تم چمتکار اور جادوگر کی بات مت کرو۔ جانتے ہوئے گزشتہ دنوں میں بنگال

جب میں تقریر کررہا تھا تو کیا ہوا؟

جی نہیں چونکہ بنگال کے جلسوں میں لوگ کم آرہے تھے اس لئے ہم لوگوں نے ان خبروں کا بلیک آؤٹ کررکھا تھا۔ اب آپ ہی بتا دیجئے کہ کیا ہوا؟

(ہنس کر) یہی کہ میں نے حسب معمول لوگوں سے کہا کہ ہماری سرکار آئیگی تو مہنگائی کم ہو جائیگی۔ بیروزگاری دور ہو جائیگی۔ خوشحالی کا دور دورہ ہوگا۔ بھارت سوپر پاور بن جائیگا وغیرہ وغیرہ۔

پتہ ہے۔ یہ سب تو آپ ہر جلسہ میں کہتے ہیں۔ اس میں نیا کیا ہے؟

وہ دراصل آخر میں حسب عادت میں نے نعرہ لگایا ''اب کی بار'' عوام نے جواب دیا ''پی سی سرکار''۔ میں نے اپنے لوگوں سے پوچھا کہ یہ پی سی سرکار کون ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ بنگال مشہور جادوگر ہے۔

تو آپ نے یہ کیوں نہیں پوچھا کہ کیا وہ آپ سے بھی بڑا جادوگر ہے؟

(قہقہہ لگا کر) کیوں نہیں؟ میں نے پوچھا تو جانتے ہو اس کا کیا جواب ملا؟

(حیرت سے) کیا؟

جواب تھا۔ جی ہاں سیاست میں آپ سے بڑا کوئی بازیگر اور بنگال میں پی سی سرکار سے بڑا جادوگر کوئی نہیں ہے۔

اس حجتّ بنگال کے بعد آپ نے کیا کیا؟

ہم نے پی سی سرکار کو پکڑ کر اپنی پارٹی کا ٹکٹ دے دیا۔ اب وہ بنگال میں ہمارے لئے چمتکار کرنے جارہا ہے۔

سردار نے فون بند کیا اور آواز لگائی ارے او سانبھا۔ چل بدل چینل اور ایم ٹی وی چلا دے۔ جیسے ہی چینل بدلا گیا اس پر عزیز نازاں کی قوالی جھوم برابر جھوم شرابی شروع ہوگئی۔ سردار بولا ارے یہ کیا بسنتی یہاں بھی نہیں ہے؟ یہ چینل بھی بدل دے۔ خبردار چینل پر ڈھلتا سورج ڈھلتے ڈھلتے ڈھلتا ہے ڈھل جائیگا چل رہا تھا۔ سردار نے غصے سے ٹی وی بند کیا اور پھر فون لگا کر چندن پر برس پڑا۔ یہ کیا مایوسی

www.urduchannel.in

پھیلانے والی قوالی لگا رکھی ہے تم لوگ تو طلوع سے پہلے ہی غروب کا راگ الاپنے لگے

چندن بولا سرکار یہ آپ کو کیا ہوگیا ہے؟ کہیں آپ کا دماغ ابھی سے تو

.....

سردار بھڑک کر دہاڑا لگتا ہے تیرا دماغ درست کرنا پڑے گا۔ اگر حلف لینے کے بعد تیرے دماغ کو پلپلا نہیں کیا تو میرا نام بھی سردار نہیں۔

چندن ہنس کر بولا جناب پہلے آپ کی حلف برداری تو ہوجائے اس کے بعد اگر آپ میرا بھیجا کچا بھی چبا جائیں تو مجھے اعتراض نہ ہوگا۔

اوئے بدبخت! تجھے نہیں معلوم کہ میں سبزی خور ہوں۔

اوہو بڑے پارسا بنتے ہو اگر ایسے ہی پاکباز ہو تو پہلے پشکولا سے توبہ کرو۔

اب چپ کرو ورنہ میں تجھے زندہ دفن کردوں گا۔

فون کے ساتھ چندن عرف خبردار کے بھاگیہ کا دوار بھی بند ہوگیا۔ اس سانحہ کے بعد سردار نے چندو کو خبردار چینل کی ملازمت سے نکلوا دیا۔

خبردار چینل سے نکل کر کچھ دنوں تک چندن مارا مارا پھرا اور بالآخر لالہ جی کے اخبار راجدھانی ایکسپریس کے شرن میں آگیا۔

۹

چنگو جب چائے اور گلوکوز بسکٹ لے کر آیا تو دیکھا کہ چندن کہیں اور ہی کھویا ہوا ہے۔ اس نے اپنے ہاتھ کی کشتی تپائی پر رکھی اور سامنے والی کرسی بیٹھ گیا۔ کرسی کی چرمراہٹ چندن کو ماضی سے حال میں لے آئی۔ چائے کا کپ چندن کی جانب بڑھاتے ہوئے چنگو نے پوچھا آپ کس سوچ میں گم ہیں آپ کو میرا گھر کیسا لگا؟

چنگو سب کچھ میری توقع کے عین مطابق ہے۔ مجھے پتہ تھا کہ ایسا ہی ہوگا۔

لیکن ہماری ملاقات تو آج پہلی بار ہوئی اور آپ کو کیسے پتہ چل گیا؟

(قہقہہ لگا کر) تم نے سنا ہوگا تاریخ اپنے آپ کو دوہراتی رہتی ہے ۔ یہ معاملات صرف حکمرانوں کے ساتھ نہیں ہوتے بلکہ ہم جیسے عام لوگوں کے ساتھ بھی ہوتے ہیں لیکن فرق یہ ہے کہ ہمارا ذکر نہیں ہوتا۔

وہ کیوں؟

اس لئے کہ حکمراں چند ہوتے ہیں اس لئے تاریخ انہیں کی لکھی جاتی ہے ۔ رعایا کی تاریخ کوئی نہیں لکھتا۔

چنگو کیلئے یہ حیرت انگیز انکشاف تھا اس نے سوال کیا لیکن جناب تاریخ داں بھی تو رعایا میں سے ہوتا ہے۔ اس کے باوجود وہ عوام کو نظر انداز کر کے حکمرانوں کے واقعات کیوں لکھتا ہے؟

یہ سوال دراصل تم جیسے صحافی کو نہیں پوچھنا چاہئے۔ ہم لوگ خود رائے

www.urduchannel.in

دہندگان کے بجائے ان کے نمائندوں کے بارے میں کیوں لکھتے ہیں حالانکہ ہم خود ووٹرس ہیں۔ محکوم ہونے کے باوجود ہمارا قلم ان نمائندوں کی خدمت کرتا ہے جو اقتدار پر فائز ہوتے ہیں۔ کیا ہم لوگ عوام کو نظر انداز نہیں کرتے ؟

جی ہاں چونکہ آپ عرصۂ دراز سے صحافت کے پیشے میں ہیں اس لئے اس کی وجوہات پر آپ سے بہتر اور کون روشنی ڈال سکتا ہے؟

اس کے دو اہم اسباب ہیں ایک تو ہمارے قارئین اپنے جیسے لوگوں کے بارے میں پڑھنا نہیں چاہتے وہ حکمرانوں کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں اس لئے سارے اخبارات، ریڈیو اور ٹی وی پر انہیں کے قصے چھائے رہتے ہیں۔

اور وہ دوسری وجہ ؟

اب یہ بھی بتانا پڑے گا۔ دان دکشنا میرا مطلب ہے انعام و اکرام اس کا دوسرا سبب ہے۔ تم نے کیا کسی بڑے سے بڑے شاعر کو بادشاہِ وقت کے علاوہ کسی اور کی شان میں قصیدہ پڑھتے سنا ہے۔

لیکن اب تو سلطانیٔ جمہور کا زمانہ آچکا ہے۔

مگر پھر بھی سرکاری خزانہ عملاً عوام کے نہیں حکمرانوں کے قبضے میں ہے۔

لیکن ہمیں حکمرانوں کی مذمت وتنقید کی جو آزادی ہے؟ اس کا کیا؟

جی ہاں! اختیار و آزادی تو ہے مگر اس کے بھی حدود و قیود ہیں۔ حکومت کے خلاف آزادی کا استعمال اول تو سرکاری مراعات سے محرومی کا سبب بنتا ہے اور آگے چل کر بلواسطہ یا بلاواسطہ غضب وعتاب کا شکار بھی کرتا ہے۔

(جوش میں آکر) اپنی بلا سے کیا فرق پڑتا ہے؟

جی ہاں جب تک تم اس کمرے میں رہتے ہو اور بس یا ٹرین میں سفر کرتے ہو کوئی خاص فرق نہیں پڑتا لیکن جو لوگ میرے جیسی گاڑی میں چلتے ہیں ان کا جینا دوبھر کرنا سرکار کیلئے بہت آسان ہوتا ہے۔

میں سمجھا نہیں؟ چنگو نے سوال کیا۔

بات نہایت آسان ہے جو انعام و اکرام سے نواز سکتا وہ تعذیب و تشدد کا بھی تو شکار کرسکتا ہے اس کے پاس پولس ہے، فوج ہے، دنیا بھر کے تفتیشی ادارے ہیں، عدالت ہے اور ذرائع ابلاغ ہے۔

ذرائع ابلاغ ؟؟؟ ••••••

چندن نے اس کا جملہ کاٹ دیا۔ عدالت تو شواہد کو سننے کے بعد سزا سناتی ہے لیکن ہم لوگ بغیر ثبوت کے تختۂ دار تک پہنچا دیتے ہیں۔

آپ کی یہ بات تو میری سمجھ میں آ گئی۔

واقعی! دراصل یہی سمجھانے کیلئے میں نے تمہارے ساتھ یہاں آنے کا فیصلہ کیا تھا۔ تم نوجوان ہو میں نہیں چاہتا کہ تم اس نوعمری میں کسی مشکل میں پھنس جاو۔

آپ کو یہ اندیشہ کیوں لاحق ہوا کہ میں کسی مصیبت میں پھنس سکتا ہوں؟

ایک تو تمہارا مضمون دیکھ کر مجھے اندازہ ہوا کہ تم بہت جری ہو اور دوسرے تمہارے جوابات سن کر میں نے محسوس کیا کہ تم بہت بھولے ہو۔

کیا یہ انسانی عیوب ہیں جن سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہئے۔

جی نہیں! یہ میں نے نہیں کہا دراصل یہ تو خوبیاں ہیں لیکن جب تمہارا پالا بدمعاشوں سے پڑتا ہے تو یہ انہیں عیب نظر آتا ہے اس لئے احتیاط لازمی ہے۔ اس کی مضرت رسانی سے آگاہ کرنے کیلئے میں نے تمہارے ساتھ یہاں آنے کا قصد کیا۔

چندن اب چنکو کو اپنا کرم فرما نظر آرہا تھا اس کی نظر میں چندن کا احترام بڑھ گیا تھا۔ وہ بولا میں آپ کا ممنون ہوں لیکن کیا میں اس کی وجہ جان سکتا ہوں؟

اس کی وجہ ویسے تو میں بتا چکا ہوں لیکن تم نے غور نہیں کیا۔

میں معذرت چاہتا ہوں۔

دیکھو ایک زمانے میں تمہاری ہی مانند میں بھی نہایت دلیر اور نیک تھا۔ اپنے گاوں سے دہلی آکر کرول باغ میں اسی طرح کے ایک کمرے میں ٹِک گیا تھا۔

چنگو نے کہا کرول باغ تو امیر کبیر لوگوں کی بستی ہے وہاں ایسا کمرہ؟

www.urduchannel.in

چندن بولا تمہاری بات درست ہے۔ فی الحال میری کوٹھی وہیں حکیم اجمل خان روڈ پر ہے لیکن آج سے ۳۰ سال قبل وہ شہر کے باہر ایک ویران سا علاقہ تھا جس میں پاکستان سے آئے ہوئے مہاجر آباد تھے۔ تم یقین کرو کہ اگر میرے پاس اپنے کمرے کی کوئی تصویر ہوتی تو تم کہتے یہ تمہارے کمرے کا منظر ہے۔

چنکو بولا اور تحریر؟

چندن ایک ٹھنڈی آہ بھر کر کہا ان تحریروں کی بابت میں تمہیں کیا بتاوں؟ میرے سینے میں آگ لگی ہوئی تھی جو میں اپنے الفاظ میں ڈال دیتا تھا اور جو بھی انہیں پڑھتا تھا اس کے سینے میں ایک الاؤ جل اٹھتا تھا۔ وہ زمانہ!!! وہ زمانہ ہی کچھ اور تھا۔

وہ مضامین کہاں ہیں میں انہیں پڑھنا چاہتا ہوں۔

تم ان کو نہیں پڑھ سکتے چنکو انہیں کوئی نہیں پڑھ سکتا۔

کیوں؟ ایسی کیا بات ہے کہ انہیں کوئی نہیں پڑھ سکتا؟

میں نے ان سب کو جلا کر راکھ کر دیا۔

چنکو یہ سن کر حیرت زدہ رہ گیا ایک ایسا شخص جس کو اپنی تحریروں سے بے حد محبت ہو آخر اس نے ایسا کیوں کیا؟ چندن نے چنکو کی آنکھوں میں اس کا سوال پڑھ لیا وہ بولا تم جاننا چاہتے ہو کہ میں نے ایسا کیوں کیا؟

جی ہاں اگر آپ مناسب سمجھیں۔

چندن بولا وہ چتا میں نے بادلِ ناخواستہ لالہ جی کے کہنے پر جلائی اور اس میں اپنا ضمیر پھونک دیا۔ تم یقین کرو اس کے بعد سے میں ایک راکھ کے ڈھیر میں تبدیل ہوگیا ہوں۔ ایک ایسی راکھ کا ڈھیر جسے سونے کے کلش میں رکھ کر گنگا جل میں بہانے کیلئے لے جایا جارہا ہے۔ برسوں سے یہ سفر جاری ہے میں نہیں جانتا کہ یہ کب اپنے اختتام کو پہنچے گا؟

یہ درمیان میں لالہ جی کہاں سے آ گئے؟

چندن بولا لاہور سے دہلی آئے تھے لالہ جی۔ تقسیم ہند سے قبل وہ لاہور سے

راجدھانی ایکسپریس نام کا اخبار نکالتے تھے۔ اخبار قیام پاکستان کا سخت مخالف تھا۔ جب پاکستان بن گیا تو ان کا وہاں رہنا محال ہوگیا۔ وہ دیگر مہاجرین کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے اور اس طرح ان کا گھر بار سب چھن گیا۔ دہلی میں لٹے پٹے لالہ چیت رام کے ساتھ ان کی ننھی سی بیٹی تھی چیتنا اور اخبار راجدھانی ایکسپریس کا رجسٹریشن تھا۔ ان دونوں کے علاوہ لالہ چیت رام کے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔

لالہ جی نے اپنے اخبارات کے تراشے دکھلا دکھلا کر دہلی کی حکومت سے خوب مراعات حاصل کیں یہاں تک کہ شہر کے بند ہونے والے اخبار خلافت کا دفتر انہیں عطا کر دیا گیا اور اسی کے اوپری منزل پر ہجرت کر جانے والے اخبار کے مالک کا گھر بھی ان کے حصے میں آ گیا۔ اس وقت ان کا اخبار دہلی کے مہاجرین کے دل کی آواز بن گیا۔ سخت گیر ہندو طبقے کی اسے حمایت حاصل ہوگئی تھی اور اس اخبار کے مختلف شہروں سے ایڈیشن نکلنے لگے۔ اس کی اشاعت اردو کے مقابلے ہندی میں کئی گنا بڑھ گئی لیکن اردو زبان سے قلبی وابستگی کے سبب وہ اسے عرصۂ دراز تک چلاتے رہے۔

خبردار ٹی وی چینل سے نکال باہر کئے جانے کے بعد جب مختلف اخبارات کے چکر کاٹتے ہوئے میں لالہ جی کے پاس پہنچا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا ہم لوگ جلد ہی انبالہ سے اپنا نیا ایڈیشن نکالنے والے ہیں کیا تم وہاں جانے کیلئے تیار ہو؟ مرتا کیا نہ کرتا میں فوراً تیار ہوگیا۔

لالہ جی نے آگے کہا اس سے قبل چند ہفتے تم یہیں دہلی میں کام کر کے ہمارے طور طریقوں سے واقف ہوجاو اور وہاں جانے کے بعد انہیں خطوط کام کرو۔ میں بلا چوں چرا راضی ہوگیا تو وہ سمجھ گئے میں بہت مجبور ہوں۔ اس کا فائدہ اٹھانے کیلئے انہوں نے ایک نیا پانسہ پھینکا اور بولے اس تربیتی دورانیہ میں چونکہ تم سے ہمارے ادارے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا اس لئے تمہیں نصف تنخواہ ملے گی لیکن جس دن سے تم انبالہ کے دفتر میں کام شروع کردو گے تمہاری تنخواہ دوگنی ہوجائیگی کیا سمجھے؟

میں نے تو تنخواہ دریافت ہی نہیں کی تھی۔ میں نے اس پر بھی حامی بھر لی۔

www.urduchannel.in

میں ملازمت کیلئے اس قدر پریشان ہوچکا تھا کہ مجھے لالہ جی کی ہر شرط قابلِ قبول۔ میں جب لالہ جی کے کمرے سے نکلنے کیلئے اٹھا تو وہ ناصحانہ انداز میں بولے دیکھو یہ دو چار مہینے تمہارے لئے بہت اہم ہیں۔ اس میں تم جو سنسکار سیکھو گے وہ زندگی بھر تمہارے ساتھ رہیں گے اس لئے انہیں سعادت جانو اور اس کا زیادہ سے فائدہ اٹھاو۔ چندن اپنی آپ بیتی سنا کر من ہلکا کر رہا تھا۔

میں نے جب لالہ جی سے مصافحہ کیلئے ہاتھ بڑھایا تو انہوں نے خوش ہو کر پوچھا اچھا تو برخوردار یہ بتاو کہ تم نے اس ملاقات میں کیا سیکھا؟

میں اس زمانے میں نہایت منہ پھٹ نوجوان تھا جو من میں آتا تھا وہ بولتا پہلے تھا سوچتا بعد میں تھا۔ میں نے صاف گوئی سے کام لیتے ہوئے کہا لالہ جی میں نے آج یہ سیکھا ہے کہ اگر کوئی مجبور ہاتھ آجائے تو جی بھر کے اس کا استحصال کرو؟ یہ جملہ ادا کرنے کے بعد مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں لالہ جی مجھ سے خفا نہ ہوجائیں اور ملازمت کا یہ خواب شرمندۂ تعبیر ہونے قبل ہی چکنا چور نہ ہوجائے۔

لالہ جی خلاف توقع خوش ہو کر بولے بھئی تمہاری تحریروں نے مجھے غلط فہمی کا شکار کر دیا تھا اور میں نے تمہیں جذباتی نوجوان سمجھ لیا تھا لیکن تم نے تو پہلی ہی ملاقات میں وہ بھرم توڑ دیا۔ تم نہایت سمجھدار ہو اس لئے مجھے یقین ہے کہ بہت تیزی سے ترقی کروگے۔ جاؤ کام میں جٹ جاو میں تمہارے ساتھ ہوں۔ مجھے لالہ جی کا 'میں' بہت کھٹکا لیکن میں مصلحتاً خاموش رہا یہ دوسرا سبق تھا جو میں نے لالہ جی سے سیکھا تھا۔

لالہ جی کی استحصالی ذہنیت کے سبب سارا عملہ ان سے نفرت کرتا تھا لیکن میرے لیے وہ فرشتہ صفت انسان تھے جنہوں نے ایک بے بدر نوجوان کو ایسے وقت میں سہارا دیا تھا جس کا کوئی پرسانِ حال نہیں تھا۔ میں نے خوب دل لگا کر کام کرنا شروع کر دیا۔ میں تمہاری طرح اکیلا رہتا تھا۔ شام میں میرے پاس کوئی مشغلہ یا دوست واحباب نہیں تھے۔

لالہ جی کو جب یہ معلوم ہوا تو وہ شام میں مجھے اپنے ذاتی کاموں میں لگانے

لگے۔سودہ سلف لے آو۔فلاں کو یہ کاغذ دے آو۔فلاں سے پیسے لے آو وغیرہ وغیرہ اس طرح کے ڈھیروں کام ان کے پاس تھے۔اس دوران کبھی کبھار خوش ہو کر مجھے کچھ کھلا پلا دیتے تھے۔کبھی انعام کے طور پر دو چار روپیہ میری ہتھیلی پر رکھ دیتے تھے۔اس زمانے میں دس روپیہ کے اندر مجھ جیسا تنہا فرد ہفتہ بھر کا راشن لے آتا تھا۔ مجھے جس دن بخشش ملتی میں کرول باغ کی مشہور سناتنی ہوٹل میں جا کر دال مکھنی کھاتا اور لالہ جی کو دعائیں دیتا۔

چنگو نے بیچ میں سوال کیا لیکن وہ انبالہ والا ایڈیشن نکلا یا نہیں۔

کیوں نہیں لیکن لالہ جی نے مجھے وہاں نہیں بھیجا بلکہ دہلی میں روک لیا۔ میرے اوپر ان کا اعتماد بحال ہو گیا تھا۔مضامین کے سبب مجھے شہرت ملنے لگی تھی میری تعریف میں جب کسی قاری کا خط لالہ جی کے پاس آتا تو وہ مجھے اپنے پاس بلاتے اور حوصلہ افزائی کرتے۔ان کا کہنا تھا کہ یہ ایک خط نہیں بلکہ ایک ہزار خط ہیں ۔ جب ایک ہزار سے زیادہ لوگوں کو مضمون پسند آتا ہے تو ان میں ایک خط لکھنے کی زحمت کرتا ہے۔دفتر میں لوگ مجھے لالہ جی کا چمچہ کہہ کر پکارتے تھے۔میرے سامنے وہ لالہ جی کی برائی کرنے سے ڈرتے تھے لیکن میں نے کبھی کسی کی شکایت نہیں کی ۔ لالہ جی نے بھی مجھے دو چار بار چغلی کیلئے اکسایا لیکن میں فطرتاً اس جانب مائل نہیں ہوا۔

چنگو بولا تب تو لالہ جی آپ سے ناراض ہو گئے ہوں گے۔

چندن نے کچھ سوچ کر کہا ناراض تو نہیں لیکن مایوس ضرور ہوئے ہوں گے لیکن میں اس قدر احمق تھا کہ اسے محسوس تک نہ کر سکا۔ مجھے تو بس اپنے کام سے کام تھا۔ پڑھنا لکھنا اور لالہ جی خدمت کرنا یہی شب و روز کا معمول تھا۔ دن مہینوں اور سالوں میں بدلتے جا رہے تھے۔اس دوران ایک مرتبہ دیپاولی کا تہوار آیا تو لالہ جی نے مجھ سے پوچھا کیوں بھائی دیوالی کی تیاری ہو گئی یا نہیں؟

میں بولا ہمیں کیا تیاری کرنی ہے لالہ جی۔ ہمارے یہاں کون آتا ہے؟

لالہ جی بولے تب پھر تم چھٹی کے دن کیا کرتے ہو؟

www.urduchannel.in

میں لوگوں کے پاس چلا جاتا ہوں۔

اچھا لیکن تم ہمارے گھر تو کبھی آئے نہیں جبکہ ہمارے یہاں مہمانوں کی کافی چہل پہل ہوتی ہے۔شہر کے نامی گرامی لوگ ہم سے ملنے آتے ہیں۔

جی ہاں مجھے پتہ ہے میں نے سادگی سے جواب دیا۔اسی لئے میں نہیں آتا ان بڑے بڑے لوگوں میں مجھ جیسے عام آدمی کا کیا کام؟ ہاں شرما جی ،مشرا جی وغیرہ مجھے بلا لیتے ہیں تو ان کے گھر چلا جاتا ہوں۔

لالہ جی کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا انہوں نے کہا اچھا تو میں بھی تمہیں دعوت دیتا ہوں اس دیوالی کے دن تم میرے گھر بھی آ جانا۔

میں نے معصومیت سے پوچھا لالہ جی کوئی کام ہے کیا؟

لالہ جی ہنس کر بڑے پیار سے بولے نہیں بے وقوف ہم دیوالی کی ساری تیاری پہلے ہی کر لیتے ہیں۔اس دن تو صرف تہوار مناتے ہیں۔

میں نے کہا شکریہ زہے نصیب۔ میں جب چلنے لگا تو لالہ جی نے پوچھا تم دیوالی کی تیاری کا سوال ٹال گئے بھئی کوئی گھر نہیں آتا تو کیا ہوا تم تو جاتے ہو۔ نئے کپڑے تو سل گئے ہوں گے۔

اتفاق سے اس بار میں نے کپڑے نہیں سلائے تھے۔میں بولا نہیں جناب ابھی دو مہینے پہلے جو کپڑے سلے تھے وہ نئے ہی ہیں اس لئے میں نے اس بار ••••••••• لالہ جی سمجھ گئے اور بولے تو تم نے بونس کا کیا کیا؟

یہ خاصہ ذاتی سوال تھا اس لئے میں اس پر خاموش ہو گیا لالہ جی بولے تم چپ کیوں ہو گئے کہیں جوا سٹہ وغیرہ میں تو نہیں ہار گئے؟

میں بولا جی نہیں سرکار میں اس پاپ کے قریب نہیں پھٹکتا۔

لالہ جی نے پھر اپنا سوال دوہرا دیا۔تب وہ روپئے کیا ہوئے؟

میں بولا وہ میں نے •••••••••••••• گاوں میں اپنی بوڑھی ماں ••••••••اور پڑوس میں رہنے والی منہ بولی بہن کیلئے کپڑے خرید لئے۔ ہمارے

گاوں والا ایک آدمی جارہا تھا تو اس کے ہاتھ بھجوا دیئے۔ نہ جانے کتنے سال بعد اس بار دیوالی پر میری ماں نئے کپڑے پہنے گی۔ یہ کہتے کہتے میری زبان لرز گئی اور آنکھوں میں آنسو چھلکنے لگے۔

لالہ جی بھی یہ سن کر اداس ہوگئے۔ ان کے یہاں لوگوں کی تنخواہ اس قدر کم تھی کہ مشکل سے گزارہ ہوتا تھا۔ کچھ لوگوں نے لڑ جھگڑ کر اپنی تنخواہ بڑھوالی تھی لیکن ایسا کرنا میرے مزاج کے خلاف تھا اس لئے میں وہیں پڑا تھا جہاں سے میں نے کام کی ابتداء کی تھی۔

ماحول جذباتی ہو چکا تھا چنکو نے پوچھا صاحب ایک اور کپ؟

چندن نے خالی گلاس کی جانب اشارہ کرکے کہا نہیں پانی لے آو۔ چنکو پانی لے آیا اس وقت تک چندن اپنے آپ کو سنبھال چکا تھا۔

www.urduchannel.in

۱۰

چندن نے پانی پینے کے بعد بات آگے بڑھائی لالہ جی کو پہلی مرتبہ میری حالت پر رحم آیا بلکہ ممکن ہے کسی کی حالت پر رحم کا یہ پہلا موقع ہو۔ انہوں نے کہا ابھی چیتنا ٹیکسٹائل جاو اور وہاں پر اپنے لئے کپڑے سلوا لو۔

میں نے کہا شکریہ لالہ جی آپ کی بڑی مہربانی لیکن دو دن بعد دیوالی ہے سارے درزیوں نے نئے کپڑے لینے بند کردیئے ہیں اس لئے یہ کام دیوالی کے بعد پر رکھ چھوڑتے ہیں۔

لالہ جی بگڑ کر بولے میں جو کہتا ہوں وہ سنو زیادہ زبان مت چلاو۔ وہ کیا اس کا باپ تمہارے کپڑے سل کر دے گا تم اب اپنا وقت ضائع کئے بغیر سیدھے چمپت لال کے پاس جاو۔ میں چمپت لال کا پتہ لے کر وہاں سے چمپت ہوگیا۔

چیتنا ٹیکسٹائل کرول باغ کی ایک بہت بڑی دوکان تھی۔ وہاں پہنچنے کے بعد یاد آیا کہ دو چار بار میں لالہ جی اور ان کی بیٹی کے جوڑے اس دوکان سے لے جا چکا تھا۔ اب میں تذبذب کا شکار ہوگیا۔ یہاں پر کپڑے تو بہت مہنگے ہوں گے اگر کہیں لالہ جی نے اس کی قیمت تنخواہ میں سے کاٹ لی تو پیٹ پر کپڑا باندھ کر سونا پڑے گا لیکن لالہ جی کے حکم کی سرتابی کرنے کی جرأت میرے اندر نہیں تھی اس لئے ڈرتے ڈرتے دوکان کے اندر داخل ہوگیا۔

کاؤنٹر پر ایک بوڑھا آدمی بیٹھا تھا میں نے اس کے پاس پہنچ کر آہستہ سے

کہا جناب مجھے لالہ جی نے بھیجا ہے ۔ وہ فوراً اپنی جگہ پر کھڑا ہوگیا اور بولا تمہارا نام چندن تو نہیں ہے؟ میں نے سر ہلا کر تائید کی۔ وہ دراز سے ٹیپ نکال کر باہر آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک پنسل اور لمبا سا رجسٹر تھا۔ باہر آ کر وہ میرا ناپ لینے لگا درمیان میں وہ مجھ سے سوال کرتا اور پنسل کسی ماہر درزی کی مانند کان پر لگا لیتا۔

میں سمجھ گیا یہی چمپت لال ہے۔ اپنے کام سے فارغ ہو کر وہ پھر سے میز کے پیچھے پہنچ گیا اور مجھے کپڑے دکھلانے لگا۔ میں نے کہا دیکھئے جناب میں معمولی آدمی ہوں اس قدر قیمتی لباس زیب تن نہیں کرتا۔

چمپت لال بولا آپ قیمت کی چنتا نہ کریں بس کپڑا اور رنگ پسند کریں باقی کام ہم پر چھوڑ دیں۔

میں نے کہا ایسی بات ہے تو یہ کام میں آپ پر چھوڑتا ہوں ۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کی پسند مجھ سے بہتر ہوگی۔

بوڑھے چمپت نے حیرت سے میری جانب دیکھا اور بولا اس میں شک نہیں کہ تمہاری بات صد فیصد درست ہے لیکن میری ۵۰ سالہ پیشہ ورانہ زندگی میں تم پہلے آدمی ہو جس نے اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے اس لئے میں اپنے قدرداں کو چائے پلائے بغیر واپس نہیں بھیج سکتا۔

میں گھبرا کر بولا جی نہیں اس کی ضرورت نہیں ۔ آپ فی الحال کافی مصروف ہیں پھر کسی وقت آ کر آپ کی چائے پی لوں گا۔

وہ بولا نہیں برخوردار خوشی جب ہو تو اس کو منا لینا چاہئے ممکن ہے دوبارہ جب تم آؤ تو میں کسی بات پر رنجیدہ ہوں۔ اس فرصت کا بھلا کیا فائدہ جو پر مسرت نہ ہو اس لئے ادھر پیچھے کمرے میں آؤ ہم لوگ دو گھڑی بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔ چائے پیتے ہیں اس کے بعد تم نکل جانا۔ فرصت تو شاید اس جنم میں مجھے کبھی نصیب نہیں ہوگی اور اگلا جنم ہوگا بھی یا نہیں یہ میں نہیں جانتا۔

میں بادلِ ناخواستہ گلّے کی پشت پر بنے کمرے میں چلا گیا جہاں وہ درزی

www.urduchannel.in

نما دوکان کا مالک پہلے سے براجمان تھا۔ یہ اچھا خاصہ دفتر تھا اس نے مجھے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ میں بیٹھ گیا تو وہ بولا تم محسوس کر رہے ہو گے کہ میں بہت خوش ہوں۔

میں نے تائید کی جی ہاں مجھے اس کی وجہ معلوم ہے ابھی ابھی آپ نے ۰۰

چمپت بولا وہ تو ایک سبب ہے جس کا میں نے ذکر کر دیا تھا لیکن اور بھی کئی وجوہات ہیں مثلاً پہلی بار لالہ جی نے کسی کو اپنی دوکان پر یہ کہہ کر بھیجا کہ اس کے کپڑے سلوا دو اور تو اور یہ بھی کہا پیسوں کی فکر نہ کرنا۔ یہ ایک ایسا چمتکار ہے کہ اگر میں سپنے میں بھی دیکھ لیتا تو اس پر وشواس نہیں کرتا۔

اس میں حیرت کی کیا بات ہے لالہ جی بڑے آدمی ہیں ۔ یہ دوکان ان کی اپنی ہے ایسے میں اگر وہ ایسا کہہ دیں تو اس میں کون سی بڑی بات ہے؟

یہی تو بڑی بات ہے کہ اس معمولی سی بات کو سننے کیلئے میرے کان ترس گئے اور مجھے یقین ہو گیا کہ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا لیکن آج وہ بھرم ٹوٹ گیا۔ تم نے لالہ جی کو بدل کر رکھ دیا تم مہان ہو نوجوان تم مہان ہو۔ تمہاری وجہ سے ایک سنگدل انسان موم بن گیا تم نے اس کے اندر انسانیت کا چراغ روشن کر دیا۔ لالہ جی ساری دنیا کو بیدار کرنے کیلئے راجدھانی ایکسپریس نام کا اخبار نکالتے رہے لیکن ان کا اپنا ضمیر سویا ہوا تھا مگر تم نے اسے جگا دیا۔ یہ ایک ناممکن ہدف تھا مجھے بتاؤ کہ یہ معجزہ کیسے ہو گیا؟

چمپت کی حیرت میری عقل سے پرے تھی۔ میں بولا جناب سچ تو یہ ہے کہ میں نے کچھ بھی نہیں کیا وہ تو لالہ جی کی کرپا ہے کہ انہیں مجھ پر رحم آ گیا اور انہوں نے مجھے آپ کے پاس بھیج دیا۔

یہی تو میں پوچھ رہا ہوں کہ لالہ جی کو تم پر رحم کیسے آ گیا؟ انہوں نے تم پر کرپا کیوں کی؟ پچھلے ۳۰ سالوں میں ان کو کسی پر رحم نہیں آیا۔

چمپت کے سوالات سے پریشان ہو کر موضوع بدلنے کیلئے میں نے کہا آپ بار بار لالہ جی سے اپنی ۳۰ سال پرانی رفاقت کا ذکر کر رہے ہیں۔ کیا آپ ان کے رشتے دار ہیں؟ کون ہیں آپ؟

وہ بولا میں ! میں چمپت لال ہوں ۔ لالہ جی کا دوست تو نہیں مگر شناسا اس لئے کہ ان کا کوئی دوست نہیں ہے۔

کوئی دوست نہیں؟ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟؟

کیوں نہیں ہوسکتا اگر کوئی کسی کا دوست نہ ہو تو کوئی اور اس کا دوست کیسے ہوسکتا ہے؟ لالہ جی کی صرف ٹھن ٹھن گوپال سے دوستی ہے وہ اس کے سوا کسی سے پیار نہیں کرتے۔ دن رات اسی کی توڑ جوڑ میں لگے رہتے ہیں ۔تم یہ دوکان دیکھ رہے ہو؟ لالہ جی کی ہے۔آگے چیتنا ہوٹل ، چیتنا کرانہ، چیتنا اسٹیل مارٹ غرض کے چیتنا کے نام سے جو کچھ بھی ہے انہیں کا ہے۔

میں نے پوچھا تو کیا لالہ جی کسی کو یہ نام استعمال کرنے نہیں دیتے؟

جی نہیں ایسی بات نہیں یہ نام ان کے ساتھ اس قدر منسوب ہوگیا کہ اس علاقہ میں لوگوں نے اپنی دوکانوں کا نام بدل دیئے ۔اب اگر کوئی اس نام کی دوکان کھولے تو لوگ سمجھ لیں گے کہ یہ لالہ جیت رام کی نیا کاروبار ہے لیکن مجھے اس بات پر فخر ہے لالہ جی کی پہلی دوکان یہی چیتنا ٹیکسٹائل ہے جو کسی زمانے میں میرا گھر تھا۔

چمپت لال کے اس دعویٰ پر میں چونک پڑا اس لئے کہ اس میں کوئی افسوس کا پہلو نہیں تھا۔ میں نے سوال کیا آپ کا گھر تھا میں نہیں سمجھا۔

بیٹے یہ بہت پرانی بات ہے۔

میں نے درمیان میں کہہ دیا جی ہاں مجھے پتہ ہے ۳۰ سال پرانی بات۔

جی ہاں وہی ۳۰ یا ۳۵ کے آس پاس جب لٹے پٹے لالہ جی لاہور سے یہاں وارد ہوئے تھے۔اس وقت وہ اخبار راجدھانی ایکسپریس کو دوبارہ شروع کرنے کیلئے سرکاری دفاتر کے چکر لگا رہے تھے لیکن درمیان میں کام چلانے کیلئے اپنی جمع پونجی جو ساتھ لے کر بھاگے تھے اسے سود پر چڑھا رکھا تھا۔ میں ایک درزی کی دوکان میں کام کرتا تھا اور میرا مالک لالہ جی سے بھی گیا گذرا تھا۔

لالہ جی سے گیا گذرا؟ میں نہیں سمجھا۔

www.urduchannel.in

لالہ جی تو کم از کم میٹھی چھری سے حلال کرتے ہیں وہ تو جھٹکا کا قائل تھا۔

چمپت لال نے رک کر پوچھا جھٹکا تو تم سمجھتے ہی ہوگے؟

دہلی میں رہنے والا کون ایسا آدمی ہے جو حلال اور جھٹکا کا فرق نہیں جانتا؟

چمپت نے اپنی بات جاری رکھی جی ہاں یہ بھی ٹھیک ہے اور پھر تم تو اخبار والے آدمی ہو تم لوگ تو ہر خاص وعام کو بلاتفریق حلال کردیتے ہو۔

(ہنس کر) جی نہیں خاص کو حلال اور عام آدمی کو جھٹکا۔

یہ سن کر چمپت لال کا فلک شگاف قہقہہ بلند ہوا جسے سن کر باہر کام کرنے والے نوکر چاکر دفتر میں آگئے۔اس نے ڈانٹ کر پوچھا کیوں کوئی کام نہیں ہے؟

ان میں سے ایک بولا ۔ جناب خیریت تو ہے نا؟

چمپت لال نے کرختگی سے کہا جاو اپنا کام کرو کام چور کہیں کے۔

مجھے اس کا رویہ پسند نہیں آیا وہ سمجھ گیا اور بولا یہ لاتوں کے بھوت ہیں ان کے ساتھ یہی سلوک کرنا پڑتا ہے ورنہ یہ کام کے بجائے سر پر بیٹھ کر مونگ دلیں گے۔

میں نے کہا آپ نے یہ لالہ ••••••••

چمپت لال نے میرا جملہ کاٹ دیا اور بولے جی ہاں جب انہوں نے مجھے اپنا شراکت دار بنایا تو سب سے پہلا سبق یہی سکھایا ورنہ میں بھی تمہاری طرح ••••••• تم سمجھ گئے نا۔

میں بولا جی ہاں چمپت لال جی سب سمجھ گیا

بڑے سمجھدار آدمی ہو بہت جلدی سمجھ جاتے ہو۔

شکریہ لیکن آپ لوگ ایک دوسرے کے شراکت دار بنے کیسے؟

وہی تو میں بتانے جارہا تھا کہ ان لوگوں نے بیچ میں خلل ڈال دیا۔

جی ہاں مجھ کو بھی ان کے رویہ پر تعجب ہوا اس طرح اچانک دفتر میں داخل ہوجانا حیرت انگیز تھا۔

اس میں ان لوگوں کا قصور نہیں ہے۔اگر وہ ۳۰ سال قبل مجھ سے ملے ہوتے

تو انہیں اس قہقہہ پر کوئی حیرت نہ ہوتی لیکن ان بیچاروں نے کبھی مجھے اس طرح ٹھہا کا مار کر ہنستے نہیں دیکھا اس لئے عالمِ تحیر میں بے ساختہ دوڑ پڑے خیر میں نے بھی اپنی ڈانٹ سے اس کا اثر زائل کر دیا۔ اب وہ ایسی جرأت دوہرا نہیں سکتے۔

مجھے چمپت لال کی شخصیت میں دلچسپی پیدا ہوگئی تھی وہ بھی اپنی زندگی کی کتاب میرے سامنے کھولنے کیلئے بیتاب تھا جیسا کہ اب میں ہوں۔

چنگو بولا شکریہ جناب! آپ کی دلچسپی سے زیادہ مجھے اشتیاق ہے۔

شکریہ چنگو آج میں چمپت لال کی قلبی کیفیت کا اندازہ کر رہا ہوں۔ میں سمجھ رہا ہوں کہ وہ مجھے اپنی داستانِ حیات سنا کر کس قدر شادمان ہوا ہوگا۔

چنگو نے پوچھا ہاں تو پھر چمپت لال نے کیا بتایا؟ وہ کس طرح لالہ چیت رام کا شراکت دار بننے میں کامیاب ہوگیا؟

چندن بولا وہ کہانی بڑی دلچسپ ہے۔ اس نے بتایا جب اسے پتہ چلا کہ لالہ جی سود پر قرض دیتے ہیں تو وہ بھی ان کے پاس پہنچ گیا اور بولا مجھے سلائی مشین خریدنے کیلئے قرض چاہئے۔

لالہ جی بولے قرض تو مل جائیگا لیکن اس کے عوض تم کیا رہن رکھو گے۔ میرے پاس سونا چاندی تو تھا نہیں میں نے کہا جناب میرے پاس ایک گھر ہے وہی رہن رکھ لیجئے۔

لالہ جی بہت خوش ہوئے انہوں نے قرض کے کاغذ بنوائے اور مجھے قرض دے دیا۔ اس طرح میرا گھر مکان اور دوکان دونوں بن گیا۔ میرا کاروبار تو چل پڑا تھا لیکن آمدنی اس قدر کم تھی کہ مشکل سے اپنا اور گھر والوں کا پیٹ پلتا تھا۔ جو بچت ہوتی تھی وہ دوا دارو کی نذر ہوجاتی تھی۔ میں جب بھی لالہ جی سے مہلت مانگتا وہ مسکرا دیتے۔ میں ان کے اس مشفقانہ رویہ سے بہت خوش تھا اور سوچا کرتا تھا کہ کبھی میرے بھی اچھے دن آئیں گے اور میں لالہ جی کا سارا قرض سود سمیت چکا دوں گا لیکن وہ دن کبھی نہیں آیا۔

www.urduchannel.in

چنگو نے چونک کر پوچھا اچھا تو پھر کیا ہوا؟

چندن بولا چمپت لال کے مطابق ہوا یہ کہ ایک دن لالہ جی پولس اور عدالت کے منشی سمیت اس کے دوکان نما گھر پر پہنچ گئے اور حساب کر کے بتا دیا کہ اب پانی سر سے اوپر ہو چکا ہے۔ اب یہ مکان کرکی ہوگا اور اس سے قرض ادا کیا جائیگا۔

یہ فرمان سن کر چمپت کے پیروں تلے سے زمین کھسک گئی۔ وہ اپنی مشین سمیت گھر سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا۔ وہ ہاتھ پیر جوڑنے لگا رونے گڑگڑانے لگا لیکن کسی کو اس کی حالت پر رحم نہیں آیا۔ پولس حوالدار نے اسے ڈانٹ کر کہا اب اپنا رونا بند کر اور باہر نکل نہیں تو میں تجھے پکڑ کر جیل میں ڈال دوں گا۔

وہ بھی بگڑ کر بولا دیکھئے حوالدار صاحب آپ مجھے ڈرانے کی کوشش نہ کریں میں آپ کی بندوق سے ڈرنے والا نہیں ہوں۔ اس چھت کے باہر میرا کوئی سائبان نہیں ہے اس لئے آپ یہ کریں کہ مجھے یہیں گولی مار دیں نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری۔ اس کے بعد یہیں میری چتا جلا دیجئے اور جب اس کے شعلے سرد ہوجائیں تو میری راکھ جمنا میں بہا کر یہ مکان لالہ جی کے حوالے کر دیجئے ان کا سینہ ٹھنڈا ہو جائیگا۔ میری آخری خواہش یہ ہے میرے ساتھ میری یہ مشین بھی جلے گی۔ میرے بعد اسے کوئی اور نہیں چلائے گا۔

یہ ایک نہایت مضحکہ خیز ضد تھی اور حیرت انگیز مطالبہ تھا لیکن عدالت کا منشی یہ سن کر نرم پڑ گیا۔ اس نے لالہ جی کو مخاطب کر کے کہا کیا آپ اسے کچھ اور مہلت نہیں دے سکتے؟

لالہ جی بگڑ کر بولے کیسی مہلت جناب جس نے اس طویل مدت میں ایک پیسہ ادا نہیں کیا اس کو آپ وقت دینے کی بات کر رہے ہیں؟

اس بھلے مانس نے پوچھا لیکن اب یہ کہاں جائیگا کچھ تو سوچیں کوئی اپائے نکالیں کے سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہیں ٹوٹے۔

سپاہی بولا اپائے تو اس نے خود سجھا دیا ہے۔ یہ مرنے کیلئے تیار ہے اور میں

مارنے کیلئے۔

منشی ڈانٹ کر بولا تم چپ رہو جی ۔بکواس نہ کرو۔ مجھے اپنا کام کرنے دو۔

یہ کہہ کر وہ لالہ جی کے ساتھ سامنے پیڑ کے نیچے چلا گیا اور دونوں آپس میں بات کرنے لگے۔ اس بیچ چمپت لال نے حوالدار سے پوچھا کیا تم واقعی مجھے مارنے کیلئے اتاؤلے ہو رہے ہو۔

حوالدار نے کہا ابے اوئے چمپت لال کے بچے میں بھی تو یہ سوال کرسکتا ہوں کہ کیا تم واقعی میری گولی سے مرکر یہاں اپنی چتا جلوانا چاہتے ہو؟

ارے بھائی اس طرح کون مرنا چاہتا ہے میں نے یونہی غصے میں کہا تھا۔

جی ہاں اور اس طرح کون مارسکتا ہے میں نے بھی یونہی مذاق میں ۔۔۔۔

ماحول کچھ خوشگوار ہوا تو سامنے سے لالہ جی اور منشی جی آتے دکھلائی دیئے۔

منشی جی نے کہا ہاں تو چمپت لال تمہارا اصل مسئلہ کیا ہے؟

چمپت بولا یہی کہ یہ گھر بک جائیگا تو میں کہاں رہوں گا ؟

اور کوئی مسئلہ منشی جی نے دوسرا سوال کیا؟

ہاں دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ کیا کھاوں گا ؟ میرا مطلب ہے کہاں کام کروں گا ؟ اس لئے کہ میرا مکان اور دوکان یہی ہے؟

منشی جی بولے اگر تمہیں یہیں رہنے کو مل جائے اور تمہارا کام یہیں پر چلتا رہے تو تب تو تمہارے سارے مسائل حل ہو جائیں گے؟

جی ہاں تب تو کوئی مسئلہ نہیں ۔

لیکن اس صورت میں تمہیں اس مکان کا کرایہ ادا کرنا ہوگا۔

یہ تو میرا پشتینی مکان ہے میں اس کا کرایہ کیسے ادا کروں گا؟

لالہ جی کو اس لئے کہ آج کے بعد مکان کے مالک وہ ہوں گے۔

چمپت کی سمجھ میں سارا معاملہ آ گیا تھا وہ بولا اور اگر کرایہ ادا نہ کرسکا تو؟

جواب سپاہی نے دیا اس صورت میں تمہیں اس دوکان نما مکان سے نکال

www.urduchannel.in

باہر کیا جائیگا اور اگر تم نے گولی مارنے پر اصرار کیا تو سامنے فٹ پاتھ پر تمہاری چتا جلے گی۔جس میں تمہاری چیتی مشین بھی ہوگی ۔کیا سمجھے؟

چنگو بولا چندن جی! چمپت لال تو عجیب وغریب صورتحال میں پھنس گیا تھا۔ اچھا تو پھر آگے کیا ہوا؟

چندن بولا دراصل چمپت لال بھی اسی تذبذب کا شکریہ ہوگیا۔ وہ بولا سرکار مجھے نہیں لگتا کہ میں کرایہ ادا کرنے کیلئے کچھ بچا پاوں گا اس لئے کہ اگر ایسا کر پاتا تو قرض ادا کر دیا ہوتا اور یہ نوبت ہی نہیں آتی۔

منشی جی بولے مجھے اس کا اندازہ ہے اس لئے میں نے لالہ جی سے بات کی اور ان کو ایک راستہ سجھایا ہے بشرطیکہ تم اس پر راضی ہو جاو؟

چمپت نے پوچھا وہ کون سا راستہ ہے جس سے ۔۔۔۔۔۔۔۔

حوالدار بولا اب وہ سانپ اور لاٹھی کی کہانی چھوڑو اور آگے بڑھو اس لئے کہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ سانپ بھی نہ مرے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے بس سپیرہ مر جائے ۔۔۔۔۔

چمپت لال نے کہا ہاں بھائی سمجھ گیا اب منشی جی کو بولنے دو۔

منشی جی بولے ایک راستہ یہ ہے تم یہ دوکان لالہ جی کو بیچ دو اور ان کے ملازم بن جاو اس صورت میں نفع نقصان کے مالک لالہ جی ہوں گے اور تم ہر ماہ اپنی تنخواہ پاوگے۔ چمپت لال اس پر راضی ہو گیا لالہ جی کاغذات اپنے ساتھ لائے تھے جو انہوں نے منشی جی کے حوالے کئے۔

چمپت لال نے اس پر دستخط کر دیئے تو لالہ جی نے پوچھا چمپت لال تم کب سے اپنے گھر میرا مطلب گاوں نہیں گئے ہو؟

چمپت بولا یہی کچھ ٦ ماہ سے ۔

لالہ جی بولے یہ ۵۰۰ روپئے پکڑو اور گھر جاو لیکن دو ماہ بعد واپس آنا۔

چمپت نے پوچھا کیا مطلب آپ ابھی سے اپنے وعدے سے مکر رہے ہیں؟

لالہ جی بولے نہیں میں یہ کہہ رہا ہوں دو ماہ بعد بلا تاخیر آجانا اور چاہو تو

اپنے پریوار کو بھی لے آنا۔

چمپت بولا دھنیاباد لالہ جی آپ بہت بڑے آدمی ہیں بہت اونچا مذاق کرتے ہیں جو ہم جیسوں کی سمجھ میں نہیں آسکتا۔ میں گھر کیلئے کچھ ضروری سامان خرید کر رات کی گاڑی سے نکل جاوں گا۔

لالہ جی بولے اور ۔۔۔۔۔

چمپت لال نے ہنس کر کہا اور دو ماہ بعد ہی واپس آوں گا۔

دوماہ کے بعد چمپت لال واپس آیا تو وہ دوکان نما مکان کو پہچان نہ سکا۔ وہاں ایک دومنزلہ عمارت کھڑی تھی اور چیتنا ٹیکسٹائل کا بڑا سا بورڈ آویزاں تھا۔ اب یہ صرف درزی کی دوکان نہیں تھی بلکہ کپڑوں کی ایسی دوکان تھی جس میں سلائی کی سہولت بھی موجود تھی۔ ملبوسات کے علاوہ ایک حصہ پردوں کا بھی تھا جہاں لوگ اپنی پسند کے پردے کا کپڑا خرید کر اپنی مرضی سے سلا سکتے تھے۔ ناپ لینے کیلئے دوکان سے ایک درزی گاہکوں کے گھر جاتا تھا۔ لالہ جی نے اس طرح کی چند دوکانیں کناٹ پیلس کے امیر کبیر علاقے میں دیکھ رکھی تھیں لیکن کرول باغ میں یہ اس طرز کی پہلی دوکان تھی۔

کرول باغ دن بہ دن خوشحال ہونے لگا تھا اس لئے چیتنا ٹیکسٹائل بہت جلد مقبول ہوگئی۔ فرصت کے اوقات میں لالہ جی بذاتِ خود دوکان کا کام کاج دیکھتے تھے۔ کاروبار چل نکلا تو انہوں نے آس پاس کی دوکانیں خرید کر اس کی توسیع کردی اوپر کے حصے میں ایک مکان بنا کر چمپت لال کے حوالے کردیا اور آگے چل کر چمپت لال کو اپنا شراکت دار بنا کر خود دوسرے کاروبار میں مصروف ہوگئے۔

چنگو نے پوچھا لیکن شراکت دار بنانے والی بات سمجھ میں نہیں آئی ؟

چندن نے کہا یہ بات میری سمجھ میں بھی بہت بعد میں آئی۔ لالہ جی کی منطق یہ تھی کہ اگر تم کسی کاروبار پر بذاتِ خود توجہ دینے سے قاصر ہو تو کسی قابلِ اعتماد آدمی کو شراکت دار بنا کر اس سے کنارہ کشی اختیار کرلو۔ ان کے خیال میں ایسا کرنے کے کئی فائدے ہیں ایک تو نوکر چاکر چوری چکاری نہیں کرتے یعنی مالی خرد برد پر لگام لگ جاتی

www.urduchannel.in

ہے دوسرے کام چوری کے امکانات بھی ختم ہو جاتے ہیں۔ اس لئے کہ پارٹنر اس کاروبار کو اپنا سمجھ کر خوب محنت کرتا ہے۔ جب منافع ہوتا تو اس سے سونے والے اور جاگنے والے سارے شراکت دار بھرپور فیضیاب ہوتے ہیں۔

چنگو بولا ماننا پڑے گا بظاہر بے وقوف نظر آنے والے لالہ جی حقیقت میں نہایت زیرک انسان تھے۔

چندن نے تائید کی لیکن ان کی ساری ذہانت کاروبار کی نذر ہوگئی۔

جناب! آپ تو چمپت لال میں ایسے الجھے کہ اپنی کہانی بھول گئے۔

چندن نے گھڑی کی جانب دیکھ کر کہا آج کافی وقت ہوگیا باقی قصہ پھر کبھی ویسے اگر تم چاہو تو ہمارے اخبار راجدھانی ایکسپریس سے منسلک ہو سکتے ہو۔

چنگو بولا زہے نصیب۔

چندن نے کہا تنخواہ تو ٹھیک ملے گی مگر ہماری پالیسی کا پاس ولحاظ رکھنا ہوگا۔

چنگو بولا شکریہ جناب میں اس پیشکش پر غور کروں گا اور ایک دو دن میں جواب دوں گا۔ آپ نے اس غریب خانے پر آکر میری جو عزت افزائی کی اس کیلئے میں ممنون ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ ہم جلد ایک ساتھ کام کریں گے۔

چندن اپنا کارڈ تھما کر دروازے کی جانب بڑھا چنگو اس کے ساتھ گاڑی تک آیا۔ دونوں نے پھر سے مصافحہ کیا اور گاڑی چل پڑی۔

۱۱

راجدھانی ایکسپریس کی ملازمت سے چنکو کی زندگی میں استحکام آ گیا۔ اس دوران اس نے چمپو نامی قلمی نام سے لکھنے کا سلسلہ بھی شروع کیا۔ اس نام سے وہ ایسی ساری باتیں لکھ مارتا تھا جو راجدھانی ایکسپریس کی پالیسی کے خلاف ہوتی تھیں۔ اس کا چندن کو بھی علم تھا گویا اس کو اپنے مدیر کی بلاواسطہ توثیق حاصل تھی۔ چنکو کے ذہن میں اخبار کے بانی لالہ جی ایک طلسماتی شخصیت تھے۔ وہ جاننا چاہتا تھا کہ ان کی ساری وراثت کا مالک چندن کیسے بن گیا لیکن افسوس کے جس روز چندن اپنی آپ بیتی سنا رہا تھا چمپت لال کا قصہ طول پکڑ گیا اور وہ راز فاش نہ ہو سکا۔

ایک دن دفتر میں کام کرتے ہوئے تاخیر ہوگئی سارے لوگ روانہ ہو گئے اور صرف چنکو باقی رہ گیا ایسے میں چندن دفتر میں داخل ہوا۔

چنکو نے پوچھا کیوں خیریت؟

چندن بولا ویسے تو میں ایک کاغذ لینے کیلئے آیا تھا لیکن اگر تمہارے پاس وقت ہو تو میں مستقبل کی منصوبہ بندی کے حوالے سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔

چنکو بولا میں سارا کام بند کر کے ابھی آپ کے کمرے میں حاضر ہوتا ہوں۔

چندن کو چنکو پر بہت اعتماد تھا لیکن اخبار کی ترویج و اشاعت کیلئے اسے چوپڑہ اور اگروال سے مشورہ کرنا پڑتا تھا۔ جب بھی وہ چنکو کو اس گفتگو میں شامل کرنے کی کوشش کرتا اس سے کہہ دیا جاتا وہ قلم کا مزدور کیا جانے کے بازار کا بھاو کیا ہے؟ اس

www.urduchannel.in

روز جب چندن کو موقع ملا تو اس نے دل کھول کر چنکو سے گفتگو کی اور اس کی تجارتی ذہانت کا قائل ہوگیا۔ اس سے پہلے کہ چندن اپنی گفتگو ختم کر کے دفتر سے نکلتا چنکو بولا جناب میں اس ادھوری داستان کی تکمیل کا مشتاق ہوں جسے آپ نے درمیان میں چھوڑ دیا تھا۔

چندن نے پوچھا تم کس بات کا ذکر کر رہے ہو میں نہیں سمجھا؟

وہی کہ جب دورانِ گفتگو آپ چیتنا ٹیکسٹائل میں داخل ہوئے تو پھر شریمان چمپت لال نے ہمیں اغوا کر لیا۔

چندن ہنس کر بولا تمہیں اب بھی وہ بات یاد ہے میں تو بھول ہی گیا تھا۔

چنکو ہنس کر بولا ممکن ہے پوری تفصیل سننے کے بعد میں بھی بھول جاوں لیکن اس ادھوری کہانی کو میں کبھی بھول نہیں سکتا وہ بار بار میرے ذہن میں چل پڑتی ہے اور مجھے نہ جانے کہاں کہاں بھٹکاتی ہے؟ خدا کیلئے آپ مجھے اس پھیرے سے نکالیں۔

بھئی ہمیں بھی تو پتہ چلے کہ تم ۔۔۔۔۔۔۔۔

نہیں جناب اس سے پہلے کہ ہم پھر کسی اور جانب نکل جائیں میرا خیال ہے ہمیں لوٹ کر چیتنا ٹیکسٹائل میں آ جانا چاہئے۔

اگر ایسا ہے تو یوں ہوا کہ میں اپنا ناپ دے کر واپس چلا آیا۔ مجھے یقین تھا کہ یہ کپڑے دیوالی کے بعد ہی سل کر آئیں گے لیکن جب دوسرے دن میں دفتر پہنچا تو ایک خوبصورت سے صندوق میں وہ میرے منتظر تھے۔ میری خوشی کا ٹھکانا نہ رہا۔ زندگی میں پہلی بار میں اس قدر قیمتی لباس زیب تن کرنے والا تھا۔ میں اس بکس کو لے کر سیدھا لالہ جی کے کمرے میں گیا اتفاق سے وہ موجود تھے میں نے وہ کپڑے ان کے قدموں میں رکھ دیئے تو وہ بولے ارے یہ کیا کر رہے ہو؟

میں نے کہا صاحب میرا تو جی چاہتا ہے کہ اپنا سر آپ کے قدموں میں رکھ دوں۔ بچپن میں والد کا سایہ میرے سر سے اٹھ گیا تھا۔ اس کے بعد میری ماں نے محنت مزدوری کر کے میری پرورش کی۔ اس کی شدید خواہش ہوتی کہ دیوالی کے موقع پر

میرے لئے جیسے تیسے نئے کپڑوں کا انتظام کردے۔ کبھی وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہوجاتی اور جب ناکام رہتی تو پرانے کپڑے دھوکر رکھ دیتی۔ اس طرح میں نے بچپن سے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا۔ میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس طرح کا لباس بھی میرے نصیب میں ہوگا سچ تو یہ ہے کہ آپ نے میری تقدیر بدل دی۔

بھاگیہ ودھاتا اوپر بیٹھا ہے میں کون ہوں کسی کا مقدر بدلنے والا۔ جاو خوش رہولیکن دیوالی والے دن ہم سے ملنے ضرور آنا۔ میں نے وعدہ کیااور باہر نکل آیا۔

سچ تو یہ ہے کہ اس روز لالہ جی مجھے بہت اچھے لگے تھے۔دوسرے دن جب میں نے آئینے میں اپنے آپ کو دیکھا تو پہچان نہیں سکا۔لباس نے میری شخصیت کو پوری طرح بدل دیا تھا۔ میں پہلے تو چمپت لال کے پاس پہنچا اور شکریہ ادا کیا وہ بہت خوش ہوا۔اس نے کہا میں نے ہزاروں گاہکوں کیلئے دیوالی کا جوڑا سلا ہے لیکن کوئی کمبخت دیوالی ملنے نہیں آیا۔تم پہلے ۔۔۔۔۔۔۔۔

ارے تو صاحب میں آپ کا گاہک تھوڑی نہ ہوں ۔ میں نے نہ تو کپڑے خریدے اور نہ سلائی کی اجرت ادا کی ۔

اگر ایسی بات ہے تو یہ سب لالہ جی کی کرپا ہے تم ان کو ملے یا نہیں؟

آپ کا گھر پہلے پڑتا ہے تو سوچا آپ کو پرنام کرلوں پھر آگے جاوں۔

یہ سن کر چمپت خوشی سے باولہ ہوگیا۔اس نے کھلا پلا کر اپنے گھر سے رخصت کیا ۔ لالہ جی اپنی کوٹھی کے صدر دروازے پر ہی مل گئے ۔ میں نے آگے بڑھ کر ان کے چرن چھوئے انہوں نے آشیرواد دیا اور بولے کہ بڑے اچھے سمئے آئے دراصل پنڈت جی نے لکشمی پوجا کیلئے اسی کا مہورت نکالا ہے اس لئے تم یہ کرو کہ شام میں آنا بلکہ کل صبح آجانا فرصت سے بات کریں گے۔شام میں مہمانوں کی بڑی گہما گہمی رہتی ہے۔ میں شکریہ ادا کرکے اپنے دفتری دوستوں کے پاس لوٹ آیا اور بڑے دھوم دھام سے دیوالی منائی۔

دوسرے روز مجھے پھر لالہ جی کے گھر جانا تھا وہ بھاؤ بیج کا دن تھا میں جیسے

www.urduchannel.in

ہی پہنچا کچھ دیر میں لالہ جی بیٹی بھائی کا تحفہ لے کر کمرے میں داخل ہوگئی ۔ یہ دیکھ کر لالہ جی بے چین ہوگئے انہوں نے کہا بیٹی ہم لوگ ایک ضروری بات کررہے ہیں اس لئے تم بعد میں آنا۔ مجھ کو لالہ جی کا رویہ کچھ عجیب سا لگا ۔ وہ اپنی بیٹی کا بہت خیال کیا کرتے تھے۔ پہلی بار انہوں نے اس طرح چیتنا کا دل توڑ دیا۔ لالہ جی کچھ اوٹ پٹانگ مسائل پر گفتگو کرتے رہے ۔ مجھے توقع تھی کہ وہ آخر میں ازخود اپنی بیٹی چیتنا کو بلائیں گے لیکن ایسا نہیں ہوا ۔ میرے اندر جرأت نہیں تھی کہ میں آواز دیتا اس لئے چپ چاپ لوٹ آیا لیکن لالہ جی کا سلوک میرے گلے کی پھانس بن گیا۔

میں لالہ جی کی مشکل سے ناواقف تھا۔ دولت کی حرص و ہوس کے سبب ان اکلوتی بیٹی بے توجہی کا شکار ہوگئی تھی۔ ایسا نہیں ہے کہ چیتنا کیلئے رشتے نہیں آئے لیکن چونکہ لالہ جی بے حد لالچی انسان تھے اس لئے وہ دوسروں کو بھی اپنے اوپر قیاس کرتے تھے ۔ ان کو ایسا لگتا تھا کہ یہ سب دولت کی خاطر چیتنا سے شادی کے خواہشمند ہیں ۔ اس میں شک نہیں کہ ایسے لوگوں نے بھی رشتے بھیجے تھے لیکن ایسا بھی نہیں کہ سارے لوگ اسی قبیل کے تھے اور کوئی دولت کی خاطر بھی آتا تو اس میں غلط کیا تھا؟

لالہ جی کے بعد ان کا سارا مال ومتاع ان کی بیٹی کی وراثت تھی اور اس کے شوہر کو آپ سے آپ اس کا مالک بن جانا تھا لیکن اس حقیقت کا اعتراف لالہ جی نے اس وقت کیا جب چیتنا کی عمر ڈھلنے لگی تھی وہ تیس کی سرحد کو پار کرگئی تھی اور اب رشتوں کے آنے کا سلسلہ بھی رک گیا تھا۔ لوگوں نے سوچ لیا کہ اس لڑکی میں کوئی عیب ہے جس کے سبب اس کا باپ اسے پرائے گھر بھیجنا نہیں چاہتا۔

لالہ جی کا سارا کاروبار نہایت قابل اعتماد شراکت داروں کے ہاتھ میں تھا۔ لالہ جی نے قانونی ماہرین کی مدد سے ایسے کاغذات تیار کروا رکھے تھے کہ ان میں سے کسی کا دھوکہ دینا تقریباً ناممکن تھا۔ سب سے اہم بات یہ تھی دوکان کی ملکیت میں کوئی شریک نہیں تھا ساری جائیداد صرف اور صرف ان کے نام تھی اس لئے پارٹنرشپ سے الگ ہونے والے کیلئے اس جگہ سے دستبردار ہونا لازمی تھا ۔ اب مسئلہ صرف اخبار اور

بیٹی کا تھا۔ لالہ جی اس بابت مجھ سے پرامید تھے لیکن مجھے اس کا علم نہیں تھا۔

میں ان کا اخبار بھی سنبھال سکتا تھا اور بیٹی کی ذمہ داری بھی لے سکتا۔ میرے گھر جمائی بن جانے کی صورت میں چیتنا کو کسی پرائے گھر میں جانے کی ضرورت بھی نہیں تھی اور ایسے میں بڑھاپے کے اندر لالہ جی کی دیکھ ریکھ کا مسئلہ بھی حل ہوجاتا تھا۔ لالہ جی یہی سوچ کر مجھ پر احسانات کررہے تھے اور غالباً اسی موضوع پر گفتگو کرنے کیلئے دیوالی کے موقع پر گھر بلایا لیکن بے وقوف چیتنا مجھے بھائی بنانے پر تل گئی اس سے سارا کھیل بگڑ گیا۔ لالہ جی کو چنتا اس بات کی تھی کہ میری عمر چیتنا سے کم تھی اور ہندوستانی معاشرے میں زیادہ عمر والی دلہن معیوب سمجھی جاتی ہے۔

ایک ہفتہ بعد لالہ جی نے مجھے اپنے دفتر میں بلا کر بڑے احتیاط کے ساتھ چیتنا سے شادی کی پیشکش کی اور ان کی حیرت کا ٹھکانا نہ رہا جب انہوں نے دیکھا کہ میں بلاتوقف راضی ہوگیا۔ یہ دیکھ لالہ جی کا حوصلہ بڑھا انہوں نے کہا دیکھو بیٹے چیتنا بڑے نازوں کی پلی ہے۔ اس کا کسی اور گھر میں جابسنا ذرا مشکل ہوسکتا ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ جماہی راجہ ہمارے ہی غریب خانے میں آن بسیں تمہیں اس پر کوئی اعتراض تو نہیں ہے۔

میں بولا میرے لیے یہ اعزاز اور خوش نصیبی ہے۔

لالہ جی نے جب یہ دیکھا تو کچھ اور آگے بڑھے اور بولے دیکھو بیٹے کسی اخبار میں ملازمت کرنا اور اس کے مالک ہونے میں بڑا فرق ہے۔ مالک کی ذمہ داریاں بہت زیادہ ہوتی ہیں اس لئے مجھے ڈر ہے کہ اگر شادی کے بعد تمہارے قلم کی دھار اسی طرح تیز رہی تو نہ صرف اخبار بند ہوجائیگا بلکہ میری بیٹی بھی بلاسبب ابتلاء و آزمائش میں گرفتار ہوجائیگی۔

میں نے کہا لیکن میں اس بابت کیا کرسکتا ہوں؟

لالہ جی بولے اگر برا نہ مانو تو میں چاہتا ہوں تم اپنی ساری ماضی کی تحریریں اس اگنی میں جھونک دو جس کے پھیرے لے کر تم وواہ کے بندھن میں بندھو گے۔

www.urduchannel.in

کیا آپ چاہتے ہیں میں قلم پھینک کر صرف نوٹ گننے کی مشین بن جاوں۔

لالہ جی نے دیکھا کہ بات بگڑنے لگی ہے تو بولے نہیں بیٹے میں چاہتا ہوں کہ تم لکھنے پڑھنے کا کام ذرا احتیاط کے ساتھ کرو۔ سرکار دربار سے کوئی ایسا جھگڑا مول نہ لو کہ جس سے برسوں کا تعمیر شدہ محل زمین بوس ہوجائے۔

میں نے کہا لالہ جی چندن وعدہ کرتا ہے کہ کبھی آپ کو مایوس نہیں کرے گا۔

یہ سن کر لالہ جی خوشی سے پاگل ہوگئے اور انہوں نے اپنی بیٹی سے پوچھے بغیر شادی کی تیاری شروع کردی۔ لالہ جی مجھے سوچنے کا موقع نہیں دینا چاہتے تھے۔ میری شادی اس قدر جلدی میں ہوئی کہ میں نے نہ اپنے گھر والوں کو بتایا نہ بلایا۔ مجھے یقین تھا کہ میں جب بھی اپنی ماں کو اس کی اطلاع دوں گا وہ ناراض نہیں ہوگی۔

میری اور چیتنا کی ازدواجی زندگی ہنسی خوشی گزر رہی تھی۔ اس کو احساس تھا کہ میں نہایت نیک اور شریف النفس بندہ ہوں اور اپنی کم عمری کے باوجود اس کے والد کی شرائط پر نکاح کرلیا ہے اس لئے وہ بہت احسانمند تھی۔ لالہ جی اپنے فیصلے سے بے حد خوش تھے اس لئے کہ سارا کچھ ان کی توقعات کے مطابق ہوا تھا۔ وہ اپنی ایک ایک ذمہ داری میرے حوالے کرکے ریٹائرمنٹ کی جانب بڑھنے لگے تھے۔

ایک دن میں نے چیتنا سے کہا میری جان میں ایک بات تم سے کہنا چاہتا ہوں لیکن ڈرتا ہوں کہیں تم یا لالہ جی اس کا غلط مطلب نہ سمجھو یا برا نہ مانو۔

چیتنا بولی جی نہیں میرے سرتاج یہ کیسے ہوسکتا ہے میں آپ کی کسی بات کا برا مانوں؟ ہندو ناری تو اپنے پتی کو پرمیشور کے درجے پر رکھتی ہے۔

میں خوش ہوکر بولا وہ تو ٹھیک ہے لیکن پھر بھی رشتوں میں دراڑ پڑتے دیر نہیں لگتی اس لئے احتیاط ضروری ہے۔

آپ کی بات بجا ہے لیکن آپ جو سوچتے ہیں بلاتکلف کہیں۔

میں نے حوصلہ پاکر کہا چیتنا گاوں میں میری ایک بہت بوڑھی ماں ہے۔

اچھا لیکن آپ نے تو کبھی نہ ان کے بارے میں بتایا اور نہ شادی میں بلایا۔

جی ہاں بتایا اس لئے نہیں کہ کسی نے پوچھا ہی نہیں اور بلایا اس لئے نہیں کہ انہیں کہاں رکھتا اور ان کا خیال کون کرتا وہ بہت ضعیف ہیں؟

اچھا تو گاوں میں کون ان کی دیکھ ریکھ کرتا ہے؟

گاوں میں تو میرے بہت سارے اعزہ و اقارب ہیں۔ کوئی ان کی بھانجی ہے کوئی بھتیجی ہے۔ بھائی بہنیں بھابی نند اور ان کے بچے بالے سب ایک محلے میں رہتے ہیں اس لئے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

مسئلہ کیوں نہیں ہے؟ یہ گمبھیر سمسیاّ ہے ان کو آپ کے ساتھ ہونا چاہئے مجھے ان کی خدمت کرنی چاہئے۔ یہ میری غلطی ہے کہ میں نے اب تک ان کے بارے میں معلومات حاصل نہیں کی لیکن اب چونکہ مجھے پتہ چل گیا ہے اس لئے میں خود ان کے پاس جاوں گی اور ان کو اپنے ساتھ لاوں گی۔

چیتنا نے ایک نیا مسئلہ کھڑا کر دیا۔ میں بولا اگر وہ نہ آنا چاہیں تو؟

چیتنا بولی یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ دنیا کی کون سی ماں اپنے بال بچوں کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی الا یہ کہ کوئی بہت بڑی مجبوری ہو اور مجھے ایسا کچھ نظر نہیں آتا۔

لیکن وہ کہاں رہیں گی؟

یہیں ہمارے ساتھ اور کہاں؟ آپ یہ کیا بہکے بہکے سوالات کر رہے ہیں؟

لیکن اگر لالہ جی کو اعتراض ہوا تو؟

انہیں کیوں اعتراض ہوسکتا ہے؟ ویسے وہ میرے بابا ہیں میں انہیں سنبھال لوں گی تم ان کی فکر نہ کرو۔

پھر کیا تھا چیتنا نے لالہ جی سے بات کی اور انہوں نے اپنی بیٹی کی تائید کی مگر اس کو سمجھایا کہ چندن کے گاوں جانے کی زحمت نہ کرے۔ چندن اپنی ماں کو یہاں کوٹھی میں لے آئے گا اور وہ ہمارے ساتھ رہے گی لیکن چیتنا نہیں مانی۔ اسے اندیشہ تھا کہ کہیں میری ماں شہر آنے سے منع نہ کردے۔ اسے یقین تھا کہ اگر وہ خود جا کر ان سے ملے گی تو وہ انکار نہیں کرسکیں گی۔

www.urduchannel.in

چیتنا کو دیکھ کر میری ماں چاندنی دنگ رہ گئی اور دون بعد اس کے ساتھ شہر آنے پر راضی ہوگئی۔ اس نے سوچا بھی نہیں تھا کہ اس کا چندن ایسی اچھی بہو لے آئیگا۔ ان دودنوں میں ایک وقت کا کھانا بھی ہم دونوں نے اپنے گھر پر نہیں کھایا۔ سارا وقت رشتے داروں سے ملنے ملانے اور دعوتیں اڑانے میں نکل گیا۔

دہلی میں میری والدہ چاندنی جب لالہ جی کی کوٹھی میں آئی تو اس کے ہوش اڑ گئے۔ گھر کے اندر ایک خوشگوار ماحول بن گیا۔ مجھے لالہ جی کے ذریعہ باپ کا پیار ملنے لگا اور چیتنا کو چاندنی کی صورت ماں میسر آ گئی۔ ہم دونوں بچپن میں یتیم ہو گئے تھے لیکن شادی کے بعد زندگی کا وہ خلاء بھی پُر ہوگیا۔ سب کچھ ٹھیک ہو چکا تھا کہ ایک دن جب میں اپنے دفتر کیلئے نکلنے لگا تو چیتنا نے آکر بتایا بابا کی طبیعت خراب ہو رہی ہے۔

میں نے دیکھا وہ سانس لینے میں دقت محسوس کر رہے ہیں۔ داہنے ہاتھ میں شدید درد بھی تھا جو دل کی جانب سے نکل کر پھیل جاتا تھا۔ دو نوکروں کی مدد سے میں لالہ جی کو اسپتال لے گیا۔ لالہ جی کو انتہائی نگہداشت کے کمرے (آئی سی یو) میں بھرتی کر دیا گیا۔ ڈاکٹروں کا خیال تھا کہ ان پر دل کا بہت شدید دورہ پڑا ہے۔ میں نے چیتنا کو دلاسہ دینے کیلئے فون کیا تو اس نے بتایا کہ اچانک ماں جی کی طبیعت بگڑ گئی ہے اس لئے فوراً گھر آو اور انہیں بھی دواخانہ لے جاو۔

میرے گھر آنے تک چاندنی دیوی کا سورگ واس ہو چکا تھا۔ میں ان کے کریا کرم کی تیاری میں لگ گیا۔ اس دوران اسپتال سے فون آیا اور ڈاکٹروں نے بتایا کہ لالہ جی بھی کیلاش واسی ہو گئے ہیں میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کروں تو کیا کروں؟ میں اسپتال کی طرف دوڑا اور لالہ جی کی لاش کو لے کر کوٹھی میں واپس آیا جہاں چاندنی دیوی کو شمشان لے جانے کی تیاری ہو چکی تھی۔ اب لالہ جی کے آخری سفر کی تیاریاں شروع ہوگئیں۔ جاننے والوں کی آمد کا تانتہ لگ گیا۔

لالہ جی کے پھیلے ہوئے کاروبار میں کام کرنے والے ملازمین کی تعداد سیکڑوں تھی اس کے علاوہ ان کے دوست و احباب پاس پڑوس وغیرہ وغیرہ۔ لالہ جیت

رام جی کے سوگ میں کرول باغ کا بازار آدھے دن کیلئے بند کردیا گیا تھا۔ اس روز کرول باغ کی شمشان بھومی میں دولوگوں کا انتم سنسکار کیا گیا۔ دونوں کو اگنی دکھانے کی ذمہ داری مجھے ادا کرنی پڑی ۔ گھر آنے کے بعد چیتنا اور میں ایک دوسرے سے لپٹ کر بہت دیر تک زاروقطار روتے رہے ۔ ہم دونوں پھر ایک بار شعور کے عالم میں یتیم ہو چکے تھے۔ وہ ہمارا پہلی بار اور آخری بار ایک دوسرے کے ساتھ مل کر رونا تھا۔ اس کے بعد کوئی ایسا موقع نہیں آیا۔

چندن نے جب اپنی داستان ختم کی تو ماحول سوگوار ہوگیا تھا۔ اس نے پوچھا چنکو کیا تم میرے ماضی کے بارے میں مزید کچھ جاننا چاہتے ہو؟

چنکو بولا جی نہیں صاحب آپ کا بہت شکریہ۔

چندن بولا چنکو تمہیں یاد ہے کہ اس گفتگو کے آغاز میں تمہارے گھر پر میں نے کیا کہا تھا؟

جی ہاں جناب مجھے اچھی طرح یاد ہے آپ نے کہا تھا کہ تاریخ اپنے آپ کو دوہراتی ہے اور ایسا نہ صرف حکمرانوں کے ساتھ بلکہ ہم جیسے عوام کے ساتھ بھی ہوتا ہے فرق صرف یہ ہے کہ تاریخ کی کتابوں میں ہمارا ذکر نہیں ہوتا۔

چندن بولا بھئی کمال کی یادداشت ہے۔ تم نے میری بات کو لفظ بہ لفظ یاد کرلیا سچ تو یہ ہے کہ مجھے بھی صرف مفہوم یاد تھا الفاظ یاد نہیں تھے۔

آپ کی نوازش ہے۔ الفاظ ایسے متاثر کن تھے کہ قلب وذہن پر نقش ہو گئے۔

چندن بولا میں اسی فقرے پر اپنی آج کی گفتگو ختم کرتے ہوئے تمہیں بتاتا چلوں کہ میری بھی ایک بیٹی ہے میگھنا۔

چندن کی زبان سے یہ جملہ سن کر چنکو ہکا بکا رہ گیا۔ اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا اور وہ اگنی والی شرط بھی ہوگی۔

چندن نے کہا بے شک۔

چنکو بولا میں سوچوں گا۔

www.urduchannel.in

چندن نے کہا تم میں اور مجھ میں یہی ایک فرق ہے کہ جو کچھ میں بغیر سوچے سمجھے کردیا کرتا تھا وہی تم سوچ سمجھ کر کرتے ہو۔

چنکو نے پھر ایک بار چندن کا شکریہ ادا کیا اور چندن کمرے سے باہر نکل گیا۔

وہ اپنے آپ کو خاصہ ہلکا پھلکا محسوس کررہا تھا اور چندن بھی بے حد خوش تھا۔

وہ جانتا تھا کہ سوچ بچار کے بعد چنکو کا جواب کیا ہوگا؟

وقت کے ساتھ چندن کی دلچسپی اخبار سے کم ہوکر دوسرے کاروبار میں بڑھتی چلی گئی تھی۔ اسے اخبار کیلئے ایک قابلِ اعتماد اور باصلاحیت فرد کی تلاش تھی۔ چنکو سے ملنے کے بعد اس کو ایسا لگا تھا کہ شاید وہ اپنی منزل پر پہنچ چکا ہے۔

۱۲

اسٹار چینل پر شہرہ آفاق انٹرویو کے بعد تو منگیری لال عرف منگو کی لاٹری لگ گئی تھی۔ ویسے وہ خود نہایت آرزومند طبیعت کا مالک تھا لیکن اسی کے ساتھ حقیقت پسند بھی تھا۔ اس کے حسین سپنے ہواوں اور فضاوں میں لہرانے کے بجائے زمین کے اندر اپنی جڑیں پھیلاتے تھے۔منگو کو یقین تھا کہ ایک دن وہ کسی بڑے تالاب کی بڑی مچھلی ضرور بنے گا لیکن جانتا تھا کہ ہنوز دلّی دور است۔ فی الحال اس کے سامنے دو متبادل تھے۔ اول تو یہ کہ کسی بڑے تالاب کی چھوٹی مچھلی بن جائے یا چھوٹے تالاب کی بڑی مچھلی بننا پسند کرے۔

چنگو اور منگو میں بنیادی فرق یہی تھا چنگو کسی بڑے تالاب کی چھوٹی مچھلی بن کر پرسکون زندگی گذارنے کا قائل تھا لیکن منگو کا خیال تھا کہ بڑے تالاب کی چھوٹی مچھلیاں کبھی بھی بڑی مچھلی نہیں بن پاتیں ۔اس کو چونکہ بڑے تالاب کی بڑی مچھلی بننا تھا اس لئے پہلے مرحلے میں اس نے مجوزہ سماچار منورنجن نامی چھوٹے تالاب کو اسٹار جیسے بڑے تالاب پر ترجیح دینے کا فیصلہ کیا اور چنائی سیٹھ کے دفتر میں پہنچ گیا۔

چنائی سیٹھ نے بڑے ارمانوں سے فیشن چینل شروع کیا تھا لیکن بہت جلد ان پر انکشاف ہوا کہ مہنگائی کے سبب بہت کم لوگ فیشن کر پاتے ہیں اس لئے ان کا چینل دیکھنے والوں کی تعداد بھی بہت کم ہے۔ ٹی آر پی کم ہونے کے سبب مشتہرین متوجہ نہیں ہوتے۔ جو بھولے بھٹکے اشتہار دیتے بھی ہیں تو یہ کہہ کر ادائیگی سے مکر جاتے

www.urduchannel.in

ہیں کہ فیشن چینل پر اشتہار دیکھ کر پرانے گاہکوں نے بھی ہمیں خیر باد کر دیا ہے۔

اس صورتحال سے تنگ آ کر چنائی سیٹھ نے فیشن چینل کو دھارمک چینل میں بدل دیا۔ اب کیا تھا مختلف مندروں اور مٹھوں کے سادھو سنتوں کی لائن لگ گئی ۔ چنائی سیٹھ اپنے چینل کا وقت انہیں فروخت کر دیتے جس پر وہ پروچن سناتے۔ ایسا کرنے سے پہلے تو پروڈکشن کا خرچ ختم ہوگیا۔سارے پروگرام مفت میں بننے لگے اور پھر ان سادھو سنتوں کے بھکت وقت مقررہ پر ٹی وی کے سامنے آ کر بیٹھنے لگے ۔ان لوگوں نے سوشیل میڈیا کے ذریعہ اپنے دوست واحباب اور قرابت داروں میں اس کا پرچار شروع کر دیا اس طرح مفت میں چینل کی اشتہار بازی بھی ہونے لگی ۔

اس برقی دھرم پرچار سے سادھو سنتوں کے اچھے دن آ گئے۔ ان کے مندروں میں بھکتوں کی تعداد اور دان پیٹیوں میں دکشنا کی مقدار بڑھنے لگی جس کا ایک حصہ چنائی سیٹھ کی جیب میں آجاتا تھا ۔سنتوں کے بھکت اپنے سوامی کے پروگرام میں اشتہار دینا کارِ ثواب سمجھتے تھے اس لئے اشتہار کیلئے ترسنے والے چنائی سیٹھ کا یہ مسئلہ بھی حل ہوگیا۔مختصر یہ کہ فیشن چینل کا دھارمک سوروپ چل نکلا۔

اس خالص دھارمک چینل کی کامیابی کے بعد چنائی سیٹھ نے اپنے ایک نیم مذہبی تفریحی چینل کا آغاز کیا جس کا نام دھارمک منورنجن چینل تھا ۔ اس پر رامائن ، مہابھارت، وید ، پُران اور پنچ تنترا وغیرہ کی کہانیوں کو ڈرامائی انداز میں پیش کیا جاتا تھا۔ یہ چینل بھی کامیاب ہوگیا اس لئے کہ پاپ میوزک کی فحاشی وعریانیت سے بچنے کیلئے لوگ اس کو غنیمت جانتے تھے۔ اہل خانہ کے ساتھ خود بیٹھ کر دیکھتے اور اولاد کو ترغیب دیتے۔اس خاندانی تفریح نے بچوں اور بوڑھوں کو یکجا کر دیا تھا۔

یکے بعد دیگرے دو کامیابیوں نے چنائی سیٹھ کے حوصلے بلند کر دیئے ۔ اب وہ ذرائع ابلاغ کی دنیا کا بے تاج بادشاہ بن جانا چاہتے تھے۔ اسٹار چینل پر منگو کو دیکھ کر چنائی سیٹھ اس پر فدا ہوگئے۔وہ سمجھ گئے کہ یہ لمبی ریس کا گھوڑا ہے۔مونگیری لال عرف منگو سپنوں کا بہت بڑا سوداگر بھی تھا لیکن بدقسمتی سے کوئی بڑا گاہک اس کے ہاتھ

نہیں لگ رہا تھا۔چنائی سیٹھ میں منگوکو اپنے خوابوں کی تعبیر نظر آ گئی تھی۔منگو سے ملاقات کے بعد چنائی سیٹھ کو اندازہ ہوگیا کہ وہ صرف الفاظ کا بازیگر نہیں ہے بلکہ اس کا دماغ نادرافکاروخیالات کی آماجگاہ ہے۔اس کے پرواز کی بلندی روایتی ذہن کی رسائی پرے ہے۔ٹاٹ میں لپٹا یہ ہیرا عوام وخواص کی نگاہوں سے اوجھل ہے۔

چنکو نے چنائی سیٹھ کو اپنے مجوزہ خبروں کے چینل کو جلد از جلد شروع کرنے کا مشورہ دیا۔اس کی دلیل یہ تھی کہ ہندوستان جیسے غریب ملک میں عوام کی سب سے سستی تفریح سیاست ہے۔اس لئے خبروں کے چینل خوب چلتے ہیں۔اس دوکان پر مہنگائی کا کوئی اثر نہیں ہوتا بلکہ جب کوئی مکار سیاستداں کالا دھن واپس لاکر غریبی ہٹانے کا نعرہ بلند کرتا ہے تو ان چینلس پر ناظرین کی بھیڑ بڑھ جاتی ہے۔

منگو کی باتوں سے چنائی سیٹھ کو اپنے فیشن چینل کی ناکامی یاد آ گئی۔انہوں نے کہا یہ بات مبنی بر صداقت معلوم ہوتی ہے مٹھی بھر امیروں کو لبھانے کے بجائے کروڑوں غریبوں کا استحصال فائدے کا سودہ ہے۔

منگو نے تائید میں کہا اجلی خبروں کے اس کالے دھندے میں اوپر کی آمدنی بھی بہت ہے۔ ہمارے ملک میں اگر کوئی اپنا خون پسینہ ایک کرکے محنت سے کمائے تو اس بیچارے کو اچھی خاصی رقم ٹیکس کے طور پر ادا کرنی پڑتی ہے لیکن میز کے نیچے سے ہونے والی آمدنی پوری کی پوری جیب میں چلی آتی ہے۔اس کے بابت نہ لینے والا کچھ بولتا ہے اور نہ دینے والا زبان کھولتا ہے۔اس طرح گویا سرکاری سرپرستی میں زیر زمین دولت کا ایک خزانہ گردش کرتا رہتا ہے اور خواص الناس مستفید ہوتے رہتے ہیں۔

چنائی سیٹھ چنکو کی تجویز کے اس حصے سے خوش ہوگئے اور انہوں نے خبروں کے بازار میں قدم رنجا فرما کر نیا بیوپار کرنے کا اردہ کرلیا۔

منگو انہیں مبارکباد دیتے ہوئے بولا جناب صارفیت کے دور میں سیاست جھوٹ کے پنکھ لگا کر اڑتی ہے اور ذرائع ابلاغ پر دھن برساتی ہے۔سرمایہ داروں اور سیاستدانوں کے گٹھ جوڑ سے سیاسی ابلاغ میں مال و دولت کی ریل پیل ہے۔ اندھا

www.urduchannel.in

دھند سماچار بنانے والوں اور دکھانے والوں کے وارے نیارے ہیں۔

چنائی سیٹھ نے اس کا شکریہ ادا کیا اور بولے مجھے خوشی ہے کہ اس نئے سفر میں تم جیسا ذہین نوجوان میرا دست راست ہے۔ہم ان جدید مواقع کا استعمال کرکے اپنی تجوری بھریں گے۔

منگو بولا لیکن جناب یہاں پہلے ہی بہت مسابقت ہے۔اس لئے ہمیں بڑی تیاری کے ساتھ اس تالاب میں اترنا ہوگا۔

چنائی سیٹھ بولے مجھے اس کا اندازہ ہے مگر یقین بھی ہے کہ تمہاری ذہانت اور تنوع پسندی سے ہمارا نیا چینل بہت جلد کامیابیوں کو بلندیوں پر پہنچ جائے گا۔تم کورے کاغذ کی طرح ہو منگو تم پر کسی سیاسی جماعت کا ٹھپّہ نہیں ہے اس لئے ہم تمہاری مدد سے تمام سیاسی جماعتوں کو اپنا گاہک بنا سکیں گے۔

بات آگے بڑھانے سے قبل چنائی سیٹھ بولے ہونا تو یہ چاہیے کہ اس موقع پر جشن منایا جائے لیکن ابھی اور باتیں باقی ہیں اس لئے پارٹی کو شام تک موخر کرتے ہیں۔کیا خیال ہے؟

منگو نے بھرہور تائید کی اس لیے کہ وہ اس خوشگوار ماحول کا پورا پورا قائدہ اٹھا لینا چاہتا تھا۔ چنائی سیٹھ کو شیشی میں اتارنے کا یہ بہترین موقع تھا۔

چنائی سیٹھ نے فون پر مدھوبالا کو چائے ناشتہ لانے کا حکم دیا اور جب وہ چائے کی کشتی رکھ کر جانے لگی تو سیٹھ نے کہا تم کہاں جارہی ہو؟ یہیں بیٹھو اور ہماری باتوں کو غور سے سنو۔ ہمارے نئے چینل میں تمہیں اہم ذمہ داری ادا کرنی ہے۔

مدھوبالا کاغذ قلم سنبھال کر ایک طرف بیٹھ گئی۔ چنائی سیٹھ نے منگو سے سوال کیا تمہارے خیال میں خبروں کے حوالے سے پرائم ٹائم کیا ہے۔اس لئے کہ مذہبی اور نیم مذہبی چینل کے اہم ترین اوقات ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ دھارمک چینل پر سب سے زیادہ لوگ علیٰ الصبح ہوتے ہیں جبکہ تفریح کیلئے خواتین دوپہر اور مرد شام کا وقت پسند کرتے ہیں۔

منگو بولا میرے خیال میں خبریں دیکھنے کے لیے صبح ۷ سے ۹ اور شام میں ۷ تا ۱۰ بجے کے درمیان سب سے زیادہ ناظرین ٹی وی کے سامنے رہتے ہیں۔

چنائی سیٹھ نے پوچھا تمام ہی چینلس پر صبح کے پروگراموں میں جو یکسانیت پائی جاتی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

اس کی وجہ یہ ہے کہ صبح میں کسی کو فرصت نہیں ہوتی اور دفتر جانے کی جلدی میں لوگوں کو جو بھی دکھا دیا جائے دیکھ لیتے ہیں۔ صبح میں شاذونادر ہی چینل بدلا جاتا ہے۔

ہمیں اپنے چینل کی انفرادیت قائم کرنے کیلئے کیا کرنا ہوگا؟

میرا خیال ہے کہ آپ کے مذہبی چینل کا تقدیر کے ستارے والا پروگرام دلچسپی کا سبب بن سکتا ہے۔ ہر آدمی جاننا چاہتا ہے کہ اس کا دن کیسے گذرے گا؟

چنائی سیٹھ نے کہا وہ بھی میں کئی چینلس پر دیکھ چکا ہوں۔

مجھے پتہ ہے لیکن وہ لوگ ماحول نہیں بناتے۔ ان کا اینکر سرے سے ماہر فلکیات نظر ہی نہیں آتا اور نہ وہ معقول زبان بولتا ہے اس لئے کوئی اسے سنجیدگی سے نہیں لیتا۔ آپ کے دھارمک چینل سے اگر اصلی دھرماچاریوں کو اس میں شامل کیا جائے تو لوگوں کا اعتماد بڑھے گا۔

اچھا یہ بتاؤ کہ کس قسم کی خبریں صبح کے اوقات میں پسند کی جاتی ہیں؟

رات میں عام طور پر کوئی نئی واردات نہیں ہوتی اس لئے جو کچھ ناظرین شب میں سونے سے قبل دیکھ چکے ہوتے ہیں وہی باسی مال صبح میں پروسنا پڑتا ہے۔ صبح چونکہ سیاسی خبریں تازہ نہیں ہوتیں اس لئے سماجی، تعلیمی اور تفریحی چیزوں کو پیش کیا جانا چاہئے اس لئے کہ ہر انسان خوشگوار موڈ میں دن شروع کرنا چاہتا ہے۔

چنائی سیٹھ نے گم سم مدھو بالا سے کہا مجھے امید ہے تم یہ باتیں نوٹ کر رہی ہو؟

مدھو بالا نے جواب دیا جی ہاں میں لکھنے کے علاوہ ریکارڈ بھی کر رہی ہوں تاکہ اگر کوئی بات لکھنے سے رہ جائے تو اسے سن کر شامل کیا جاسکے۔

چنائی سیٹھ نے تعریفی لہجے میں کہا منگو یہ ہمارے چینل کی صدا بہار بلبل ہے

www.urduchannel.in

جو ہر سرد و گرم میں ساتھ رہی۔ فیشن چینل پر مقبولیت کے بعد جب سادھو سنتوں کے تعارف پر اسے مامور کیا گیا تو وہ خوش ہوکر اسے مینکا کہنے لگے اور اب دھارمک ڈراموں کے اندر مشکل ترین کردار میں اپنے فن کا لوہا منواتی ہے۔

منگو بولا تب تو انہیں ہر فن مولا کہنا چاہیے۔

یہ خوبصورت اور نہایت ذہین ہے۔ میں اپنی ہر منصوبہ بندی کی نشست میں اسے شریک رکھتا ہوں۔ یہ ہمارے چینلس کے ریڑھ کی ہڈی جو ہے۔

منگو بولا مثال کچھ جمی نہیں سیٹھ صاحب۔

اچھا تو تم ہی اس کیلئے کوئی بہتر تمثیل بیان کردو۔

میں تو کہوں گا کہ یہ آپ کے چینلس کا دھڑکتا ہوا دل ہے کہ جس کی نغمگی سارے جہان میں گونجتی ہے۔

اپنی تعریف سن کر مدھو بالا شرما گئی اور بولی زہے نصیب یہ آپ کا حسنِ نظر ہے ورنہ یہ کنیز ••••••••

چنائی سیٹھ بولے لگتا ہے تمہیں مغل اعظم ازبر ہے۔

منگو نے کہا اگر مغل اعظم کے مکالمہ مدھو بالا کو یاد نہ ہوں تو کس کو•••••

چنائی سیٹھ نے بات کاٹ دی اب تم سلیم نہ بنو ورنہ میرے طوطے اڑ جائیں گے اور مجھے مہابلی اکبر اعظم بن جانا پڑے گا۔

مدھو بالا نے کہا آپ لوگوں کی دلچسپ گفتگو سن کر مجھے خیال ہو رہا ہے کہ کیوں نہ اپنے تفریحی چینل پر مغل اعظم کا سلسلہ شروع کیا جائے۔ مہابھارت کے تو کئی ٹی وی ورژن آچکے ہیں مگر مغل اعظم نامی ٹی وی سیریل کا خیال کسی کو نہیں آیا۔

منگو بولا جی ہاں چنائی سیٹھ مجھے حیرت ہے کہ آپ کے پاس انارکلی موجود ہے پھر بھی آپ نے مغل اعظم بنانے کی کوشش کیوں نہیں کی؟

چنائی سیٹھ بولے دراصل مجھے ابھی تک دلیپ کمار نہیں ملا تھا اس لئے میں نے ان خطوط پر نہیں سوچا لیکن اب مل گیا ہے اس لئے مغل اعظم ضرور بنے گی۔

مدھوبالا بولی سر اگر برا نہ مانیں تو ایک بات کہوں؟

نہیں اس میں برا ماننے کی کیا بات ہے بولو۔

سر بات یہ ہے اس ٹی وی کی مغل اعظم میں سلیم جو بھی ہو لیکن اکبر ۔۔۔۔۔

مدھوبالا خاموش ہوگئی منگو نے جملہ پورا کیا۔ مہابلی یہی ہوں گے۔

چنائی سیٹھ نے کہا ایک شرط پر کہ انارکلی تم اور سلیم یہ ہو۔ چلو کھانا کھاتے ہیں کافی وقت ہوگیا اور مجھے تو ڈاکٹر کی صلاح کے مطابق ہر دو گھنٹے میں کچھ نہ کچھ کھانا ہی چاہیے۔ ورنہ سر چکرانے لگتا ہے۔

مدھوبالا فوراً اٹھی اور کہا ٹھیک ہے آپ لوگ پانچ منٹ بعد کھانے کی میز پر تشریف لائیں میں تب تک خوردونوش کا بندوبست کرتی ہوں۔

مدھوبالا کے اندر جاتے ہی منگو چنائی سیٹھ کے ساتھ باہر آ گیا۔

منگو! ایک بات بتاو تمہارے سامنے تو کئی آفرس تھے پھر تم نے میرے ساتھ کام کرنے کو ترجیح کیوں دی؟

اس سوال کا حقیقی جواب منگو کیلئے نقصان دہ تھا اس لئے وہ ایک نیا جھوٹ گھڑ کر بولا سچ تو یہ ہے کہ آپ کے اسٹوڈیو کا یہ گھریلو ماحول میرے پاوں کی زنجیر بن گیا۔ یہاں پر کس قدر اپنائیت ہے ایسا محسوس ہی نہیں ہوتا کہ ہم کسی دفتر میں ہیں۔ سارا عملہ گویا ایک بڑے خاندان کا حصہ جس کا نہایت خلیق سربراہ چنائی سیٹھ ہے۔

تم نے میرے دل کی بات کہہ دی منگو۔ میرے چینل دھارمک منورنجن کے سارے پروگرام یہیں بنتے ہیں۔ اس پر کام کرنے والے سارے لوگ اسٹوڈیو کے ملازم بلکہ میرے افرادِ خانہ ہیں۔ قلمکار صبح سے شام تک رامانند ساگر اور بی آر چوپڑہ وغیرہ کی رامائن اور مہابھارت کا چربہ اپنے الفاظ میں ڈھالتے رہتے ہیں۔ ہدایتکار اپنی ذمہ داری نبھاتے ہیں اور اداکار اپنا کام کرتے ہیں۔ کوئی بھجن لکھتا ہے تو کوئی اسے موسیقی سے سجاتا ہے۔ سب ایک دوسرے کا معاون و مددگار ہیں کوئی مالک یا ٹھیکیدار نہیں ہے۔

تو کیا یہ چمیلی، رنگیلی، وجینتی اور مدھوبالا وغیرہ؟

www.urduchannel.in

یوں سمجھ لو کہ یہ سب میری بیٹیاں ہیں۔ ان پر دست درازی تو دور کوئی نگاہِ غلط بھی نہیں ڈال سکتا اس لئے کہ کسی کو سزا دینے کیلئے چنائی سیٹھ پولس یا عدالت کا محتاج نہیں ہے۔

منگو کو ایسا محسوس ہوا کہ گویا چنائی سیٹھ اس کو دھمکی دے رہا ہے۔ اس نے سن رکھا تھا کہ چینلس کی دنیا میں آنے سے قبل چنائی سیٹھ زیرزمین سامراج کا مالک تھا لیکن اب اس پر انکشاف ہوا گو کہ رسی جل چکی ہے مگر اس کے بل نہیں گئے۔

چنائی سیٹھ اپنے موبائل پر مخصوص ڈائل ٹون سن کر سمجھ گیا کہ کھانا لگ چکا ہے وہ بھجن کے انداز میں بولا' چلو بلاوہ آیا ہے کھانے نے بلایا ہے'۔

کھانے کی میز پر پھر سے چینل کی منصوبہ بندی شروع ہوگئی۔ سیٹھ جی نے پوچھا اچھا تو شام کے تین گھنٹوں کی بابت تمہارا کیا خیال ہے؟

میں تو سوچتا کہ ہم لوگ ہر آدھے گھنٹے میں صرف پانچ منٹ خبر سنائیں اس طرح تین گھنٹے کے اندر صرف آدھا گھنٹہ خبروں کیلئے ہو۔

خبروں کے چینل اس قدر کم خبر؟

اس سے بار بار ایک خبر کو دیکھنے کی زحمت سے ناظرین کو نجات مل جائیگی۔

اس تجویز کو سن کر مدھوبالا چونک پڑی اور درمیان میں کہہ دیا کیا زبردست بات ہے۔ میں تو خبروں کے چینل اسی لئے نہیں دیکھ پاتی کہ ایک ہی بات آخر انسان بار بار کیسے دیکھے اور ویسے بھی بریکنگ نیوز لکھ کر آتی ہی رہتی ہے۔

جی ہاں ہمیں بھی غیر اہم خبروں کو سنانے کے بجائے پڑھانے پر اکتفاء کرنا چاہئے تاکہ دوہرانے کی نوبت ہی نہ آئے۔

چنائی سیٹھ نے پوچھا ٹھیک ہے آدھا گھنٹہ ہوگیا باقی ڈھائی گھنٹوں کا کیا؟

میرے خیال میں اگر دھارمک اور اوردھارمک تفریحی چینلس کا تجربہ دوہرا دیا جائے تو خبروں کی دنیا میں تہلکہ مچ جائیگا اور معاشی مشکلات بھی حل ہو جائیں گی۔

چنائی سیٹھ کی سمجھ میں بات نہیں آئی مگر مدھوبالا سمجھ گئی اس لئے جب انہوں نے

پوچھا کہ یہ کیسے ممکن ہے؟

مدھوبالا بولی کیوں نہیں ہم لوگ جس طرح ڈی سی پر وقت سادھوسنتوں کو وقت فروخت کردیتے ہیں اسی طرح یہاں سیاستدانوں کو بیچ دیں۔

منگو بولا جی ہاں بالکل درست۔ میں تو کہتا ہوں تم یہاں کیا کررہی ہوتمہیں تو کسی سیاسی جماعت میں ہونا چاہئے۔

چنائی سیٹھ کی قہرآلود نگاہوں کو دیکھ کرمنگو بولا میں تو یونہی مذاق کررہا تھا۔

چنائی سیٹھ قہقہہ لگا کر بولے میں بھی مذاق میں دیکھ رہا تھا۔

مدھوبالا ڈر گئی کہیں مذاق مذاق میں بات بگڑ نہ جائے۔وہ بولی دھارمک تفریح والی بات میرے بھی سر کے اوپر سے نکل گئی۔

منگو نے کہا کیا تم اخبار میں سیاسی طنزومزاح نہیں پڑھتیں مثلاً نشیمن اخبار کا تھپڑاخیں کالم یا انقلاب میں ارتضی نشاط کی رباعی۔

ہاں ضرور پڑھتی ہوں۔

اس میں اور کلدیپ نیر کے سنجیدہ تجزیہ میں کیا فرق ہے؟

چنائی سیٹھ بولے' آدھی حقیقت اورآدھا فسانہ' ہوتا ہے۔

زبردست! آپ نے پروگرام کا نام تجویز کردیا۔ ہم ایسا ہی ایک پروگرام رات ۸ سے ۹ کے درمیان پیش کریں گے جبکہ سب سے زیادہ ناظرین ٹی وی کے سامنے ہوتے ہیں۔

مدھوبالا بولی کیا میں پورا نام تجویز کرسکتی ہوں۔

چنائی سیٹھ نے کہا کیوں نہیں۔ بولو۔

''کہتا ہے منگو سارا زمانہ۔آدھی حقیقت آدھا فسانہ''۔

چنائی سیٹھ نے تالی بجا کر کہا بھئی زبردست آج تمہیں کیا ہوگیا ہے۔تم نے تو منگوعرف منگیری لال کو بھی مات دے دی مجھے نہیں پتہ تھا کہ •••••

مدھوبالا بولی یہ تو ان کی صحبت کا اثر ہے۔

www.urduchannel.in

چنائی سیٹھ بولا پھر وہی مغل اعظم۔

جی نہیں اس نے تو ''میرا نام جوکر'' رکھ دیا۔ خیر یہ بتاو کہ سیاسی طنزومزاح میں اور سنجیدہ تبصروں میں کیا چیز مشترک ہے؟

مدھوبالا بولی کردار اصلی ہوتے ہیں، پس منظر بھی حقیقی ہوتا ہے لیکن واقعات اور مکالمات میں خرد برد کی جاتی ہے۔

بالکل درست چنائی سیٹھ بولے لیکن اگر کوئی ہمارے خلاف عدالت میں پہنچ جائے یا ہمارے دفتر میں گھس کر توڑ پھوڑ کردے تو لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔

دیکھئے سیٹھ اخبار میں ایسے مضامین ہر روز شائع ہوتے ہیں مگر وہ ردعمل نہیں ہوتا لوگ کارٹون کو کارٹون سمجھتے ہیں اس پر ناراض نہیں ہوتے۔ ویسے اگر ہم یہ اعلان لکھ دیں کہ اس خیالی داستان سے مماثلت اتفاقی ہے تو قانونی تحفظ بھی مل جائیگا۔

مدھوبالا بولی سیٹھ جی ویسے اگر کسی فلم کے خلاف احتجاج ہوجائے یا کسی اخبار کے دفتر پر حملہ ہوجائے تو مادی نقصان کی بھرپائی انشورنس والے کردیتے ہیں مگر اس سے عوامی مقبولیت میں بے پناہ اضافہ ہوجاتا ہے۔

سیٹھ جی اگر آپ کی ناراضگی کا خطرہ نہ ہوتا تو میں پھر سے وہی کہتا •••••۔

چنائی سیٹھ مسکرا کر بولے دیکھو میں اس مدھوبالا کو خوب جانتا ہوں۔ یہ میٹھے پانی کی مچھلی سیاست کے گندے تالاب میں جی نہیں سکتی۔ ویسے اگر تم چاہو تو میں نئے چینل کی مقبولیت بڑھانے کیلئے پرانے دوستوں سے حملہ کروادوں؟ لیکن تمہارے خیال میں اس سماچار چینل کا نام کیا ہو میں تو سماچار درشن سوچ رہا تھا۔

اس نیم سیاسی اور نیم تفریحی چینل کا بہتر نام سماچار منورنجن ہونا چاہیے۔

پھر تو ہر آدھے گھنٹے میں ایک بارفیشن چینل کی حسیناوں لیلی، چمیلی اور وجینتی وغیرہ کو خوب بن ٹھن کر اپنی دلفریب اداوں کے ساتھ خبریں سنانے کیلئے آنا پڑے گا۔

چنائی سیٹھ نے کہا اگر ایسا ہوا تو سارے دل پھینک عاشق مزاج نوجوان فلمی چینل چھوڑ کر سماچار منورنجن سے مقناطیس کی مانند چپکے رہیں گے۔

۱۳

فیشن ٹی وی کا نیا چینل سماچار منورنجن دن دونی رات چوگنی ترقی کررہا تھا۔ عام آدمی پارٹی کی غیر معمولی مقبولیت کے پس منظر میں اس پر ہر شام ایک خاص پروگرام نشر ہوتا ہے ''آم کے آم گٹھلیوں کے دام'' جس کی اینکر مس مدھو بالا اپنے خاص انداز میں اہم سیاسی موضوعات پر صحافی اور دانشور حضرات سے گفتگو کرتی تھی۔ اس پروگرام میں کبھی کبھار سیاسی اور فلمی ہستیاں بھی شریک ہوجایا کرتی تھیں۔

اتوار کی شام کو اس کے ناظرین کی تعداد سب سے زیادہ رہتی تھی اس لئے ایک خصوصی سلسلہ وار سیاسی ڈرامہ ''کمل چھاپ زعفرانی چائے خانہ'' شروع کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس ڈرامہ کا خالق منگو تھا۔ سماچار منورنجن نے یہ بھی طے کیا کہ اس ڈرامے کو نشر کرنے سے قبل مدھو بالا اپنے مخصوص انداز میں ناظرین سے منگو کا تعارف کرائے گی۔ منگو اس کا پس منظر بتائے گا تاکہ عوام اس سے بھرپور تفریح حاصل کریں۔ اس پروگرام کے آخر اور درمیان میں مناظر کی مناسبت سے فلمی نغمے پیش کرنے کا کام مدھو بالا کو دیا گیا تاکہ لوگ یکسانیت سے بور نہ ہوں۔

اس سلسلے کی ابتدا میں مدھو بالا نے ایک اجنبی کے طور منگو کا تعارف کرایا۔ وہ اپنے مخصوص انداز میں ہاتھ جوڑ کر بولی بھائیو اور بہنو آج ہمارے مہمان بالکل تازہ آم کی طرح ہیں۔ یہ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جو مختلف سیاسی جماعتوں کے ترجمان ہیں اور جن کو اپنی پارٹی کے ہر غلط کام کا جواز پیش کرنے کی تنخواہ ملتی ہے۔ یہ ان

www.urduchannel.in

دلالوں میں سے بھی نہیں ہیں جو اجرت کے عوض کسی بھی ملزم کی وکالت کیلئے جنتا کی عدالت میں شور پکار کرنے لگتے ہیں۔ یہ عام آدمی ہے مونگیری لال عرف منگو۔

کیمرا گھوم کر منگو کی طرف آیا اور پھر سے مدھو بالا کی طرف لوٹ گیا جو کہہ رہی تھی ان کے نام کی خاص بات یہ ہے اگر اسے ذرا سا بگاڑو تو انگریزی میں آم یعنی مینگو ہو جاتا ہے۔ خیر اس سے پہلے کہ میں منگو لال جی سے کچھ کھٹے میٹھے سوال کروں چاہتی ہوں کہ ان کے ماضی کے بارے میں اہم معلومات پیش کروں۔

اس سے پہلے کہ مدھو آگے بولتی منگو بیچ میں بول پڑا مس مدھو بالا کیا آپ نے مجھے آم کا درخت سمجھ لیا ہے جو خاموشی کے ساتھ ٹھنڈا سایہ اور میٹھے پھل دیتا ہے۔

مدھو بالا بولی جی نہیں ہم نے آپ کو بولنے کیلئے بلایا ہے۔

اچھا! مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی ورنہ میں تو سمجھ رہا تھا کہ صرف آپ ہی بے تکان بولتی رہیں گی اور میں بھی ناظرین کی مانند آپ کو دیکھ دیکھ کر خوش ہوتا رہوں گا۔

منگو کا اس طرح درمیان میں بولنا طے شدہ منظر نامہ کے خلاف تھا بلکہ تعارف کے بعد سوال پوچھنے پر اسے خطاب کرنا تھا۔ اس طرح اچانک درمیان میں کود جانے سے مدھو بالا خاصی پریشان ہوگئی تھی اور اس کیلئے پروگرام کو آگے بڑھانا مشکل ہوگیا۔ سامعین کو منگو کی برجستگی پسند آئی اور وہ مدھو کی گھبراہٹ پر خوش ہو گئے۔

مدھو بالا اپنے آپ کو سنبھال کر بولی جی ہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ خود اپنا تعارف کرائیں۔

اس سوال کے جواب میں مونگیری لال نے خاص فلسفیانہ انداز میں اپنا چہرہ بگاڑ کر کہا عام آدمی کا اتہاس بہت پرانا ہے۔ آپ کیا چاہتی ہیں کہ میں کس یگ سے شروع کروں، ست یگ سے تریتا سے یا•••••••

مدھو بالا درمیان میں بول پڑی جی نہیں آپ اتنے دور نہ جائیں بس کل یگ بلکہ صرف یہ بتائیں کہ آج کل آپ کیا کرتے ہیں؟

میں فی الحال 'کمل چھاپ زعفرانی چائے خانہ چلاتا ہوں'

بہت خوب مدھو بولی بڑا منفرد نام رکھا ہے آپ نے اپنے چائے خانے کا؟

آپ کی پسندیدگی کا شکریہ۔نوازش۔

اچھا یہ بتائیں کہ آپ کو یہ چائے خانہ کھولنے کا خیال کیوں آیا؟

ویسے تو اس کی بھی طویل تاریخ لیکن اگر میں مختصر بتاوں تو جدید ہندوستان کی تاریخ میں ۳۰ مئی ۲۰۱۵ سنہری حروف میں لکھے جانے کا حقدار ہے۔اس لئے کہ اس روز وزیراعظم نے حلف برداری کے ۳۷۰ دنوں کے بعد پہلی مرتبہ سچ بولنے کی جرأت کی۔اس دن کی غیر معمولی اہمیت اس لئے بھی ہے کہ ممکن ہے دوبارہ وہ ایسی غلطی کبھی نہ کریں یہاں تک کہ ان کی مدت عمل ختم ہو جائے۔

مدھو نے درمیان میں روک کے پوچھا جناب عالی چونکہ وزیراعظم کی کذب بیانیوں کے ٹھاٹیں مارتے سمندر میں سے سچ کا موتی ڈھونڈ نکالنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں اس لئے برائے کرم آپ خود اس کی تفصیل بتلائیں ورنہ ہمارے ناظرین پریشان ہو جائیں گے۔

منگو بولا جی نہیں ایسی بات نہیں ملک بچہ بچہ جانتا ہے کہ انہوں نے کہا تھا ''جو اچھے دن آنے والے تھے آچکے''۔اس مختصر سے کوزے میں سمندر سمایا ہوا ہے۔ اس کے ایک معنی تو یہ ہے کہ ان کے اپنے اچھے دن آچکے ہیں اور اب ان کے اس سے بہتر دن نہیں آئیں گے۔

بہت خوب جناب اپنے اس معرکتہ الآرا جملے کا یہ مطلب تو وہ خود بھی نہیں جانتے ہوں گے۔اب دوسرے معنیٰ بتانے کی بھی زحمت فرمائیں۔

اسٹوڈیو میں مانیٹر کے سامنے بیٹھا چنائی سیٹھ سوچ رہا تھا کہ اس مدھو بالا کو منگو سے ملتے ہی نہ جانے کیا ہو جاتا ہے وہ مغل اعظم کی زبان بولنے لگتی ہے۔اس کا کچھ کرنا پڑے گا۔منگو نے کہا اس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ ان کے سب سے بڑے بھکت گوتم اڈانی کے بھی اچھے دن آچکے ہیں۔جن کے خزانے میں ایک سال کے اندر ۴۸ فیصد کا اضافہ ہوا ہے اور جس طرح پردھان سیوک سیاست کے میدان میں اول مقام پر ہیں

www.urduchannel.in

اسی طرح وہ بھی دھن دولت کے بازار میں پہلے نمبر پر پہنچ گئے ہیں۔

ناظرین میں سے جن لوگوں کو شروع میں یہ دھوکہ ہوا تھا کہ منگو بی جے پی نواز ہے ناراض ہونے لگے اور یرقانی خاندان کے مخالفین کی باچھیں کھلنے لگیں۔مدھو نے پوچھا ہاں تو ہمارے ناظرین اس کا تیسرا مطلب جاننے کیلئے بے چین ہیں۔

کیوں نہ ہوں؟ اس لئے کہ تیسرا اہم ترین مطلب یہ ہے کہ عوام اب اچھے دنوں کی توقع کرنا چھوڑ دیں۔فی الحال جو دگرگوں صورتحال ہے وہی ان کے ''اچھے دن'' ہیں۔اس سے اچھے دن کبھی نہیں آئیں گے۔

مدھو بالا کا چہرہ اتر گیا۔اس نے روہانسی آواز میں کہا منگو جی یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔اگر یہ اچھے دن ہیں تو برے دن کس کو کہتے ہیں؟

منگو بولا اس سوال کا جواب پردھان منتری جی نے اپنی بھاشن میں دیا ہے۔ ان کے مطابق حزب اختلاف کے برے دن آچکے ہیں اور وہ ہمیشہ رہیں گے۔

یہ تو حزب اختلاف کے بارے میں پیشن گوئی ہے لیکن ہم جیسے عام لوگوں کے بارے میں انہوں نے کیا کہا؟

اس بابت ان کی خاموشی گواہ ہے کہ اب عوام کے برے دن ان کے ساتھ ہی جائیں گے۔

یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں منگو جی! ناظرین کا کچھ تو خیال کیجئے وہ سب ٹی وی بند کر کے بھاگ جائیں گے۔

تو کیا آپ چاہتی ہیں کہ میں جھوٹ بولوں؟ اور ناظرین بھاگ کر بھی کہاں جائیں۔آپ نے وہ مشہور نغمہ نہیں سنا

اجی روٹھ کر اب کہاں جایئے گا
جہاں جایئے گا ہمیں پایئے گا

مدھو بالا بولی ہم ایسا کرتے ہیں کہ اپنے ناظرین کا غم غلط کرنے کیلئے درمیان میں یہ رومانی نغمہ دکھاتے ہیں اور پھر بریک کے بعد حاضر ہوتے ہیں۔

ٹی وی کے پردے پر اچانک ۱۹۶۵ء کی سپرہٹ فلم آرزو کا نغمہ دکھایا جانے لگا۔کسی سیاسی پروگرام میں گلوکارہ لتا منگیشکر کی خوبصورت آواز اور شنکر جے کشن کا مدھر سنگیت کیا کہنے۔حسرت جے پوری کے بول اداکارہ سادھنا اور راجندرا کمار کے دل کی آواز بن گئے تھے۔ بریک کے دوران ناظرین کے بھاگ جانے کا خطرہ ٹل گیا تھا۔

بریک کے بعد مدھو بالا بولی

جو دل میں ہے ہونٹوں پہ لانا بھی مشکل،
مگر اس کو دل میں چھپانا بھی مشکل
نظر کی زباں سے سمجھ جایئے گا،
سمجھ کر ذرا غور فرمایئے گا
اجی روٹھ کر اب •••••

خلاف توقع منگو نے کہا یہ آپ ناظرین کو کہاں بھیجنے لگیں میں تو کہتا ہوں :

یہ کیسا نشہ ہے، یہ کیسا اثر ہے،
نہ قابو میں دل ہے، نہ بس میں جگر ہے
ذرا ہوش آلے چلے جایئے گا،
ٹھہر جایئے گا، ٹھہر جایئے گا،
اجی روٹھ کر اب •••••

مدھو گھبرا کر بولی جناب آپ میری بات کا غلط مطلب سمجھے ۔ میں تو اچھے دنوں کے آس میں جینے والوں کے دل کی کیفیت بیان کررہی تھی۔ بھکت تو نہ اپنی مشکل زبان پر لاسکتے ہیں اور نہ چھپا سکتے ہیں اوپر سے آپ مایوسی بڑھا رہے ہیں

بہلانے پھسلانے کے دن لد گئے اب ہمیں ہوش میں آجانا چاہئے۔آج کل ایک عجیب نحوست ملک پر منڈلا رہی ہے۔ پہلے بے موسم کی برسات نے تباہی مچائی اس کے بعد زلزلہ آ گیا۔زمین کے بعد سورج غضب ناک ہوگیا اور دو ہزار سے زیادہ لوگ جان بحق ہوگئے۔موسم باراں کی آمد آمد تھی محکمۂ موسمیات نے اعلان کیا کہ اس

www.urduchannel.in

سال پھر قحط کا امکان ہے۔

لیکن اس میں پردھان جی کا کیا قصور؟ ان کے اقتدار سنبھالنے کے بعد اگر یکے بعد دیگرے آسمانی آفات کا نزول شروع ہوجائے تو وہ کیا کرسکتے ہیں؟

یہ آپ نے درست کہا لیکن ہم یعنی عوام بھی تو ہاتھوں پر ہاتھ دھرے نہیں بیٹھ سکتے ہمیں تو کچھ نہ کچھ کرنا ہی ہوگا۔

ہم کیا کرسکتے ہیں؟ مزید چار سال تو برداشت کرنا ہی پڑے ہے۔

ایسا آپ کیوں سوچتی ہیں؟ ہندوستان کی عوام نے بی جے پی کو کامیاب کیا۔ پارٹی اپنا رہنما بدل بھی تو سکتی ہے؟

خیر اس کا تو کوئی امکان نہیں ہے آپ کوئی اور حل بتائیں ۔

اس کا کوئی اور حل نہیں ہے حکومت ترقی کی شرح کم کرچکی ہے اور مہنگائی میں اضافہ کا امکان ظاہر کیا جاچکا ہے یہی وجہ ہے کہ حصص مارکٹ میں گراوٹ آئی ہے۔ یونیٹیک جیسی بڑی کمپنی کے شیئر ۵۰ فیصد نیچے چلے گئے ہیں۔

مدھو بولی جی ہاں کل اسی پروگرام ایک ماہر معاشیات بتا رہے تھے ایک طرف شیئر بازار نیچے کی جانب دوسری جانب ڈالر کی قیمت اوپر کو چل پڑی ہے ۔ ایسے میں وہ بیچارے جائیں تو کہاں جائیں؟

وہ دنیا بھر تو گھوم چکے اب اسرائیل جانے کا پروگرام بنا رہے ہیں۔

آپ ناظرین کو بہت مایوس کررہے ہیں اس لئے کوئی تو خوشخبری سنائیں؟

کیا آپ نے نہیں سنا کہ عالمی بازار میں تیل کی قیمتوں میں کمی پردھان جی نے بڑے فخر کے ساتھ اپنے آپ کو خوش قسمت کہا تھا؟

سنا تو ہے لیکن نہ پٹرول کا بھاو کم ہورہا ہے اور نہ ڈیزل کا اس لئے قیمتوں کی اس کمی سے عوام کا تو کوئی بھلا نہیں ہوا۔

پہلے آپ مجھ پر مایوسی پھیلانے کا الزام لگا رہی تھیں اور اب خود وہی کرنے لگیں ۔ یہ منگو کا نہلے پہ دہلا تھا۔

مدھو بالا بولی پردھان جی تو چلے گئے لیکن آپ تو یہیں بیٹھے بیٹھے میرے سوال کا جواب دینے کے بجائے مجھے اِدھر اُدھر ٹہلا رہے ہیں۔ یہ نہیں بتا رہے ہیں کہ آخر یہ چائے خانہ کھولنے کا خیال آپ کو کیوں اور کیسے آیا؟

کیوں کا جواب تو بہت آسان ہے۔ آج کل ہر چائے والے کو لگتا ہے کہ وہ کبھی نہ کبھی وزیراعظم بن جائیگا لیکن کیسے کا جواب مشکل ہے۔

اگر ایسا ہے تو منگو جی اس جواب کو آئندہ اتوار تک موقوف کردیتے ہیں۔ اس لئے کہ آج کا وقت ختم ہوا لیکن کیا میں یہ توقع کروں کہ آئندہ ہفتہ آپ اپنے موضوع سے انحراف کرنے کے بجائے سوالات کے سیدھے جواب دیں گے؟

منظرنامہ سے ہٹ کر یہ سوال مدھو بالا نے شرارتاً اپنی جانب سے بڑھا دیا تھا اس کے جواب میں منگو کو بھی شرارت سوجھی اور وہ ایک دم سے بگڑ کر بولا کیا آپ کے چینل پر مہمانوں کے ساتھ ایسا اہانت آمیز سلوک کیا جاتا ہے۔ اگر مجھے پتہ ہوتا تو میں کبھی اِدھر کا رخ نہ کرتا خیر غلطی ہوگئی اب دوبارہ یہاں قدم نہ رکھوں گا۔ یہ کہہ کر منگو اپنی جگہ سے اٹھا اور سیٹ سے باہر کی جانب چل پڑا۔

منگو کے اس رویہ سے سارا عملہ پریشان ہوگیا۔ پروگرام کے ہدایتکار دنیش کرمارکر نے گھبرا کر ۱۹۶۵ء کی فلم میرے صنم کا مشہور نغمہ ''جایئے آپ کہاں جائیں گے۔ یہ نظر لوٹ کے پھر آئے گی'' چلا دیا۔ ناظرین کو اوپی نیر کی موسیقی اور مجروح کی شاعری نے اپنی جانب متوجہ کرلیا۔

اس بیچ مدھو بالا اور کرمارکر یہ طے کرنے میں جٹ گئے کہ آگے کیا جائے؟

کرمارکر نے مدھو سے پوچھا یہ آخر میں تم نے اپنی طرف سے کیا بڑھا دیا؟

مدھو بولی اس بددماغ منگو نے نہ جانے کتنی بار منظرنامہ سے انحراف کیا مگر میں برا ماننے کے بجائے اسے سنبھالتی رہی اب آخر میں ایک مرتبہ میں نے وہی کیا تو اس میں ایسے ناراض ہونے کی کیا بات ہے؟

کرمارکر بولا منگو ایک لاابالی طبیعت کا آدمی ہے۔ اس سے احتیاط لازمی ہے

www.urduchannel.in

وہ تو خیر مجھے اس گانے کی سوجھی ورنہ سارا کھیل بگڑ جاتا۔

مدھو نے پوچھا اب کیا کیا جائے؟

کرمارکر بولا نغمہ ختم ہونے والا ہے تم یہ بات اپنے دماغ سے نکال دو کہ منگو نے کیا کردیا۔ آگے سب کچھ طے شدہ منصوبے کے مطابق ہوگا۔

گانے کے بعد مدھو بالا ناظرین سے مخاطب ہوکر بولی مجھے امید ہے کہ یہ نیا سلسلہ آپ کو پسند آیا ہوگا اور ابھی تو ابتداء ہے جیسے جیسے یہ آم میرا مطلب ہے مینگو پکتا جائیگا اس کا سواد بڑھتا جائیگا۔ آج کیلئے اجازت دیجئے آئندہ ہفتہ ہماری ملاقات ہوگی اسی وقت آپ کے پسندیدہ پروگرام ''آم کے آم گٹھلیوں کے دام میں''۔

۱۴

منگو جیسے ہی باہر نکلا اس کو چمیلی نے بتایا چنائی سیٹھ آپ کے منتظر ہیں۔ منگو شکریہ ادا کر کے چنائی سیٹھ ک کمرے میں چلا گیا۔ چنائی سیٹھ نہیں جانتے تھے کہ اختتام میں کیا گڑ بڑ ہوئی۔ ان کے خیال وہ سب طے شدہ تھا۔ اس لئے وہ بہت خوش تھے۔ منگو کو دیکھ انہوں نے کہا بھئی کمال ہو گیا۔ تمہارا تو پرو موہی ہٹ ہو گیا۔ تم دونوں نے کمال اداکاری کی مدھو بالا کے چہرے سے تو ایسا لگتا تھا کہ واقعی اس کے ہاتھ سے طوطے اڑ گئے ہیں۔ میں نے تو محسوس کیا کہ مدھو بالا کا پونر جنم ہو گیا ہے۔

حاسد منگو پر مدھو کی اس قدر تعریف گراں گزری وہ بولا آپ ایسا کریں کہ مغل اعظم کے بجائے نیا ٹی وی سیریل شروع کریں 'مدھو بالا کا پونر جنم' رام قسم بہت چلے گا۔

مدھو بالا کا پونر جنم یہ کیا بات ہوئی میری سمجھ میں نہیں آیا؟

میں سماچار منورنجن کی نہیں دھارمک منورنجن کی بات کر رہا تھا۔ پونر جنم تو ویسے بھی ہندو آستھا کا اہم حصہ ہے۔ آپ کے بے شمار ناظرین اس پر وشواس رکھتے ہیں۔ اس لئے آپ آستھا کے نام پر جو بھی دکھائیں گے وہ چلے گا اور آپ کا کام بھی چل جائیگا۔ اگر چاہیں تو انت میں کسی دھرماچاریہ سے اس پر مختصر پروچن بھی کرا دیں۔

چنائی سیٹھ سنجیدہ ہو گئے انہوں نے کہا آئیڈیا اچھا ہے۔ میرے خیال میں ہندو شاستروں کے اندر بہت ساری پونر جنم کی کہانیاں مل جائیں گی۔

کہانیاں کیوں مدھو بالائیں مل جائیں گی! کرمار کر کو اس کام میں لگا دیجئے۔

www.urduchannel.in

چنائی سیٹھ پونر جنم کے چکر میں بہت دور نکل گئے تھے واپس آ کر بولے یار جنم جنمانتر کا چکر چھوڑو تمہارے 'کمل چھاپ زعفرانی چائے خانہ' کے دوران ہی مجھے آپ کے دفتر سے فون آیا اور ان کے رابطہ عامہ کے سربراہ نے اس سلسلے کے سرپرستی کی پیشکش کر دی۔ بھئی یہ تو کمال ہو گیا۔

کون شنکر تو نہیں تھا۔ منگو نے تکا لگایا جونشانے پر بیٹھا۔

اوہو تم اسے کیسے جانتے ہو؟

میں کس کس کو جانتا ہوں اور کون کون مجھے جانتا ہے یہ آپ نہیں جانتے۔

(قہقہہ لگا کر) میں تو بس اتنا جانتا ہوں کہ تم بہت پہنچے ہوئے •••••

ٹھیک ہے وہ بہت چھوٹا مہرہ ہے میں آپ کو سسودیہ سے ملاوں گا۔ اصلی زمامِ کار تو انہیں کے ہاتھ میں ہے۔

یار منگو کار تو سمجھ میں آ گئی یہ زمام کس کو کہتے ہیں؟

(ہنس کر) سیٹھ جی زمام کا مطلب لگام ہوتا ہے۔

لیکن لگام تو گھوڑے کو لگتی ہے کار میں اس کا کیا کام؟

یہ انگریزی کار نہیں بلکہ فارسی کار ہے۔

ارے بھئی کار تو کار ہے انگریزی ہو جاپانی، چینی ہو یا اطالوی کسی کا لگام سے سروکار نہیں ہوتا۔ کار کو لگام لگانے والی بات تو میری سمجھ میں نہیں آتی۔

اچھا زبان کو لگام لگانے والی بات سمجھ میں آتی ہے۔

(چونک کر) یہ محاورہ تو ہم بچپن سے سنتے آئے ہیں۔

اچھا تو یہ بتائیے کہ ننھی سی زبان پر لگام لگانا زیادہ مشکل ہے یا گاڑی پر؟

ارے بھئی منگو زبان پر وہ گھوڑے والی لگام تھوڑی نا لگتی ہے۔

وہی تو میں بھی کہہ رہا ہوں کہ کار پر بھی گھوڑے والی لگام نہیں لگتی۔

چلو مان لیا لیکن کار کو لگام کی ضرورت ہی کیا ہے؟

منگو کو مزہ آنے لگا وہ بولا اچھا بتائیے کہ گھوڑے کی لگام کیا کام کرتی ہے؟

لگام کھینچو تو گھوڑا رک جاتا ہے۔اس کا رخ لگام کی مدد سے بدلا جاتا ہے۔

اچھا تو گاڑی چلاتے وقت یہ سب نہیں کرنا پڑتا؟

کیوں نہیں بریک، کلچ اور اسٹیرنگ کی مدد سے یہ سارے کام کئے جاتے ہیں یہی تو فرق ہے جاندار گھوڑے اور بے جان کار میں ۔عقلمند گھوڑے کیلئے ایک لگام کافی ہے لیکن احمق گاڑی کیلئے تین تین آلات کی ضرورت پیش آتی ہے۔

لیکن پھر بھی انہیں لگام تو نہیں کہتے ۔

اب آپ جو چاہیں کہیں چمیلی کو الیلی کہہ دیں ، مدھو بالا کو وجینتی مالا کہہ دیں کیا فرق پڑتا ہے۔ویسے بھی ہر سیریل میں ان کے نام مختلف ہوتے ہیں۔فارسی زبان میں کار مطلب کام ہوتا مثلا کاریگر یعنی کام کرنے والا۔

اوہو آج کاریگر کا مطلب معلوم ہوا لیکن کام پر لگام والی بات پھر بھی سمجھ میں نہیں آئی ۔

وہی زبان والی بات اگر زبان پر لگام نہ لگائی جائے تو کیا ہوتا ہے؟

حادثہ پیش آتا ہے یوں سمجھو کہ کام بگڑ جاتا ہے۔

آپ نے خود اپنے سوال کا جواب دے دیا سیٹھ جی کام بگڑ جاتا ہے۔

(زوردار قہقہہ) بھئی منگو قسم خدا کی منطق میں تمہارا جواب نہیں ناظرین کی مانند اب مجھے بھی کمل چھاپ زعفرانی چائے خانے میں مہ نوشی کا اشتیاق ہو رہا ہے ۔

دیکھئے سیٹھ جی اگر آپ کے مسابقین نے آپ کی شراب نوشی مشہور کر دی تو دھارمک چینل کے سارے ناظرین بھاگ جائیں گے ۔

تم ابھی اس میدان میں نئے ہو۔ ہمارے سارے پراچین راجہ مہاراجہ ، دیوی دیوتا سوم رس کا سیون (نوش) کرتے تھے ۔ہم انہیں خوب خوشنما بنا کر دکھاتے ہیں اور اس کی مدد سے بڑی بڑی شراب کمپنیوں کے نام سے بکنے والے پانی کا اشتہار نشر کرتے ہیں ۔مہ خواروں کیلئے تو نام ہی کافی ہے۔

آپ پانی کا اشتہار نشر کرتے ہیں یا شراب کا؟

www.urduchannel.in

بھئی ہم تو نام مشتہر کرتے ہیں ۔اس کے پانی یا شراب ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔نام اور بوتل دیکھ کر شرابیوں کو رال ٹپکنے لگتی ہے۔

تو گویا آپ کا دھارمک چینل بھی شراب جیسی برائی کو پھیلانے کا کام کرتا ہے

دیکھو منگو ہم لوگ تشہیر کا کاروبار کرتے ہیں ۔ ہماری وفاداری اپنے گاہک سے ہے۔ وہ ہمیں جس شئے کی تشہیر کی قیمت دیتا ہے ہم ایمانداری سے اس کا پرچار کر دیتے ہیں۔کوئی امرت لائے یا زہر ہم اس کے ساتھ تفریق و امتیاز کا معاملہ نہیں کرتے۔اب خریداروں کی مرضی پر ہے کہ وہ سونا خریدیں یا مٹی ۔ ہمارا کوئی اختیار نہ دوکاندار پر ہے اور نہ خریدار پر۔

لیکن سیٹھ جی لوگ اپنی اولاد کو اچھے سنسکار سے لیس کرنے کیلئے دھارمک چینل دیکھتے ہیں اور ہم انہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔

منگو میں اس میدان کے پرانا کھلاڑی ہوں۔ میں تو یہ جانتا ہوں دودھ بے حد مفید اور ضروری شئے ہے اس کے باوجود دودھ والے کو گھر گھر جا کر بیچنا پڑتا ہے جبکہ شراب کیلئے مہ خوار دوکانوں اور مہ خانوں کی جانب دوڑے چلے جاتے ہیں ۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کیلئے تم پریشان ہو۔کیا تم اس کی وجہ بتا سکتے ہے؟

سیٹھ جی یہ خلش میرے ذہن میں بھی تھی لیکن شراب کے خلاف خواتین کے احتجاج سے مجھے اپنے سوال کا جواب میں مل گیا۔

اچھا وہ کیسے؟

پہلے تو میں یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ آخر خواتین ہی شراب کے خلاف بڑے پیمانے پر سڑکوں پر کیوں اترتی ہیں مرد کیوں نہیں نکلتے حالانکہ مردوں کی بھی بہت بڑی تعداد شراب نوشی نہیں کرتی ؟

جی ہاں یہ دلچسپ فرق ہے مگر میں نے اس پر غور نہیں کیا۔

دراصل مردوں کے شراب پینے سے پورا گھر برباد ہوتا ہے اور گھر کی نگراں تو عورت ہے وہ اپنے خاندان کی تباہی نہیں دیکھ سکتی اس لئے سراپا احتجاج بن جاتی ہے۔

لیکن منگو اس کا میرے سوال سے کیا تعلق؟

اس تناظر میں غور کیجئے کہ بفرضِ محال دودھ والے کی طرح شراب والا بھی گھر گھر پہنچنے لگے تو یہ خواتین اس کا کیا حشر کریں گی؟ وہ اسی بوتل سے شراب فروش کا سر پھوڑ دیں گی۔ اس لئے دودھ والے کی طرح اس کا استقبال ممکن نہیں ہے۔

چلو تمہاری بات مان لیتے لیکن جو شراب پیتا ہے وہ خود اپنے عمل کا سزاوار ہے ہم بیچ میں کہاں سے آ گئے؟

سیٹھ جی کیا ہماری اپنے سماج کے تئیں کوئی ذمہ داری نہیں ہے؟

(غمناک ہوکر) ایک زمانے میں تمہاری طرح میں بھی سماج کے بارے میں سوچتا تھا لیکن وقت کے ساتھ سب کچھ بدل گیا۔ کالج سے نکل چنا سوامی زیرزمین دنیا کا چنا دادا بن گیا اور جب واپس آیا تو چنائی سیٹھ تھا۔ سب کچھ بدل گیا منگو سب کچھ۔

لیکن سیٹھ اچھا ہی ہوا جو آپ دادا گیری چھوڑ اس مہذب پیشے میں آ گئے۔

نہیں منگو! میرا خیال تم سے مختلف ہے۔ چنائی سیٹھ سے چنا دادا اچھا تھا۔

منگو نے حیرت سے سوال کیا! وہ کیوں؟ یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں؟

میں یہ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ چنا دادا کا ظاہر اور باطن یکساں تھا۔ وہ چنائی سیٹھ کی مانند سفید پوش بھیڑیا نہیں تھا۔ وہ لوگوں کے سامنے پیپسی کی بوتل میں شراب ڈال کر پینے کیلئے مجبور بھی نہیں تھا۔

اور چنا سوامی؟

وہ تو فرشتہ تھا فرشتہ۔ آج جب میں اس کے بارے میں سوچتا ہوں تو مجھے یقین ہی نہیں آتا کہ وہ میں تھا۔ مجھے تو لگتا ہے بھری جوانی میں چنا سوامی کا قتل ہوگیا۔

منگو نے بے ساختہ ایک احمقانہ سوال کر دیا۔ کس نے اسے قتل کیا؟

چنا دادا نے اور کس نے؟ تم نے میری بات دھیان سے نہیں سنی اور یہ چنائی سیٹھ جو تمہارے سامنے بیٹھا ہے نا یہ چنا دادا کا قاتل ہے۔ اس نے دادا کا گلا گھونٹ کر اسے مار ڈالا۔ یہ قاتل ہے قاتل۔ جب یہ احساس جرم مجھے کچوکے دیتا ہے تو میں اپنے

www.urduchannel.in

ضمیر کی آواز کو دبانے کیلئے شراب کے نشے میں ڈوب جاتا ہوں لیکن افسوس کہ بہت جلد وہ تالاب بھی میری سڑی گلی لاش کو اوپر اچھال دیتا۔ کنارے پر پھینک دیتا ہے۔

منگو کے سامنے چنائی سیٹھ کی شخصیت کھل گئی تھی۔ منگو کو اس سے ہمدردی ہونے لگی تھی وہ جانتا تھا اب چنائی کیا کرنے والا اس لئے جلدی سے سوال کیا سیٹھ جی میرے ایک آخری سوال کا جواب دیجئے۔ یہ سب کیوں اور کیسے ہوا؟

اس سوال کا جواب بھی تمہارے پروگرام کے آخری جواب جیسا ہے۔ کیوں کا جواب مختصر مگر کیسے کا طویل !!! حرص و ہوس کی شاہراہ پر جلد از جلد اوپر اٹھنے کی اندھا دھند خواہش نے میری بینائی چھین لی اور میں پستیوں کے دلدل میں دھنستا چلا گیا۔ مجھے خبر ہی نہیں ہوئی اور جب احساس ہوا تو واپسی کے سارے راستے مسدود ہو چکے تھے۔

چنائی سیٹھ نے چمیلی کو پکارا جو حکم کی منتظر تھی اور منگو سے کہا جاو! تم اب جا سکتے ہو۔

میں آج نہیں جاوں گا سیٹھ جی اگر آپ اجازت دیں تو میں بھی آپ کے ساتھ پہلی بار .....

چنائی سیٹھ کو معصوم چنا سوامی یاد آ گیا جو پہلی بار پانڈو حوالدار کے اصرار پر ڈرا سہما ساغرومینا کی دنیا میں آیا تھا اور پھر واپس نہیں ہوا لیکن منگو خود برضا و رغبت اس دلدل میں قدم رکھنے کیلئے بے چین تھا۔ چنائی سیٹھ نے پوچھا منگو! کیوں تمہیں آج اس لال پری کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

چنائی سیٹھ آپ نے میرا ضمیر جگا دیا۔ کیا ہم خبر فروش سفید پوش عوام کو فریب نہیں دیتے۔ وہ ہم پر اعتماد کرتے ہیں اور ہم ان کی پشت میں چھرا گھونپ دیتے ہیں۔ وہ سچ جاننے کیلئے ہمارے پاس آتے ہیں اور ہم سچائی کی میٹھی پرت کے اندر جھوٹ کا زہر ان کے گلے سے اتار دیتے ہیں۔ چنا دادا تو ایک بار میں قتل کر دیتا تھا ہم بار بار نہ جانے کتنے لوگوں کی کردار کشی کرتے ہیں اور پھر بھی .....

چمیلی ایک بوتل اور دو جام لے کر پہنچ چکی تھی۔

چنائی سیٹھ نے جوش میں آ کر اعلان کیا یہ جامِ صحت مونگیری لال عرف منگو

کے نام ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ بہت جلد اتوار کی شام کو ۸ سے ۹ بجے تک شہر میں کرفیو کا ماحول ہوگا ۔ ہرکس و ناکس ٹی وی کی کھڑکی سے زعفرانی مہ خانے میں جھانکے گا۔

منگو بولا مہ خانہ نہیں چائے خانہ چنائی سیٹھ۔

ایک ہی بات ہے منگو کیا چائے خانہ اور کیا مہ خانہ۔ سب یکساں ہے!!!

دو چار گھونٹ نے منگو کو مدہوش کر دیا۔ اب اس کے کانوں میں میرے صنم فلم کا وہ نغمہ گونج رہا تھا جس پر پروگرام ختم ہوا تھا:

جایئے آپ کہاں جائیں گے
یہ نظر لوٹ کے پھر آئیگی
دور تک آپ کے پیچھے پیچھے
میری آواز چلی آئیگی

کچھ دیر بعد جب لال پری کا نشہ سر چڑھ کر بولنے لگا تو آشا پاریکھ کی جگہ مدھو بالا آ گئی اور بسواجیت کی جگہ اس نے لے لی ۔ چار پیگ کے بعد چنائی سیٹھ نے جاتے ہوئے اپنے نوکروں کو حکم دیا اسے یہیں سلا دو۔ یہ اس کی شب عروسی ہے۔ پہلی رات کوئی گھر نہیں جاتا اب یہ صبح میں جائیگا۔

چنائی سیٹھ تو ایسے گئے جیسے کہ کچھ ہوا ہی نہ ہو لیکن منگو رات بھر اسٹوڈیو کے مہمان خانے میں ایک ہی نغمہ دیکھتا رہا۔ سابقہ فیشن چینل کے شاندار مہمان خانے میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی ۔ ساری دیواریں نیم عریاں خواتین کی قدآدم تصاویر سے اٹی پڑی تھیں اور ان کے درمیان مونگیری لال عرف منگو مستقبل کے حسین سپنے بن رہا تھا کہ اچانک سورگ کی اپسرا مدھو بالا کی آہٹ نے خوابوں میں خلل ڈال دیا۔ منگو نے چونک کر سوال کیا میں کہاں ہوں؟

مدھو بالا کو یہ سوال اٹپٹا سا لگا وہ بولی کیا آپ واقعی نہیں جانتے کہ کہاں ہیں یا مجھ سے دل لگی کر رہے ہیں؟

منگو ہنس کر بولا مجھے وشواس ہے کہ میں سورگ لوک میں ہوں۔

www.urduchannel.in

یہ کیسے ہوسکتا ہے سوامی ۔ میں جو آپ کے سامنے ہوں ۔

مدھو بالا کے زبان سے سوامی سن کر منگو اس پر فدا ہوگیا اور بولا کیوں ؟ اپسرائیں اگر سورگ میں نہیں تو کیا نرک میں ہوتی ہیں؟

مدھو بالا کھلکھلا کر بولی ست یگ کی اپسرا کو کل یگ میں سورگ سے فیشن چینل کے اسٹوڈیو میں بھیج دیا گیا ہے۔ اگر وشواس نہ ہو تو ۔۔۔۔۔۔ یہ کہہ کر مدھو بالا نے تالی بجائی اور اس کی پکار پر چمیلی ، رنگیلی، اور وجینتی مہابھارت کے سیٹ سے اٹھ کر منگو کے خواب میں چلی آئیں ۔میک اپ میں وہ سب جنت کی حور بنی ہوئی تھیں لیکن اس سے قبل کے منگو ان سے دل لگی کرتا چنائی سیٹھ بھسما سور کے بھیس میں نمودار ہو گئے اور چیخ کر بولے ارے تم سب یہاں کیا کر رہی ہو؟ جاو اپنا کام کرو۔ ساری لڑکیاں ایک ایک کر کے جانے لگیں مگر مدھو بالا اپنی جگہ سے نہیں ہٹی ۔

چنائی سیٹھ نے پوچھا مدھو کیا تم نے میرا حکم نہیں سنا ؟

مدھو بولی اب میں صرف اپنے خوابوں کے شہزادے کی کنیز ہوں ۔ اگر یہ حکم دیں گے تو میں آگ میں کود جاوں گی اور اگر کہیں گے تو ساری دنیا کو آگ لگا دوں گی ۔

مدھو بالا کے تیور دیکھ کر چنائی سیٹھ سہم گئے ۔ انہوں نے کہا میں نے بڑی محنت سے یہ سامراج کھڑا کیا ہے خدا کیلئے مجھ پر رحم کرو۔

منگو حیرت سے یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ چنائی سیٹھ دُم دبا کر باہر جا رہے تھے۔

منگو نے مدھو بالا سے کہا تم نے تو چمتکار کر دیا۔ اس سورگ کے مالک کو ہی یہاں سے چمپت کر دیا۔

یہ عشق ہے سوامی جو لوہے کو موم بنا دیتا ہے چنائی کس کھیت کی مولی ہے۔

میں جانتا ہوں مدھو مجھے پتہ ہے ۔ میں تم سے معذرت چاہتا ہوں کہ اچانک پروگرام سے اٹھ کر چلا آیا مجھے ڈر تھا کہ تم ناراض ہو جاوگی لیکن کمال ذہانت کا مظاہرہ کرتے ہوئے تم نے وہ نغمہ چلا کر میرا دل جیت لیا۔

اس میں میرا کوئی حصہ نہیں تھا سوامی وہ تو کرمارکر کا دماغ تھا لیکن بہر حال

ہوا کا رخ بدل گیا ورنہ اپنے نئے چینل کا بیڑہ غرق ہوجاتا۔

یہ سن کر منگو کی آنکھ کھل گئی ۔صبح ہوچکی تھی اس نے آواز لگا کر مہمان خانے کے خادم ہنومان کو بلایا اور چائے کا حکم دے دیا۔ ہنومان نے بتایا کہ اس کو گھر پہنچانے کیلئے چنائی سیٹھ کی ہدایت کے مطابق گاڑی تیار ہے۔

منگو اپنے چہرے پر پانی مار کر دروازے کی جانب جارہا تھا تو میک روم کے اندر سے اسے کھسر پسر کی آواز سنائی دی ۔ وہ وہیں رک کر ہمہ تن گوش ہوگیا۔ اخبار کے مطالعہ میں غرق مدھوبالا سے رنگیلی سوال کررہی تھی اس سمع و بصر کے دور میں زمانۂ قدیم کے اخبارات کے اندر تمہاری دلچسپی میری سمجھ میں نہیں آتی ۔

مدھوبالا بولی دراصل کیمرے سے زیادہ مجھے قلم پر اعتبار ہے ۔

چمیلی بولی یہ لو ان کی سنو ہم تو سنتے آئے تھے آنکھوں دیکھا سچ اور کانوں سنا جھوٹ اور یہ اپنی آنکھوں سے کیمرے کی تصاویر دیکھ کر بھی ان پر اعتماد نہیں کرتیں ۔

دیکھو چمیلی مجھے اپنی آنکھ پر تو اعتماد ہے لیکن کیمرے کی آنکھ پر نہیں۔ کیمرہ چند ہاتھوں کے اختیار ہوتا ہے اور تم تو جانتی ہو کہ نشر ہونے سے قبل ایڈٹنگ کی میز پر کیا کچھ نہیں ہوتا ؟

لیکن قلم بھی تو کسی نہ کسی کے ہاتھ میں ہوتا ہے؟ یہ رنگیلی کا سوال تھا ۔ اس سوال نے منگو کی غلط فہمی کو دور کردی کہ خوبصورت لڑکیاں احمق ہوتی ہیں۔

مدھوبالا بولی تمہاری بات درست ہے۔لیکن تحریر خود گواہی دیتی ہے کہ کون مردِ آزاد اپنے دل کی بات لکھ رہا ہے کس کا قلم دولت کا غلام ہے۔

رنگیلی نے سوال کیا ۔کیا! آج کے مادہ پرستانہ دور میں بھی دل والے میرا مطلب ہے دل کی بات کہنے والے لوگ موجود ہیں ؟

مدھوبالا بولی کیوں نہیں! راجدھانی ایکسپریس کا یہ چمپو۔ اس کے حرف حرف سے سچائی ٹپکتی ہے ۔ میں تو اس کا کوئی مضمون نہیں چھوڑتی ۔

چمیلی نے کہا او ہو تو کون ہے وہ جو ہماری مدھو کے دل پر راج کرتا ہے؟

www.urduchannel.in

رنگیلی بولی میں نے اس کے بارے میں معلوم کرنے کی خاطر راجدھانی ایکسپریس سے رابطہ کیا تھا لیکن ان لوگوں نے یہ کہہ کر معذرت کرلی کہ جن صاحب کا یہ قلمی نام ہے وہ اپنے آپ کو گمنام رکھنا چاہتے ہیں ۔

چمیلی بولی حیرت ہے نام ونمود کے دور میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں ۔

مدھوبالا بولی یہی تو میں کہتی ہوں کہ ۔۔۔۔۔۔۔۔

منگو جانتا تھا کہ راجدھانی ایکسپریس میں چمپو کے نام سے اس کے دوست چنگو کے مضامین شائع ہوتے ہیں ۔اس سے رہا نہ گیا۔ اس نے دروازے پر دستک دے دی۔

مدھوبالا نے دروازہ کھول کر پوچھا ارے آپ اتنی صبح آگئے ؟ اس وقت تو کوئی نہیں آتا۔

اچھا تو آپ کیسے آگئیں اور کیا آپ بھوت پریت سے باتیں کررہی تھیں؟

جی نہیں رنگیلی درمیان میں بول پڑی ۔اس کا مطلب ہے اس وقت مرد نہیں آتے ۔ ہمارا کیا ہے؟ ہم لوگ آجاتے ہیں۔

منگو بولا ہاں اور گھر کے بجائے یہاں گپ شپ میں لگ جاتی ہیں ۔ایک ہی بات ہے گھر ہو یا دفتر کیا فرق پڑتا ہے۔

چمیلی منہ بسور کر بولی نہیں ایسی بات نہیں ۔ہم یہاں کام کرتی ہیں۔

جی ہاں سمجھ گیا کام مثلاً اخبار پڑھنا وغیرہ۔ یہ سن کر مدھوبالا کے ہاتھ سے اخبار زمین پر گر گیا۔منگو بولا اور سنو رنگیلی آئندہ اگر کوئی معلومات حاصل کرنا ہو تو اخبار کے دفتر میں فون کرنے کے بجائے مجھ سے رابطہ کرلینا کیا سمجھیں ۔

میں نہیں سمجھی رنگیلی نے جواب دیا۔

چمیلی بولی تو کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ راجدھانی ایکسپریس کا چمپو کون ہے؟

جی ہاں میرا دوست چنگو وہ کالم لکھتا ہے۔

مدھوبالا نے حیرت سے پوچھا تو کیا آپ انہیں جانتے ہیں؟

یہ بھی کوئی سوال ہے؟ چنکو اور میں بچپن کے لنگوٹیا یار ہیں۔

اچھا یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے۔ کیا مجھے ان سے ملا سکتے ہیں۔ میں ان کی بہت بڑی .....

سمجھ گیا۔ مداح ہوں۔ چنکو کے بہت سارے مداح ہیں مگر وہ میرا مداح ہے کیا سمجھیں؟

سمجھ گئی۔ رنگیلی بولی اور کل پروگرام کے بعد تو چنائی سیٹھ اور میں بھی اپنے فین کلب میں شامل ہو گئے ہیں۔

شکریہ نوازش لیکن ذرا اپنی اس سہیلی کو سمجھاو کہ سراب کے پیچھے بھاگنے کے بجائے حقائق سے آنکھیں چار کرے۔

منگو کے اس جملے کا مطلب کسی کی سمجھ میں نہیں آیا۔ مدھو بالا نے سوال کیا وہ تو ٹھیک ہے لیکن آپ مجھے اپنے دوست سے کب ملائیں گے؟

منگو بیزار ہو کر بولا کہو تو ابھی لے چل کر ملاقات کرادوں؟

ابھی ابھی تو آپ آئے ہیں۔

میں آیا نہیں! جا رہا ہوں۔ یہ کہہ کر منگو صدر دروازے کی جانب بڑھ گیا۔

چمیلی، رنگیلی اور مدھو کی سمجھ میں منگو کی یہ بات بھی نہیں آئی۔ مدھو بالا بولی اس پاگل کا تو آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔

رنگیلی نے تائید کی جی ہاں سب کچھ الٹا پلٹا ہے لیکن مجھے ڈر ہے کہ زعفرانی چائے خانے کے اندر کہیں تمہارا بھی سب کچھ الٹ پلٹ نہ جائے۔

مدھو بالا نے ڈانٹا چپ بدمعاش۔

اور تینوں سہیلیاں ہنس پڑیں۔

www.urduchannel.in

۱۵

مدھو بالا نے پھر ایک بار آم کے آم گٹھلیوں کے دام میں ناظرین اور منگو کا استقبال کیا منگو نے بھی ہاتھ جوڑ کر جواب دیا۔ اسی کے ساتھ ٹی وی کے پردے پر کونے میں ایک یہ لکھا جانے لگا کہ آپ ایک خیالی داستان دیکھ رہے ہیں۔ اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس کے کردار اور واقعات فرضی ہیں اور مماثلت اتفاقی ہے۔ مگر سچ تو یہ ہے کہ ان الفاظ کو کوئی بھی پڑھ نہیں رہا تھا۔ سارے لوگوں کی توجہ منگو اور مدھو کی جانب مرکوز تھیں۔ سب لوگ کمل کی حقیقت اور چائے خانے کا فسانہ جاننے میں دلچسپی رکھتے تھے۔

مدھو بالا بولی جی ہاں تو جناب آپ یہ بتا رہے تھے کہ کمل چھاپ زعفرانی چائے خانہ کھولنے کا خیال آپ کو کیسے آیا؟

جیسا کہ آپ جانتی ہیں میرا نام مونگیری لال ہے اور میرے حسین سپنے ساری دنیا میں مشہور ہیں۔ یہ چائے خانہ دراصل میرے ایک خواب کی تعبیر ہے۔

بہت خوب تو پہلے آپ اپنا خواب بتائیے اور پھر ہم اس کی تعبیر دیکھیں گے۔

جی شکریہ میں نے ایک دن سپنے میں دیکھا کہ ہمارے شہر جھمری تلیا میں ایک چائے کی دوکان کے کھلنے کا اعلان ہو رہا ہے۔ آب و تاب کے ساتھ قلب شہر میں ایک بڑا سا بورڈ آویزان کر دیا گیا ہے جس میں ایک جانب مرجھایا ہوا کمل اور دوسری جانب مسکراتے ہوئے چائے والے کی تصویر ہے درمیان میں لکھا ہے 'کمل چھاپ زعفرانی

چائے خانہ۔

مدھوبالا نے درمیان میں ٹوک کر پوچھا اچھا تو یہ خواب آپ نے ایک دن دیکھا یعنی آپ دن دہاڑے خواب دیکھتے ہیں۔

میں آپ کے اس سوال کا جواب ضرور دوں گا لیکن آپ پہلے یہ بتایئے کہ ایک دن میں کتنے گھنٹے ہوتے ہیں؟

یہ بھی کوئی سوال ہے؟ ساری دنیا جانتی ہے کہ ۲۴ گھنٹے۔

اچھا اگر چوبیسوں گھنٹے دن ہوتا ہے تو کیا رات نہیں ہوتی؟

مدھوبالا چکرا گئی۔ وہ بولی جناب رات بھی ہوتی لیکن کہنے کو یہی کہا جاتا ہے کہ ایک دن میں ۲۴ گھنٹے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جی ہاں جیسا کہ آپ نے ابھی کہا'' کہنے کو یہی کہا جاتا ہے کہ'' میں نے ایک دن خواب دیکھا حالانکہ وہ سپنا دن یا رات دونوں میں سے کسی ایک میں ۔۔۔۔۔

جی ہاں میں سمجھ گئی تو آپ چائے خانے کے اعلان کی بابت کچھ بول رہے تھے۔ برائے کرم اسے پورا کیجئے۔

آپ کی نوازش ہے لیکن کیا میں یہ توقع کروں کہ آپ درمیان میں کوئی اوٹ پٹانگ سوال نہیں کریں گی؟

میں معذرت چاہتی ہوں جناب۔

خیر کوئی بات نہیں اس بورڈ پر یہ خوشخبری درج تھی کہ چند ماہ کے اندر جب یہ چائے خانہ کھل جائیگا تو سب مل کر یہاں چائے پر چرچا کریں گے۔ چائے مفت ملے گی بسکٹ کفایتی داموں پر فراہم کئے جائیں گے۔ جن کی غذائیت اور ذائقہ ایسا ہوگا کہ لوگ کھانا بھول جائیں گے۔

گویا بھوک اور غربت کے مسائل اپنے آپ حل ہوجائیں گے؟

جی ہاں آپ نے درست سمجھا۔ اس بورڈ پر لکھا تھا اس چائے خانے میں پتی، شکر اور ایندھن بیرونِ ملک جمع کالے دھن کی واپسی سے مہیا کی جائیگی۔

www.urduchannel.in

یعنی اس چائے خانے کو چلانے کا بوجھ سرکاری خزانے پر نہیں پڑے گا؟

کیسی بات کرتی ہیں آپ اس سے خزانے کا بوجھ ہلکا ہوگا۔ پہلے کالا دھن سرکاری خزانے میں آئیگا اور پھر اس طرح کے کاموں پر خرچ کیا جائیگا۔

بہت خوب لیکن اس طرح کے اعلانات کے علاوہ بھی وہاں کچھ تھا؟

کیوں نہیں چائے خانے کے بورڈ کے اوپر لگے لاؤڈ اسپیکر پر صبح کے وقت نمونمو کے بھجن کیرتن، دوپہر میں ترقی وخوشحالی کے پرجوش ترانے اور شام میں ڈسکو کے کیف آگیں نغمے بجتے تھے۔

پھر اس کا کیا نتیجہ نکلا؟

لوگ اس شور شرابے میں کچھ ایسے مدہوش ہوئے کہ ایک سونامی چل پڑی جس میں ہاتھ، گھڑی، سائیکل، جھاڑو اور ہاتھی وغیرہ سب بہہ گئے۔

اچھا پھر اس تباہی کے بعد کیا ہوا؟

سونامی کا خمار اترا تو لوگ چائے خانے کی تعمیر کا وعدہ بھول گئے مگر میں نے اسے یاد رکھا اور سرکار کی مدد سے اس خواب کو شرمندۂ تعبیر کرنے میں لگ گیا۔ ایک سال کی محنت اور مشقت کے بعد پردھان جی کے آشیرواد سے گرو جی نے اس کا افتتاح کردیا۔

(چہک کر) آپ نے تو خواب کے ساتھ اس کی تعبیر بھی بتا دی۔ بہت خوب۔ اب ہم چاہتے ہیں آپ اس چائے خانے میں ہونے والی دلچسپ چرچا کی چند جھلکیاں بھی ہمارے ناظرین کو دکھائیں؟

منگو بولا مجھے پتہ تھا کہ آپ یہ مطالبہ ضرور کریں گی اس لئے میں اپنے چائے خانے میں لگے سی سی ٹی وی کی کچھ فلمیں اپنے ساتھ لے آیا تھا آپ چاہیں تو اپنے ناظرین کو دکھا سکتی ہیں۔

مدھوبالا نے اعلان کیا ہم ان جھلکیوں کو ضرور دیکھیں گے مگر بریک کے بعد

یہ اعلان سن کر منگو نے ناراضگی سے ایک سرد آہ بھری۔

مدھو بالا نے ناظرین کی جانب دیکھ کر کہا ہمارے اس مہمان کا دل رکھنے کیلئے اور آپ لوگوں کا دل بہلانے کیلئے آیئے ۱۹۷۱ کی فلم بن پھول کا مشہور نغمہ سنیے جسے آنند بخشی نے لکھا اور لکشمی کانت پیارے لال نے موسیقی سے نوازہ۔ اسی کے ساتھ پردے پر ببیتا تھرکنے لگی اور گانا چل پڑا:

آہیں نہ بھر ٹھنڈی ٹھنڈی، خطرے کی ہے ٹھنڈی
گرم گرم چائے پی لے، نرم نرم ہاتھوں سے،
گرم گرم چائے پی لے

بریک کے بعد منگو نے کہا ناظرین تو لیجیے آپ کی خدمت حاضر ہے۔کمل چھاپ زعفرانی چائے خانے کی آدھی حقیقت آدھا فسانہ۔

ناظرین پردے پر دیکھ رہے تھے کہ مفت چائے کی امید میں لوگ جوق در جوق چائے خانے پر پہنچ رہے ہیں مگر دروازے پر بندوق بردار جیٹلی دربان بنے کھڑے ہیں اور سامنے لگے کاؤنٹر کی جانب اشارہ کر کے کہہ رہے ہیں پہلے وہاں سے کوپن لو پھر اندر جاو۔

لوگوں نے کہا تمہارا دماغ خراب ہے ہمیں تو ڈیڑھ سال سے یہ بتایا جارہا ہے کہ یہاں زعفرانی کڑک چائے مفت میں ملے گی۔

جیٹلی بولے اس میں کیا شک ہے، چائے تو مفت ہی میں ملے گی مگر وہ اندر آنے کی فیس ہے۔تم سے یہ تو نہیں کہا گیا تھا کہ چائے خانے میں داخلہ مفت ہوگا۔

لوگ شش و پنج میں گرفتار ہوگئے۔ایک بولا لیکن بھائی کسی چائے خانے میں داخلے کی فیس تھوڑی نا ہوتی ہے۔

جیٹلی نے وکیلی انداز میں مسکرا کر کہا لیکن جن عام چائے خانوں میں داخلہ فیس نہیں ہوتی ان میں چائے بھی تو مفت میں نہیں ملتی؟ دیکھو یہ بہت ہی خاص چائے کی دوکان ہے ایک زمانے میں ملک کا وزیر اعظم یہاں چائے بنایا کرتا تھا اور کوئی بعید نہیں کہ یہاں چائے پی کر کل کو تم بھی وزیر اعظم بن جاو۔

www.urduchannel.in

یہ سن کر بہت سارے لوگ خوشی خوشی کوپن کے کاؤنٹر کی جانب چل دیئے۔

ایک بوڑھا کسان بھوپندر سنگھ بولا میں نے سنا ہے آئندہ ۲۵ سال یہی پردھان جی سرکار چلائیں گے۔تب تک تو ہم مرکھپ جائیں گے۔

جیٹلی نے کہا دیکھو اس قدر مشکل سوالات کا جواب میں رٹ کر نہیں آیا ویسے چہرے سے تم کسان لگتے ہو؟ بھوپندر سنگھ نے سر ہلا کر تائید کی تو جیٹلی نے اسے وزیر زراعت رادھا موہن سنگھ کے کمرے کی جانب بڑھا دیا۔

بھوپندر نے حیرت سے پوچھا بیک وقت رادھا بھی اور موہن بھی یہ مرد ہے یا عورت؟

جیٹلی نے چڑ کر کہا دیکھو ان دونوں کے علاوہ ایک تیسری صنف بھی ہوتی ہے تم ایسا کرو کہ اپنے سوال کا جواب انہیں سے معلوم کرو۔

بھوپندر سنگھ رادھا موہن کی خدمت میں حاضر ہوگیا اور پوچھا جناب آپ بیک وقت رادھا بھی ہیں اور موہن بھی یہ بات سمجھ میں نہیں آئی؟

رادھا موہن بولے تم چہرے سے جاٹ لگتے ہو اس لئے ہمارے بہار کو نہیں جانتے وہاں لالو، ربڑی اور میسا جیسے نام ہوتے ہیں۔میرے بیٹے کا نام کیلاش گنگا ہے تم پوچھوگے کہ پربت یا ندی میری بیوی چمپا چمیلی ہے اب تم ہی کہو کہ کیا یہ دونوں پھول ایک ہی شاخ پر کھل سکتے ہیں؟ اس طرح کے فضول سوالات میں اپنا وقت ضائع نہ کرو یہ بتاو کہ کام کیا ہے؟

بھوپندر سنگھ کو اپنی غلطی کا احساس ہوگیا۔اس نے کہا صاحب معافی چاہتا ہوں۔میں نے جیٹلی جی سے ایک سوال کیا تھا تو انہوں نے جواب دینے کے بجائے آپ کے پاس روانہ کر دیا۔

ارے وہ تو بہت بڑے وکیل ہیں۔جس پرشن کا اتر وہ نہیں جانتے ہم جیسا جاہل جپاٹ کیسے جان سکتا ہے خیر پوچھو۔

جیٹلی جی نے کہا اس چائے خانے میں چائے پینے والا آدمی پردھان منتری

بھی بن سکتا ہے تو ہم نے سوال کیا۔ سنا ہے اگلے ۲۵ سال تو یہی پردھان سیوک ملک کی خدمت کرنے والے ہیں۔ اس وقت تک تو ہم لوگ مرکھپ جائیں گے اس لئے پردھان منتری کیسے بنیں گے؟

تمہاری دونوں باتیں درست ہیں ۔ پردھان جی نہ آئندہ ۲۵ سالوں تک کرسی چھوڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور نہ تمہارے ۲۵ سالوں تک جینے کا کوئی امکان ہے۔اسی لئے اڈوانی جی سمیت ہم سب نے وزیراعظم بننے کا سپنا دیکھنا چھوڑ دیا ہے۔ اب ہم لوگ اپنی اولاد کے بارے میں فکرمند ہیں اور میں تو کہتا ہوں تم بھی اپنی اولاد کے بارے میں کیوں نہیں سوچتے وہ اگر یہاں کی زعفرانی کڑک چائے پئیں گے تو ممکن ہے وزیراعظم بن جائیں ۔

وزیراعظم بن جائیں گے کھیت میں ہل کون چلائے گا اناج کون اگائے گا؟

ہمارے وزیراعظم بہت تیز آدمی ہیں وہ ساری دنیا کا دورہ کرکے اناج باہر سے درآمد کرلیں گے ۔تمہیں اس کیلئے پریشان ہونے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔

رادھا موہن کی بات سن کر کسان حیران رہ گیا وہ بولا جناب اگر ہم لوگ کھیتی نہیں کریں گے تو کیا کریں گے؟

تم لوگ بھی عیش کروگے جیسا کہ ہم کررہے ہیں ۔

لیکن وقت گزاری کیلئے کچھ تو••••

بھئی اس چائے خانے میں آکر چائے پیو، صبح کے وقت بھجن ، دوپہر کو••••

بھوپندر نے جملہ کاٹ کر کہا صاحب گزشتہ ڈیڑھ سال سے یہ سب ہم لوگ باہر ہی باہر سن رہے ہیں۔اس کیلئے کوپن لے کر اندر آنے کی کیا ضرورت؟

چونکہ ہم لوگ پہلے باہر تھے اس لئے آپ لوگوں کا منورنجن باہر ہی باہر کردیا کرتے تھے لیکن اب ہم اندر آگئے ہیں اس لئے باہر کا لاؤڈ اسپیکر جلد ہی بند کردیا جائیگا اور ان دلفریب نغموں سے محظوظ ہونے کی خاطر اندر آنا لازمی ہوگا۔ مجھے یقین ہے کہ ان ڈیڑھ سالوں میں جو لت لگ چکی ہے وہ تمہیں چین سے بیٹھنے نہیں دے گی بلکہ

www.urduchannel.in

کھیت ، کھلیان اور گھر ہر جگہ سے یہاں کھینچ کر لے آئیگی ۔

بھوپندر نے کہا وہ ٹھیک ہے مگر یہ ٹکٹ کا کیا چکر ہے؟

بھئی دیکھو دنیا میں کوئی چیز مفت میں نہیں ملتی کیا تم اپنا اناج مفت کے اندر بازار میں ڈال آتے ہو؟

بھوپندر لاجواب ہوگیا لیکن جناب ڈیڑھ سال سے تو••••••

بھائی نمونے کا مفت اشتہار عارضی تھا، مستقل بلا قیمت بھلا کیا ملتا ہے؟

جی سرکار سمجھ گیا لیکن اگر ہم کھیتی نہیں کریں گے تو ہماری زمین بنجر ہوجائیگی ۔

جی نہیں ایسا نہیں ہوگا ۔سرکار آپ لوگوں سے زمین خرید کر صنعتکاروں کو مہیا کردے گی تاکہ وہاں کارخانے لگائے جاسکیں ۔

(بگڑ کر) ہم اپنے باپ دادا کی زمین سرکار کو کیوں دیں گے بھلا؟ کیا آپ سمجھتے ہیں ہم یہ سب ہونے دیں گے؟

کیسے نہیں ہونے دوگے؟ تم کون ہوتے ہو روکنے والے؟

ہم! اس دھرتی کے مالک ہیں ۔سرکار کون ہوتی ہے ہم سے زمین چھین کر صنعتکاروں کو دینے والی اور ان سرمایہ داروں کی کیا مجال کہ وہ ہماری زمین پر اپنا کارخانہ لگائیں؟

بھوپندر کے یہ تیور دیکھ کر رادھا موہن آگ بگولا ہوگئے۔ وہ بولے تم اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہو اور سرکار کو کیسے روک سکتے ہو؟ ہم اس کیلئے تحویل اراضی کا قانون بنائیں گے اور اگر آپ لوگوں نے اس قانون کی خلاف ورزی کی تو پولیس آپ سب کو جیل کی سلاخوں کے پیچھے ٹھونس دے گی۔ بھوپندر کے چہرے پر ہوائیاں اڑتے دیکھ کر رادھا موہن سمجھ گیا کہ اس کا کام ہوچکا ہے۔اب وہ اپنا لہجہ نرم کرکے بولا اچھا تو بھوپندر سنگھ ذرا یہ بتاؤ کہ کیا کوئی اپنی زمین جیل میں ساتھ لے کر جاسکتا ہے اور وہاں کھیتی باڑی کرسکتا ہے؟

رادھا موہن کی دھمکی سن کر کسان ترقی وخوشحالی کے سارے ترانے بھول

گیا۔ اس بیچ رادھا موہن کے ایک دست راست نے آ کر بھوپندر کے کان میں کہا چودھری صاحب اس زعفرانی چائے کا خیال اپنے دل سے نکال دو۔ اگر چائے پر یہ چرچا اسی طرح جاری رہی تو کوئی بعید نہیں کہ رادھا موہن آپ کو ملک بدر کر کے پاکستان روانہ کر دیں۔

ڈرا سہا بھوپندر سنگھ جس وقت چائے خانے سے باہر جا رہا تھا سامنے سے چند نوجوان اندر آ رہے تھے۔ جیٹلی نے مسکرا کر ان کا استقبال کیا اور بولے آیئے آیئے آپ جیسے نوجوانوں کی قوم کو بہت ضرورت ہے۔

ان نوجوانوں کا لیڈر راہل بولا جناب قوم کی ضرورت کو چھوڑیئے اور ہماری ضرورت کو پورا کیجئے۔

جیٹلی نے کہا کیوں نہیں؟ مجھے تو وزیراعظم نے اسی کام کیلئے فارغ کر رکھا بولو تمہارا کیا مسئلہ ہے؟

صاحب ہم سب بیروزگار ہیں۔ ہم لوگ ڈیڑھ سال سے انتظار کر رہے تھے کہ یہ زعفرانی چائے خانہ کھلے گا تو ہمیں روزگار مل جائیگا مگر ••••••

کس مگر کی بات کر رہے ہو؟

اس مگر مچھ کی بات جس کی آنکھوں میں فریبی آنسو ہوتے ہیں۔ جو خود نہیں روتا بلکہ دوسروں کو رلاتا ہے۔

جیٹلی جی سمجھ گئے یہ ان سے نہیں پردھان منتری سے نالاں ہے۔ وہ بولے تم تو بس غصہ کئے جاتے ہو اپنا مسئلہ ہی نہیں بتاتے۔

ہم لوگ یہاں روزگار کیلئے آئے تو ہم سے کہا گیا کہ یہاں ملازمت تو نہیں ملے گی روزی روزگار کے مسائل پر چرچا ہوگی اور ممکن ہے اس زعفرانی چائے پر چرچا کے نتیجے میں کوئی حل نکل آئے۔ ہم نے سوچا چلو یہ بھی ٹھیک ہے۔

جیٹلی کے چہرے پر ایک خوش کن مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ بولے جی ہاں تم لوگ مجھے چہرے سے رجائیت پسند اور حوصلہ مند لگتے ہو۔ مجھے یقین ہے کہ تم بہت

www.urduchannel.in

جلد برسرِ روزگار ہو جاؤ گے۔

لیکن کیسے؟ کیا یہ چمتکار اپنے آپ ہو جائیگا؟ سوٹ بوٹ والی یہ سرکار ہمارے لئے کچھ کرے گی بھی یا نہیں؟

جی نہیں ایسی بات نہیں مگر آپ لوگ چرچا تو کرو۔ اس کے بغیر تو کچھ نہیں ہوگا۔ اس چرچا میں بڑی تاثیر ہے پردھان جی کو دیکھو وہ چائے پر چرچا کرتے کرتے ملک کے وزیراعظم بن گئے۔ ہمارے لئے ان کی ذات وصفات میں بڑا نمونہ ہے۔

راہل کا ساتھی مکل بولا لیکن جناب چائے پر چرچا کیلئے اندر کیسے جائیں وہ خودکار جاپانی دروازہ تو ٹکٹ کا درشن کئے بنا نہیں کھلتا؟

جی ہاں یہ تو من مندر کا پہلا ضابطہ ہے یہاں دکشنا کے بغیر پرساد نہیں ملتا۔

یہ من مندر درمیان میں کہاں سے چلا آیا؟

ارے بھائی جہاں من کی بات ہوتی ہے وہی من مندر ہوتا ہے۔

نکل نے کہا لیکن جناب وہ نقد نہیں لیتا کریڈٹ کارڈ سے ادائیگی چاہتا ہے

جیٹلی جی بولے تو کیا تمہارے پاس کریڈٹ کارڈ نہیں ہے؟

راہل بولا صاحب کارڈ تو دور ہمارا بنک میں کھاتا تک نہیں ہے؟

جی ہاں یو پی اے سرکار غریبوں کو بنک میں کھاتہ کھولنے سے روکتی تھی لیکن ہم نے قانون بنا کر رکاوٹ دور کر دی ہے سب کا کھاتہ کھولنا اب بنک پر لازم ہے۔ اگر کوئی انکار کرے تو اس پر کارروائی ہوگی۔

مکل نے سوال کیا لیکن جناب اس کا فائدہ کیا ہے؟ ہمارے پاس بنک میں رکھنے کیلئے پیسے کہاں ہیں؟

تم اس کی بالکل فکر نہ کرو سرکار جن دھن یوجنا کے تحت آپ لوگوں کے کھاتے میں رقم جما کرے گی۔ پہلے کھاتہ تو کھولو۔

نکل بگڑ کر بولا آپ جھوٹ بولتے ہیں میرے والد نے اسی جھانسے میں آ کر خاندان کے سارے افراد کا الگ الگ کھاتہ کھول دیا اور ایک ہزار روپئے بنک

میں جمع کر آئے لیکن ان کھاتوں میں ابھی تک ایک پھوٹی کوڑی نہیں آئی۔

تم اپنے والد کو سمجھاو۔ انہیں بتاو کہ دھیرج رکھیں۔ ابھی تو ہماری سرکار کا ہنی مون بھی ختم نہیں ہوا۔ ہمیں کچھ تو موقع ملنا چاہئے۔

نکلؤ بولا اب اس کا کوئی امکان نہیں ہے۔ وہ بچپن سے سنگھ کی شاکھاوں میں جاتے رہے ہیں لیکن اب اس قدر بدظن ہو گئے ہیں کہ انہوں نے اپنی کالی ٹوپی اور خاکی نیکر کی نیلامی کیلئے لگا رکھی ہے لیکن یقین کریں اس کا کوئی خریدار ہی نہیں آتا۔

جیٹلی نے پوچھا تو اب وہ برہنہ •••••

نکلؤ بولا جی نہیں اب وہ اپنی پرانی سفید دھوتی اور گاندھی ٹوپی پہنتے ہیں۔

جیٹلی نے کہا لیکن وہ لاٹھی؟

مکلؤ بولا جہاں تک لاٹھی کا سوال ہے وہ سنگھ میں جانے سے قبل ان کے پاس تھی سو اب بھی ہے۔

جیٹلی نے دیکھا ماحول خراب ہو رہا ہے تو وہ بولے دیکھئے۔ ہماری پرمپرا کے انوسار مہمان بھگوان کا سوروپ ہوتا ہے اس لئے میں آپ کو اس بار کیلئے فری پاس دیئے دیتا ہوں۔ آپ لوگ اندر جا کر چرچا کیجئے لیکن یہ مہمان داری صرف ایک وقت کی ہے اگلی بار آپ کو کوپن لے کر اندر جانا ہوگا۔

نوجوان اندر چائے خانے میں گئے تو وہاں رقص و سرود کی محفل سجی ہوئی تھی۔ کئی ہال بنے ہوئے تھے کسی میں وزیر اعظم امریکہ کے اندر مشہور پاپ سنگر کے ساتھ تھرک رہے تھے۔ کسی کمرے میں جاپان کے اندر ڈھول بجاتے ہوئے نظر آرہے تھے۔ کہیں پر وہ ازبکستان کے اندر انگریزی بانسری بجاتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ کسی کمرے میں چین کے اندر ان کے سواگت میں بجنے والا سنگیت سنایا جارہا تھا تو کہیں ہندوستان کے مختلف حصوں میں ہونے والی ان کی تقاریر اور ان پر بنائی گئی فلمی پیروڈیاں نشر ہو رہی تھیں۔

اس ماحول میں آنے کے بعد کچھ دیر تک تو نوجوان یہ بھی بھول گئے کہ وہ

www.urduchannel.in

کس کام کے لئے اندر آئے تھے۔ ہر کوئی سحر زدہ اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ اس بیچ مکلؤ کو پیاس لگی تو وہ ایک طرف لگے پانی کے نلکے کے پاس گیا۔ اس نے نلکا کھولا تو پانی کے بجائے آواز آئی۔ پہلے بازو کی مشین میں سکہّ ڈالو پھر اُس میں سے ایک سوّ چھ بھارت والی پانی کی بوتل نکل آئے گی۔

مکل نے کہا عجب تماشہ ہے ہم سے تو کہا گیا تھا یہاں چائے مفت ہے۔

مشین نے جواب دیا چائے تو مفت ہے مگر پانی نہیں۔ کل یگ میں گنگا جل کو بھی سوچھ کرنے پر خرچ ہوتا ہے۔ اس کی قیمت کون چکائے گا؟

نکل بولا ایسا کرتے ہیں آج ترتیب بدل دیتے ہیں پہلے یہاں چائے پی لو پھر گھر جا کر پانی پی لینا۔

وہ سب چائے کے کاؤنٹر پر لائن لگا کر کھڑے ہوگئے۔ جب ان کی باری آئی تو انہیں ایک کپ میں کھولتا ہوا پانی دے دیا گیا۔ اس میں پتی تھی نہ شکر۔ جب وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگے تو ایک پکارنے والا بولا۔ خود بھی چلئے اور دوسروں کو بھی چلنے کا موقع دیجئے۔

اب وہ سارے نوجوان چائے کی پیالی میں گرم پانی لے کر ایک طرف جمع ہو گئے۔ اس پیالی نے ان کا موضوع بحث بدل دیا تھا اب وہ روزگار کے بجائے چائے پر چرچا کرنے لگے تھے۔ راہل نے کہا کیا یہی مکمل چھاپ زعفرانی کڑک چائے ہے؟

مکلؤ بولا شاید ہم جیسے مفت خوروں کیلئے ایسی چائے ہو جو باقاعدہ کوپن خرید کر داخل ہوتے ہیں ان کو ممکن ہے مختلف چائے دی جاتی ہو۔

اس پر جو نوجوان آخر میں تھا اس نے کہا جی نہیں میں نے اپنے پیچھے والے کے کپ میں بھی جھانک کر دیکھا وہ بھی یہی تھامے ہوئے تھا۔ ایک اور نوجوان جو سب سے آگے تھا وہ بولا جی ہاں وہ سچ کہتا ہے میں نے اپنے سے آگے والے کے کپ میں بھی یہی کھولتا ہوا پانی دیکھا۔

ہال میں موجود دیگر لوگ گرم گرم پانی کے ساتھ پردھان جی کی تیز تند تقاریر

کا مزہ لے رہے تھے لیکن نوجوان چونکہ اس سحر سے نکل چکے تھے۔ انہوں نے نعرے بازی شروع کردی اور نمونمومردہ باد کا شور کرنے لگے۔ اسے دیکھ کر راجناتھ کے بندوق بردار حفاظتی دستے نے انہیں گھیر لیا اور پوچھا کیا پریشانی ہے؟

ہمارے ساتھ دھوکہ ہوا ہے ہمیں چائے کے بجائے نرا پانی تھما دیا گیا ہے۔

حفاظتی دستے کے کماندار نے کہا اگر آپ لوگوں کو کوئی شکایت ہے تو یہاں دادرسی کا شعبہ موجود ہے آپ لوگ وہاں چل کر اپنی شکایت درج کروائیں ۔آپ کی شکایت سنی جائیگی۔ اس طرح تمام نوجوان راشٹر بہو ایرانی جی کے کمرے کی جانب بزورِقوت ہانک دیئے گئے۔

سمرتی نے مسکرا کر ان کا سواگت کیا اور پوچھا آپ لوگوں کا کیا مسئلہ ہے؟ مجھے بتائیں میں اسے حل کروں گی۔

راہل بولا ہمیں چائے کے نام پر کھولتا ہوا پانی دے دیا گیا ہے؟

سمرتی بولی یہ تمہیں کیسے پتہ چلا کہ یہ چائے نہیں بلکہ صرف پانی ہے؟

مکل بولا مجھے یہ بے رنگ نظر آتا ہے بالکل پانی کی مانند بے رنگ ۔

سمرتی جی بولیں اوہو میں سمجھ گئی تمہاری نظر کمزور ہے ۔ میں اس کا مفت میں علاج کرواوں گی اور اگر عینک کی ضرورت ہوئی تو اس کا بھی بندوبست کروادوں گی۔

اس الٹی منطق سے بگڑ کر راہل بولا مسئلہ صرف رنگ کا نہیں ذائقہ کا بھی ہے ۔ یہ پانی کی طرح بے ذائقہ ہے ۔

سمرتی مسکرا کر بولی اچھا مجھے پتہ ہے یہ بھی ایک بیماری ہے۔ مجھے اس کا ذاتی تجربہ ہے۔ میں جب بھی کھانا بناتی تھی میری کھوسٹ ساس کو اس میں کوئی ذائقہ نہیں آتا تھا۔ میں وزیر صحت سے کہہ کر آپ کا علاج کرواوں گی ۔کاش کی میری ساس زندہ ہوتی تو میں اس کا بھی علاج کرواتی۔ مجھے یقین ہے کہ علاج کے بعد اگر وہ میرے ہاتھوں کے لذیذ پکوان کھاتی تو انگلیاں چاٹتی رہ جاتی۔

نوجوانوں کو سمرتی جی اپنی لچھے دار باتوں سے شیشے میں اتار کر بولیں آپ

www.urduchannel.in

لوگ ایسا کریں کہ اس گرما گرم چائے کا مزہ لیں اور وزیراعظم کے غیر ملکی دوروں کی ویڈیو دیکھیں ۔آخری ہال میں آئی پی ایل میچ کی نشریات کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔

نکل بولا لیکن میڈم اب تو یہ پانی بھی ٹھنڈا ہوگیا ہے۔

سمرتی نے کہا آپ لوگ بحث ومباحثہ میں اپنا قیمتی وقت ضائع کریں گے تو یہی ہوگا۔ میں تو کہتی ہوں عمر ضائع ہوجائیگی جوانی کا جوش ٹھنڈا ہوجائیگا۔

یہ سن کر راہل نے پوچھا میڈم وہ جو اس چائے خانے میں کالے دھن سے اجلے بسکٹ بن کر ملنے والے تھے ان کا کیا ہوا؟

سمرتی نے سوچا اب معاملہ خطرناک حدود میں داخل ہو رہا ہے ۔ وہ بولیں دیکھئے مجھے کچھ نئے کپڑے خریدنے کیلئے گوا جانا ہے اس لئے آپ لوگ پڑوس والے کمرے میں شاہ جی کے پاس جائیں وہ آپ کے باقی ماندہ سوالوں کے جوابات دیں گے۔ میں انہیں فون کئے دیتی ہوں ۔

نوجوانوں نے شاہ جی کے کمرے کا رخ کیا اور پردے پر مدھوبالا نمودار ہوگئی۔ وہ بولی ناظرین کرام ان ترنگی نوجوانوں کو تو چائے کا مزہ نہیں آرہا ہے اور آ بھی کیسے سکتا ہے؟ جب اقتدار ہاتھ سے نکل جاتا ہے تو کچھ بھی اچھا نہیں لگتا۔ خیر مجھے یقین ہے کہ آپ نے چائے خانے کی جھلکیوں سے بھرپور لطف لیا ہوگا۔ اب آپ ایک ہفتہ بعد دیکھیں گے شاہ جی سے ان کی ملاقات کیسی رہی۔ اس وقت تک انتظار کیجئے اور جاتے جاتے یہ ۱۹۶۳ کی مشہور فلم بندنی کا نغمہ سنیے جسے شیلندر نے لکھا اور سچن دیو برمن نے سنگیت دیا۔ آواز آپ کے من پسند مکیش کی ہے:

او جانے والے ہوسکے تو لوٹ کے آنا
یہ چائے، یہ پانی، اسے تم بھول نہ جانا

۱۶

ایرانی جی نے فون لگایا تو اداس بیٹھے شاہ جی کا موڈ بن گیا۔ انہوں نے سوچا چلو کچھ گپ شپ ہو جائیگی تو دل بہل جائیگا۔ شاہ کا موڈ بھانپ کر ایرانی نے سوال کیا، کیوں شاہ جی آپ کی آواز بوجھل ہے کافی تھکے ہوئے لگ رہے ہیں۔

شاہ جی بولے دہلی کی یہ گرمی مار ہی ڈالے گی۔

سمرتی نے قہقہہ لگا کر کہا آپ موسم کا حال بیان کر رہے ہیں یا سیاسی حالات پر تبصرہ فرما رہے ہیں؟

دونوں ہی سمجھ لو یہاں تو ایک سے بڑھ کر مشکل جنم لے رہی ہے۔

ایک مصیبت کا تو پتہ ہے یہ دوسری کہاں سے آ گئی؟

تم تو سیدھے میرے گھر میں گھس گئیں۔ فی الحال میں ازدواجی نہیں بلکہ سیاسی صورتحال پر اظہار خیال کر رہا ہوں۔

وہی تو! میں نے سیاسی سوال کیا تھا آپ بلاوجہ اسے اپنے گھر میں لے گئے۔ میرا مطلب یہ تھا جھاڑو والے کیجریوال سے تو میں واقف ہوں لیکن وہ بیچارہ پہلے یادو اور بھوشن کے چکر میں پھنس گیا تھا اور اس کے بعد یاور جنگ سے برسرِ جنگ ہو گیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب اس سے ہمیں کوئی خاص خطرہ نہیں ہے۔

جی ہاں تمہاری بات کسی حد تک درست ہے پھر بھی ہر روز وہ کسی نہ کسی تنازع کے سبب ذرائع ابلاغ پر چھایا رہتا ہے۔

www.urduchannel.in

اچھا ہی ہے اس کی بدنامی میں ہمارا فائدہ ہی فائدہ ہے۔

جی نہیں سمرتی تم نہیں جانتیں ایک زمانے تک پردھان جی اپنی بدنامی کے سبب میڈیا پر چھائے رہے۔ سیاست میں ذرائع ابلاغ کے اندر نظر آتے رہنا ضروری ہے اور یہ مثل تو تم نے سنی ہی ہوگی بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا؟

وزیر اعظم بھی تو اپنے غیر ملکی دوروں کے سبب ٹی وی پر نظر آ جاتے ہیں۔

لیکن عوام کو متنازع خبروں میں دلچسپی زیادہ ہوتی ہے اس لئے میڈیا والے بہت جلد ان کی خبریں ہٹا دیتے ہیں اور ہر شام بحث و مباحثہ پر وہی دونوں چھائے رہتے ہیں۔

سمرتی بولے دونوں یعنی کیجری اور مودی نا؟

نہیں راہو اور کیتو۔

میں نہیں سمجھی؟

تم اب بھی بہو کی مانند بھولی ہو ساس نہیں بنیں میرا مطلب ہے راہل اور کیجری۔ کیجریوال تو خیر ایوان پارلیمان میں نہیں ہے لیکن راہل نہ ہمیں لوک سبھا کے اندر چین سے بیٹھنے دیتا ہے اور نہ باہر۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ چھٹی منانے کے بہانے کہاں چلا گیا تھا فی الحال ساری خفیہ ایجنسیاں وہی پتہ لگانے میں جُٹی ہوئی ہیں۔

کیوں یہ تو اس کا نجی معاملہ ہے؟ ہمیں اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟

فرق کیوں نہیں پڑتا۔ ہم یہ معلوم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ وہ چھٹیوں پر کیا کھا کر آ گیا جو اس قدر تبدیل ہو گیا؟ اس کے اندر توانائی کا ایک طوفان جوش مارنے لگا۔ پہلے تو یہ حال تھا کہ وہ کیا کہتا تھا خود اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا اور اب ایسا ہے کہ جو وہ نہیں کہتا مبصرین وہ سب بھی سمجھ لیتے ہیں۔

میں تو کچھ بھی نہیں سمجھی؟

(بیزار ہو کر) معاف کرنا میڈم سمجھنے کیلئے شکل وصورت کافی نہیں بلکہ دماغ بھی درکار ہوتا ہے۔ نہ جانے کیا دیکھ کر وزیر اعظم نے آپ کو یہ اہم قلمدان دے دیا۔

سمرتی کوفوراً آج تک چینل کے اشوک سنگھل کا سوال یاد آیا وہ ناراض ہوکر بولیں شاہ جی آپ میرا اپمان تونہیں کررہے ہیں؟

میں ایسی جرأت کیسے کرسکتا ہوں؟ میں تو آپ کے حسن کی تعریف کررہا تھا کہ ساس کی عمر میں بھی آپ بہولگتی ہیں۔

شکریہ لیکن راہل نے ایسا کیا کردیا جوآپ اس قدرفکرمند ہوگئے۔

کیانہیں کیا؟ پہلے تو اس نے ہمیں سوٹ بوٹ والی سرکار کے لقب سے نواز دیا جواچھے دنوں کی طرح زبان زدِعام ہوگیا ہے۔ اس کے بعد کسانوں کی دہائی دینے لگا اور وزیراعظم کے غیرملکی دوروں کو مذاق بنادیا۔

ہاں تو کیا مسئلہ ہم اس کا جواب بھی تو دے سکتے ہیں؟

کیوں نہیں لیکن اس سے پہلے کہ ہم جواب دیتے وہ کیدار ناتھ مندر کی جانب نکل گیا۔ وہاں سے لوٹ کر آیا تو کسانوں سے ملاقات کیلئے کبھی پنجاب تو کبھی ودربھ۔ ہم نے اس کے بہنوئی وادرہ کوگھیرنے کوشش کی تو اس نے وہ وار بھی ہمیں پر یہ کہہ کرالٹ دیا اورکہا کہ مجھ سے بدلہ لو میرے رشتے داروں سے نہیں۔

آپ کوتو پتہ ہے میں نے امیٹھی کا دورہ کرکے اس کو مدافعت میں ڈال دیا۔

یہ تمہاری خوش فہمی ہے بہورانی تم امیٹھی سے واپس آئیں تو اس نے وہاں بننے والے فوڈ پارک کا قضیہ اچھال دیا۔ ہم نے کسانوں کو بہلانے کیلئے چینل کھولا تو وہ ماہی گیروں کا مسیحا بن کرکھڑا ہوگیا۔

لیکن کسانوں کے مسائل کا ٹی وی چینل سے کیاتعلق؟

لگتا ہے تمہیں وہ چینل دیکھنے کی فرصت نہیں ملی ورنہ یہ سوال نہ کرتیں۔

ویسے پردھان جی نے کسانوں کو خطاب کرنے کیلئے سرکار کی سالگرہ کے موقع پر دین دیال اپادھیائے کے گاوں میں عظیم الشان جلسہ رکھا مگراس کے جواب میں وہ امبیڈکر کے جنم دن پر ان کے گاوں پہنچ گیا اور وہاں جئے بھیم کا نعرہ بلند کردیا۔ اسی لئے ہم لوگ اس جڑی بوٹی کا پتہ لگانے کی کوشش کررہے ہیں جس نے اس کی کایا پلٹ دی؟

www.urduchannel.in

شاہ جی اس کا پتہ لگا کرآپ کریں گے کیا؟

یہ اندر کی بات ہے تم کسی کو بتاوگی تونہیں؟

میں کسی کو کیوں بتانے لگی کیا آپ کو مجھ پر وشواس نہیں ہے۔ آج کل تو کمار وشواس بھی مجھ پر بھروسہ کرتا ہے۔

نہیں ایسی بات نہیں میں تو یوں ہی کہہ رہا تھا۔

تو پھر بتایئے کہ آپ اس معلومات کا کیا کریں گے؟

بھئی ظاہر ہم وہ جڑی بوٹی منگوائیں گے۔ اس کی پہلی خوراک تو وزیراعظم کھائیں گے اس لئے کہ اس ایک سال میں ان کی عمر دس سال بڑھ گئی ہے اور دوسری ••••••• شاہ جی رک گئے۔

اور دوسری کون کھائے گا؟

ظاہر ہے اگر وہ اجازت دیں تو میں کھاوں گا؟

سمرتی بولی اور میرا کیا ہوگا؟

اگر بچ گئی تو پردھان جی سے پوچھ کر میں ایک خوراک کا بندوبست تمہارے لئے بھی کردوں گا آخرتم گجراتن ہوتمہاراحق دوسروں سے زیادہ ہے۔

سمرتی نے کہا شکریہ لیکن اگر وہ اجازت نہ بھی دیں تو آپ مجھے چپ چاپ ایک خوراک دے دینا اس لئے کہ امیٹھی میں راہل کا مقابلہ تو مجھے ہی کرنا ہے۔ میں تو کہتی ہوں کیوں نہ وہ جڑی بوٹی ہمارے سارے ارکان پارلیمان کوکھلا دی جائیں؟

ارے یہ تم نے کیا کہہ دیا؟ ایسا خیال بھی تم اپنے ذہن میں کبھی نہ لانا۔ ہم نہیں چاہتے کہ سارے ارکان وزیراعظم کی طرح سمارٹ ہوجائیں۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ وہ کندۂ ناتراش رہیں اور دن رات نمونمو کی رٹ لگائے رکھیں۔

سمجھ گئی کہیں آپ اس جڑی بوٹی کی تلاش میں اپنے رام دیو بابا کے پاس کرنال تونہیں گئے تھے۔

اس پاکھنڈی کا نام نہ لو۔ اس کے تیور ابھی سے بدلنے لگے ہیں۔ اس نے

زی ٹی وی پر ہماری سرکار کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ وزیراعظم اس سے بہت ناراض ہیں اور دیکھنا اس کے آشرم پر جو فائرنگ ہوئی ہے نا اس کے چلتے رام دیو کے بھی آسارام باپو کے پاس جانا پڑسکتا ہے۔

میں تو کہتی ہوں وزیراعظم کو ان باتوں سے ناراض ہونا چھوڑ دینا چاہئے؟

وہ کیوں؟

اس لئے کہ وہ کس کس کا منہ بند کریں گے۔ کبھی سوامی عدالت میں جانے کی دھمکی دیتا ہے تو کبھی شوری ٹی وی کے پرشور کرنے لگتا ہے۔ کہیں گووند آچاریہ تنقید و تضحیک کرتا ہے تو کہیں جیٹھ ملانی لعنت ملامت پر تلُ جاتا ہے۔ آخر وہ کس کس کو جیل بھیجیں گے اور اپنے ہی پریوار کے لوگوں کو جیل بھیجنے کا انرتھ ہم کیسے کرسکتے ہیں؟

کہاں کا پریوار اور کیسا انرتھ؟ ساری رامائن اور مہابھارت پریوار اور اقتدار کی لڑائی ہی تو تھی ۔ یہ تو ہماری سنسکرتی اور پرمپرا ہے۔ اس معاملے میں ہم کسی پر رحم نہیں کھاتے۔ پہلے راہل سے نمٹ لیں تو دیکھنا ان لوگوں کا کیا حال کرتے ہیں۔

سمرتی بولی مجھے نہیں لگتا کہ وہ دن آئیگا اس لئے کہ میرا خیال ہے جلد ہی راہل ہماری بازی سمیٹ دے گا۔

لگتا ہے تم پردھان منتری کے بجائے راہل کی بولی بول رہی ہو۔

راہل نے مجھے انتخاب میں شکست تو دی لیکن مجھے شکایت نہیں ہے۔

اچھا تو کیا کمار وشواس سے شکوہ ہے؟ میں تو کہتا ہوں کہ اگر وہ کچھ لے دے کر بیٹھ جاتا تب بھی تمہارے لئے راہل کو ہرانا مشکل تھا۔ ہم نے تو جان بوجھ کر اسے بٹھانے کی کوشش نہیں کی بلکہ اس کی ہوا بناتے رہے۔ ہمیں توقع تھی کہ وہ راہل کے ووٹ کاٹے گا اور تم جیت جاؤ گی لیکن اس بار ہمارا قیاس غلط نکلا مگر تم چنتا نہ کرو اگلی بار تم ضرور کامیاب ہو جاؤ گی۔

(ناراض ہو کر) اس کا مطلب ہے اگلی بار بھی مجھے اسی دیوار سے اپنا سر پھوڑنا پڑے گا۔ شاہ جی اتنا یاد رکھیے کہ اگلی بار اگر کمار وشواس جھاڑو لے کر وہاں گیا تو

www.urduchannel.in

رائے دہندگان جھاڑو سے مار کر بھگا دیں گے میں تو کہتی ہوں ضمانت ضبط ہو جائیگی۔

اپنی بلا سے مجھے یقین ہے کہ تم کمار وشواس کی مدد کے بغیر جیت جاوگی۔

جایئے کسی اور کو بہلایئے پھسلایئے۔ جب گزشتہ بار کی سونامی مجھے کامیاب نہیں کرسکی تو آئندہ کی تھکی ماندی لہریں میرا کیا بھلا کرسکیں گی اور ہاں یاد رکھیے نہ سونامی روز روز آتی ہے اور نہ لاٹری بار بار لگتی ہے کیا سمجھے؟

شاہ جی سمجھ گئے کہ آج اس بہو کے تیور تیز ہیں اس لئے وہ موضوع بدلنے کیلئے بولے وہ سب تو ٹھیک ہے لیکن اگر تمہیں نہ راہل سے شکایت اور نہ وشواس سے شکوہ ہے تو تم ناراض کس سے ہو؟

میں ۔۔۔۔ میں آپ سے اور کس سے؟

مجھ سے ۔۔۔۔۔۔۔ میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟

جی ہاں یہ بھی درست ہے کہ آپ تو صرف ایک روبوٹ ہیں روبوٹ، جو آقا کے اشارے پر بے چوں چرا عمل کرتا ہے ۔ مجھے ان سے گلہ ہونا چاہیے۔

شاہ جی کو حیرت کا اور بڑا جھٹکا لگا۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو سمرتی اپنے سب سے بڑے محسن کیلئے تمہاری زبان پر یہ الفاظ زیب نہیں دیتے۔

سچ کڑوا ہوتا شاہ جی بہت کڑوا۔ آپ اسی کڑواہٹ سے پریشان ہیں۔

کیا برا کیا پردھان جی نے تمہارا؟

کیا یہ سچ نہیں ہے کہ انہوں نے میرے محفوظ حلقۂ انتخاب بڑودہ سے خود الیکشن لڑا اور مجھے بلی کا بکرہ بنا کر امیٹھی بھیج دیا۔ ویسے اگر ان میں جرأت تھی تو وہ بھی راہل یا کیجریوال کی طرح صرف ایک حلقۂ انتخاب سے الیکشن لڑتے۔ مجھے یقین ہے کہ کم ازکم راہل ایسا نہیں کرے گا۔

تم یہ کیوں نہیں بھولتیں کہ تمہاری شکست کا خیال کئے بغیر انسانی وسائل کا اہم قلمدان تمہارے سپرد کر دیا گیا۔

اسی احسانمندی سے مجھے الجھن ہوتی ہے۔ مجھے حق چاہئے بھیک نہیں؟

مجھے تو اب ایسا لگ رہا کہ میں سمرتی ایرانی سے نہیں بلکہ لال کرشن اڈوانی سے بات کررہا ہوں۔تم یہ نہ بھولو تمہاری نقلی ڈگری کا مقدمہ عدالت میں زیر سماعت ہے۔اس بنیاد پر تم کو برخواست کر کے اپنی نیک نامی بڑھانے کا نادر موقع ہنوز موجود ہے۔

شاہ جی آپ مجھے نقلی ڈگری کا طعنہ اور وزارت کے چھن جانے کی دھمکی دے رہے ہیں تو سن لیجیے کہ ایسی وزارت کو میں اپنی جوتی کی نوک پر رکھتی ہوں۔ جہاں تک ڈگری کا سوال ہے سیاست کی اس پاکھنڈی دنیا میں اصلی ہے ہی کیا؟ نہ چائے اصلی نہ چائے والا اصلی۔سوٹ بھی جعلی اور بوٹ بھی نقلی بلکہ اس کی نیلامی تک قریب تھا۔ میں نے کئی سال سیریل میں کام کیا مگر اس قدر لباس نہیں بدلے جتنے وزیر اعظم نے ایک سال میں بدل دیئے۔ اتنا جھوٹ نہیں بولا جتنا انہوں نے ایک سال میں بول دیا۔ مجھے تو اس ڈھونگی دنیا سے الجھن ہونے لگی جہاں اداکاری کو حقیقت کے لباس میں پیش کیا جاتا ہے جبکہ فلم اور ٹی وی پر حقائق کو فسانے کا لباس پہنا کر دکھلایا جاتا ہے اس لئے وہ مستحسن ہے اور یہ معیوب ہے۔

شاید تمہیں نہیں پتہ اور میں بھی بھول گیا تھا کہ میرا ہر فون ٹیپ ہوتا ہے اگر ہماری یہ بات چیت وزیراعظم نے سن لی تو تمہارے ساتھ میرا بھی بیڑہ غرق ہوجائیگا۔اوہو یہ میں کیا کہہ گیا۔تم نے تو مجھے مروا ہی دیا سمرتی اب جلدی سے فون بند کرو میں تو بنا موت مارا گیا۔ مجھے ڈر ہے کہ میرا حال سنجے جوشی جیسا نہ ہوجائے۔

یہ سنجے جوشی کون ہے؟ اس کے ساتھ کیا ہوا۔آپ پر کیا گزرے گی اور میرا کیا ہوگا؟ یہ سارے سولات میرے لئے بے معنیٰ ہیں۔میں اس کی پرواہ نہیں کرتی۔

شاہ جی نے غصے سے فون پٹخ دیا۔

سمرتی نے دیکھا کہ شاہ جی کا پارہ چڑھ گیا ہے تو اسے اپنی غلطی کا احساس ہوگیا۔وہ دوبارہ فون لگا کر بات بدلنے کیلئے نرمی بولی شاہ جی ناراض تو نہیں ہوگئے؟

سمرتی تمہاری اس ادا پر اسکول کے زمانے کا ایک گیت یاد آگیا جسے شاید

www.urduchannel.in

گلزار نے لکھا تھا۔''تجھ سے ناراض نہیں زندگی حیران ہوں میں ۔۔۔''

اسی کے ساتھ مدھوبالا پردے پر آگئی اور بولی ناظرین کرام اب ایک بریک کا وقت ہے لیکن اس سے پہلے کہ ہم وقفہ میں جائیں آپ لوگ ۱۹۸۳ کی فلم معصوم کا یہ نغمہ سنیں جسے پنچم نے سروں سے سجایا تھا :

تجھ سے ناراض نہیں زندگی حیران ہوں میں،
حیران ہوں میں
تیرے معصوم سوالوں سے پریشان ہوں میں
جینے کیلئے سوچا ہی نہیں درد سنبھالنے ہوں گے
مسکرائے تو مسکرانے کے قرض اتارنے ہوں گے
مسکراوں کبھی تو لگتا ہے جیسے ہونٹوں پہ قرض رکھا ہے

بریک کے بعد سمرتی فون پر شاہ جی سے پوچھ رہی تھی لیکن آپ کرنال گئے کیوں تھے؟ یہ تو آپ نے بتایا ہی نہیں۔

میں وہاں وزیراعلیٰ منوہر لال کھتر کے حلقۂ انتخاب میں مرکزی سرکار کی سالگرہ کا جشن منانے گیا تھا۔

اوہو آپ نے مجھ سے کیوں نہیں کہا میں بھی ساتھ ہولیتی۔

میں نے معلوم کیا تو تم راہل کو گھیرنے امیٹھی گئی ہوئی تھیں۔

شاہ جی امیٹھی تو چھوڑیئے یہاں ہمارے چائے خانے میں مجھے راہل کے حواریوں نے گھیر رکھا ہے اور اب آپ ہی اس چکرویوہ سے نکالیے۔

ساس بھی کبھی بہو تھی کے بعد مہابھارت کی تیاری ہورہی ہے کیا؟

(مسکرا کر) سیاست کی دنیا میں تو روز ہی مہابھارت چھڑی رہتی ہے اسی لئے شاید سشما جی گیتا کو راشٹر گرنتھ بنانا چاہتی ہیں۔

سشما کو اب گیتا کے بجائے سیتا کا دھرم پالن کرکے اگنی پریکشا دینے کی تیاری کرنی چاہئے ورنہ کسی نامعلوم ملک کے دورے سے واپس آتے ہوئے اس کا

جہاز بھی ملیشیائی ہوائی جہاز کی مانند غائب ہو جائیگا۔

شاہ جی آپ نہیں بدلے وہی پرانے تیور وہی انداز فکر اب بھی موجود ہے جو پنڈیہ، سہراب الدین اور پرجاپتی کا کانٹا نکالتے وقت تھا۔

مثل مشہور ہے بندر بوڑھا بھی ہو جائے تو قلابازیاں کھانا نہیں بھولتا۔

کیسی باتیں کرتی ہیں شاہ جی آپ کے سر پر بال نہیں ہیں تو کیا ہوا ابھی آپ کی داڑھی کالی ہے اس لئے کون کہتا ہے کہ آپ بوڑھے ہو چکے ہیں۔

(سرد آہ بھر کر) سچ کہوں دہلی کی شکست اور کرنال جیسے جلسوں نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔

کرنال میں آخر ہوا کیا؟ کہیں ہمارے ارکان پارلیمان دہلی کی مانند وہاں پر بھی تو آپس میں نہیں لڑ پڑے اور ہریانوی لوگوں کی لڑائی تو اللہ کی پناہ دیکھتے دیکھتے لاٹھیاں نکل آتی ہیں۔

جی نہیں وہاں اسٹیج پر مکمل امن و امان تھا۔ وزیر اعلیٰ اور سارے ارکان پارلیمان تہذیب کے دائرے میں تھے لیکن نیچے میدان مکمل قبرستان بنا ہوا تھا۔

قبرستان! میں نہیں سمجھی۔

اس میں سمجھنے کی کیا بات ہے لوگ پھٹکے ہی نہیں۔

یہ کیسے ہو گیا کیا عوام کو ٹھیک طریقہ سے بلایا نہیں گیا یا ان کی آمد و رفت کے معقول انتظامات نہیں کئے گئے؟ آپ جیسے منتظم کے ہوتے یہ بدنظمی ناقابل فہم ہے۔

سمجھ میں نہیں آتا یہ کیسے ہو گیا؟ ہریانہ کے سارے وزراء اور ۱۸ ارکان پارلیمان وزیر اعلیٰ کے ساتھ موجود ہوں اور جلسہ ناکام ہو جائے سمجھ سے باہر ہے۔ وہ تو اچھا ہوا وزیر اعظم نے وہاں کا قصد نہیں کیا ورنہ بہت خواری ہوتی۔

اب اچھے دنوں والا نعرہ بہت گھس پٹ گیا ہے اس لئے عوام کو متوجہ کرنے کیلئے کوئی نیا فقرہ اچھالنا ہوگا۔

تم سے کس نے کہا کہ اچھے دنوں کی خاطر لوگوں کو بلایا گیا تھا۔ ہندوستان کی

www.urduchannel.in

تاریخ میں پہلی مرتبہ ہم نے عوام سے کہا تھا کہ آپ کی سرکار از خود اپنا حساب دینے آئی ہے اس کے باوجود عوام نے دلچسپی نہیں لی۔

شاہ جی کیا بنیا بھی سیاست میں آ کر تجارت کا بنیادی اصول بھول جاتا ہے؟

(حیرت سے) میں نہیں سمجھا۔ میرے لئے سیاست تو کیا عبادت بھی تجارت ہے۔

مجھے نہیں لگتا! کیا آپ نہیں جانتے کہ حساب کتاب لین دین کے بعد ہی ہوتا ہے پہلے نہیں۔

یہ سب جانتے ہیں۔ لین دین کا حساب دینے کیلئے ہی تو میں کرنال گیا تھا۔

شاہ جی سچ تو یہ کہ ہم لوگوں نے ابھی تک عوام کو دیا ہی کیا ہے جو اس کا حساب دیں۔ ہم تو صرف اشتہار بازی کر رہے ہیں جو مفت میں ہوتی ہے۔ جب لین دین ہو جائیگا تو حساب کتاب کیلئے بھی لوگ جمع ہو جائیں گے۔

تو کیا ہم نے ابھی تک عوام کی فلاح و بہبود کیلئے کچھ بھی نہیں کیا؟

نہیں ایسا نہیں ہے کسان فصلوں کی تباہی کے بعد نقصان بھرپائی کا مطالبہ کیا تو ہم اسے کسان چینل دے دیا جو اسے گھر بیٹھے مل جاتا ہے۔ من کی بات بھی گھر کے اندر ہی ہو جاتی ہے تو بھلا وہ آپ کے جلسے میں کیوں آئے؟

تم تو میرے زخموں پر مرہم رکھنے کے بجائے نمک پاشی کر رہی ہو۔

جی نہیں سرکار! ایسی جرأت میں کیسے کر سکتی ہوں؟ لیکن یہ بتا دوں کہ اس میں چنتا کی کوئی بات نہیں ہے۔ ہمارا زرخرید میڈیا اس جلسے کے ساتھ کسی اور کامیاب خطاب عام کی تصاویر نتھی کر کے اسے نہایت شاندار جلسہ بنا دے گا۔

سمرتی جی دوسروں کو بے وقوف بنانا جس قدر آسان ہے خود اپنے آپ کو بہلانا شاید اتنا ہی مشکل ہے۔

ٹھیک ہے اب میں ایک آسان کام آپ کو سونپ رہی ہوں۔ آپ ہریانہ کے جاہل جاٹوں کو بھول کر ان پڑھے لکھے نوجوانوں کو حساب کتاب دیجئے میرا خیال

ہے جتنی ضرورت ان کو آپ کی ہے اتنی ہی ضرورت آپ کو ان کی بھی ہے۔

سمرتی نے فون رکھا اور پردے پر مدھو بالا نمودار ہوگئی۔ بھائیو اور بہنو! اس چائے پر چرچہ تو ایسی دلچسپ ہے کہ اسے روکنے کا من نہیں کرتا اور آپ لوگوں کی اٹھنے خواہش نہیں ہوتی ہوگی خیر وقت کا کیا جائے۔ ہم آپ سے اس لوک گان کے ساتھ اجازت لیتے ہیں۔ اسی کے ساتھ پردے پر نوجوانوں کا قافلہ شاہ جی کے دفتر کی جانب رواں دواں تھا اور عقب میں ترانہ چل رہا تھا:

ہم ہوں گے کامیاب۔
ہم ہوں گے کامیاب ایک دن
من میں ہے وشواس، پورا ہے وشواس
ہم ہوں گے کامیاب ایک دن

www.urduchannel.in

۱۷

نوجوان شاہ جی کے شرن میں پہنچے تو وزیر انسانی وسائل نے چین کا سانس لیا اور جئے پور میں موجود اپنے جیوتش کے آشرم کی جانب چل پڑیں۔ شاہ جی نے ایک عرصے کے بعد جب چند نوجوانوں کو اپنے دفتر میں آتے دیکھا تو بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے کہا فرمایئے میں آپ کی کیا خدمت کرسکتا ہوں؟

راہل نے پوچھا خدمت کی بات بعد میں ہوگی پہلے یہ بتایئے کہ ہم بے روزگار نوجوانوں کے بارے میں آپ لوگوں نے کیا سوچا ہے؟

اس بابت ہم لوگ بہت سنجیدہ ہیں۔ ہمارے پاس ایک طویل المدّتی منصوبہ جس پر اگر عملدرآمد ہوجائے تو بیروزگاری کا خاتمہ ہوجائیگا۔

منکل خوش ہوکر بولا لیکن وہ منصوبہ کیا ہے؟

لگتا ہے آپ لوگ ٹی وی نہیں دیکھتے۔ وزیراعظم نے ''میک ان انڈیا'' نامی مہم شروع کررکھی ہے۔ وہ اس کیلئے ساری دنیا کے سرمایہ کاروں کو ہندوستان آنے کی دعوت دے رہے ہیں۔ مختلف سربراہان مملکت کو سرمایہ کاری کیلئے آمادہ کیا جارہا ہے۔

نکل بولا لیکن ہم نے سنا ہے خود ہمارے دیسی سرمایہ دار بیرونِ ملک سرمایہ کاری کررہے ہیں ان کو اپنے ملک میں سرمایہ کاری پر آمادہ کیوں نہیں کیا جاتا؟

دیکھو آپ نوجوان ہو اس لئے نہیں جانتے سیاست کی تجارت میں سرمایہ کاروں کی احسانمندی بہت اہم ہوتی ہے۔ ہم ان پر اپنی مرضی نہیں لاد سکتے اور پھر

چونکہ وہ یہاں کی حالتِ زار سے واقف ہیں اس لئے ان کو تیار کرنا مشکل ہے جو غیر ملکی سرمایہ دار زمینی حقیقت سے واقف نہیں ہیں ان کو جھانسے میں لینا سہل تر ہے۔

شاہ جی کی ساری باتیں معقولیت سے پر تھیں اس لئے نوجوانوں کے پاس ان سے اتفاق کرنے کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہیں تھا۔ اس بیچ نکلؔ نے سوال کیا کہ پھر اس میں رکاوٹ کیا ہے؟ اس نیک کام میں تاخیر کیوں ہورہی ہے؟

شاہ جی اس سوال کا بڑی شدت سے انتظار کررہے تھے وہ بولے دیکھو بیٹے یہ صنعتیں خلاء میں تو نہیں بن سکتیں۔ انہیں قائم کرنے کیلئے زمین چاہئے جو کسانوں کے پاس ہے۔ ہم وہ زمین ان کسانوں سے لینا چاہتے ہیں لیکن حزب اختلاف اس میں رکاوٹ کھڑی کررہا ہے۔

راہل بولا زمین کسان کی ہے سرمایہ دار اسے خریدنا چاہتا ہے تو ان کے بیچ حزب اقتدار و اختلاف کہاں سے آگئے؟

دراصل بات یہ ہے کہ کسان اپنی زمین صنعتکاروں کو دینا نہیں چاہتے۔ ہم صنعتکاروں کی مدد کیلئے قانون بنا کر کسانوں سے زبردستی ان کی زمین لے کر سرمایہ کاروں کو دینا چاہتے ہیں لیکن حزب اختلاف اس قانون کو بننے نہیں دیتا۔

نکلؔ بولا کیا آپ کسانوں کا حق مار کر ہمارا پیٹ بھرنا چاہتے ہیں؟ ہمارا ضمیر اسے گوارہ نہیں کرتا۔

نہیں ایسی بات نہیں۔

نکلؔ نے پوچھا تو کیا بات ہے؟

اس سے پہلے کے شاہ جی جواب دیتے راہلؔ بول پڑا دراصل بات یہ ہے کہ یہ کسانوں کی زمین چھین کر سرمایہ کاروں کی تجوری بھرنا چاہتے ہیں۔ ہمارا مفاد تو ثانوی ہے جو سرکار کی اور صنعتکاروں کی مجبوری ہے۔ اگر ہم کام نہ کریں گے تو صنعتیں ازخود بند ہو جائیں گی۔

مکلؔ نے پوچھا لیکن ان کارخانوں میں بنایا کیا جائیگا؟

www.urduchannel.in

راہلؔ پھر بول پڑا مجھے پتہ ہے وہاں کیا بنایا جائیگا۔ ہمیں بے وقوف بنایا جائیگا اور کیا؟ ان لوگوں کو اس کے علاوہ آتا ہی کیا ہے؟

نکلؔ نے ایک سنجیدہ سوال کیا دیکھئے جناب یہ تو ایک طویل مدت والا منصوبہ ہے نہ جانے کب زمین ملے گی اور کب کارخانہ کھلے گا لیکن ہمارے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا چاہتا ہے۔ اس درمیانی وقفہ کیلئے آپ نے کیا کچھ سوچا ہے؟

شاہ جی اس سوال کیلئے تیار نہیں تھے اس لئے سوچ میں پڑ گئے اور کچھ دیر بعد بولے فی الحال اگر بہت پریشانی ہے تو اس کا حل فرقہ وارانہ فسادات ہیں۔ تم لوگ چھوٹے چھوٹے گروہ بنا کر اقلیتوں کی خوشحال بستیوں میں لوٹ پاٹ کا منصوبہ بناؤ اور حملے سے پہلے مجھے آگاہ کردیا کرو۔ میں پولس کو تمہارا محافظ بنادوں گا لیکن دیکھو قتل غارتگری اسی وقت کرنا جب ناگزیر ہو جائے اس لئے کہ اس سے بدنامی بہت ہوتی ہے اور ہاں چونکہ پولس پر ریاستی حکومت کا اختیار چلتا ہے اس لئے اپنی سرگرمیوں کو ہماری صوبائی سرکار والی ریاستوں تک محدود رکھو تو اچھا ہے۔

نکلؔ نے کہا یہ حل ہم جیسے پڑھے لکھے لوگوں کیلئے ذرا مشکل ہے اس لئے آپ ہمارا مسئلہ حل کرنے کیلئے اس کالے دھن کو واپس کیوں نہیں لاتے جس کے انتخاب سے قبل بہت چرچے تھے۔ اگر کسی طرح وہ ہم میں تقسیم ہوجائے تو ہم لوگ اپنے پیروں پر کھڑے ہوجائیں گے۔

اوہو مجھے خوشی ہے کہ آپ لوگوں کو انتخاب سے پہلے کی باتیں اب تک یاد ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ہم انہیں کب کے بھول چکے ہیں اور پھر ان انتخابی وعدوں کو اس طرح یاد رکھنا مناسب بھی نہیں ہے۔ وہ تو یوز اینڈ تھرو ٹائپ کی چیز ہوتے ہیں جنہیں الیکشن سے قبل استعمال کیا جاتا ہے اور اس کے فوراً بعد بھلا دیا جاتا ہے۔ اسی میں دونوں کی بھلائی ہے۔

مکلؔ نے سوال کیا دونوں سے مراد کون کون ہیں؟

شاہ جی نے ایک زوردار قہقہہ لگا کر کہا بہت بھولے ہو اتنا بھی نہیں سمجھے ایک

وہ جو وعدہ کرتا ہے اور دوسرا وہ جس سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ اس بیچ دونو کر ایک نقرئی کشتی میں پانی، چائے اور بسکٹ لے کر داخل ہوئے اور ماحول خوشگوار ہو گیا۔

راہل نے غور سے چائے کو دیکھ کر کہا ارے یہ کیا؟ یہ تو واقعی چائے ہے اس میں پتی، شکر، دودھ سب موجود ہے۔

نکلؤ بولا زہے نصیب شاہ جی ایک بات بتائیں کیا آپ نے اس پانی کی قیمت ادا کی ہے جو اس کے ساتھ ہے؟

شاہ جی سٹپٹا گئے۔ وہ بولے قیمت؟ کیسی قیمت؟ یہ بیش قیمت ہے؟

مکلؤ بولا یہی تو میں کہہ رہا تھا کہ چائے خانے میں جہاں سارے لوگ چائے کے نام پر ابلا ہوا پانی پی رہے ہیں وہیں آپ کھڑا چمچہ ملائی مار کے •••••

راہل بولا شاہ جی میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ اس چائے خانے میں داخل ہونے سے قبل کوپن خریدتے ہیں۔

ہم عوام کے نمائندے ہیں۔ لوگوں نے ہمیں منتخب کر کے کس لئے بھیجا ہے؟ ان کی مہر ہی ہمارے لئے کوپن کا درجہ رکھتی ہے۔

مکلؤ بولا لیکن اگر عوام کے مہر لگانے سے آپ لوگوں کو کوپن مل جاتا ہے تو وہ خود اس کے محتاج کیوں ہیں؟

شاہ جی کے پاس اس سوال کا جواب نہیں تھا وہ بولے یہ بڑے مشکل سوالات ہیں اور ان کا جواب وزیر اعظم کے علاوہ کوئی اور نہیں دے سکتا۔ میں ایسا کرتا ہوں کہ ان سے وقت لے کر آپ لوگوں کو آگاہ کرتا ہوں۔

راہل بولا لیکن یہ صرف ہمارا سوال نہیں ہے بلکہ ملک کا ہر شہری یہ سوال گزشتہ ۷۰ سال سے کر رہا ہے۔ آپ کس کس کیلئے وزیر اعظم سے وقت لیں گے؟

ہم اس مسئلہ کا حل نکالیں گے آپ فکر نہ کریں۔ میری گزارش یہ ہے کہ آپ لوگ فی الحال یہ چائے نوش فرمائیں۔ آئندہ ملاقات میں ان مسائل پر چرچا ہوگی۔

نکلؤ بولا ہمیں تو اس چائے سے رشوت کی بو آ رہی ہے۔ ہم اسے نہیں پی

www.urduchannel.in

سکتے ہم جا رہے ہیں۔ سارے لوگوں نے اس کی تائید کی اور کہا ہم جا رہے ہیں اور ساری دنیا کو اس چائے خانے کی حقیقت سے آگاہ کریں گے۔ نوجوانوں کے اس گروہ میں ایک کسان گجند رسنگھ چائے والا بھی تھا جو خاموشی کے ساتھ سارا تماشہ دیکھ رہا تھا۔ گزشتہ ایک سال سے اس کا سینہ پھول کر ۵۶ انچ کا ہو گیا تھا اس لئے کہ اسی کی برادری کا ایک آدمی ملک کا وزیر اعظم بن گیا تھا لیکن اس روز وہ بہت شرمندہ تھا۔ اس کیلئے ساتھیوں سے نظر ملانا مشکل ہو رہا تھا۔

چائے خانے کے باہر نکل کر سارے نوجوان پیپل کے پیڑ تلے سستانے کیلئے بیٹھ گئے۔ ایک ایک کر کے سب کی آنکھ لگ گئی لیکن گجند رسنگھ کی آنکھوں سے نیند غائب تھی۔ راہل گہری نیند میں سو رہا تھا اور ایک بھیانک خواب دیکھ رہا تھا جس میں کیجریوال ایک عظیم خطاب عام میں تقریر کرنے والے تھے اور عوام جوق در جوق رام لیلا میدان میں جمع ہو رہے تھے۔ ایسے میں اچانک ایک ہیبت ناک منظر کو دیکھ کر راہل کی آنکھ کھل گئی۔ راہل نے دیکھا رام لیلا میدان کے درمیان آم کے پیڑ پر گجند رسنگھ کی لاش لٹک رہی تھی۔

راہل گھبرا کر گجند رسنگھ، گجند رسنگھ چلاّنے لگا اگر گجندر وہاں ہوتا تو جواب دیتا۔ سارے لوگ جاگ گئے تھے اور پریشان تھے کہ آخر گجند رسنگھ اچانک کہاں غائب ہو گیا؟ راہل کے اندر یہ جرأت نہیں تھی کہ اپنا خواب سنائے اس لئے کہ خواب تو آخر خواب ہوتا ہے۔ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی اور وہ تو ایک ایسا خواب تھا کہ کوئی بھی نہیں چاہتا تھا کہ حقیقت میں بدلے۔

ناظرین دم سادھے ٹیلی ویژن کو دیکھ رہے تھے کہ مدھو بالا نمودار ہوئی اور اس نے اعلان کیا گجند رسنگھ کہاں گیا؟ اس کے ساتھ کیا ہوا یہ جاننے کیلئے آپ کو دوبارہ اسی محفل میں آنا ہوگا جس کا نام ہے ''آم کے آم گٹھلیوں کے دام'' لیکن جاتے جاتے ۱۹۶۷ کی فلم نونہال میں کیفی اعظمی کے فکر کی اڑان دیکھتے جائیں جسے ملک کے اولین وزیر اعظم کے جنازے پر فلمایا گیا۔ ایسا لگتا ہے پنڈت جی کا حسین خواب ان کے

ساتھ ہی نذرِ آتش کر دیا گیا:

میری آواز سنو، پیار کے راز سنو
میں نے ایک پھول جو سینے پہ سجا رکھا تھا
اس کے پردے میں تمہیں دل سے لگا رکھا تھا
تھا جدا سب سے میرے عشق کا انداز سنو

زندگی بھر مجھے نفرت سی رہی اشکوں سے
مرے خوابوں کو تم اشکوں میں ڈبوتے کیوں ہو
جو میری طرح جیا کرتے ہیں کب مرتے ہیں
تھک گیا ہوں مجھے سو لینے دو، روتے کیوں ہو
سو کے بھی جاگتے ہی رہتے ہیں جانباز سنو

نونہال آتے ہیں، ارتھی کو کنارے کر لو
میں جہاں تھا انہیں جانا ہے وہاں سے آگے
آسماں ان کا، زمیں ان کی، زمانہ ان کا
ہیں کئی ان کے جہاں مرے جہاں سے آگے
انہیں کلیاں نہ کہو، ہیں یہ چمن ساز سنو

کیوں سنواری ہے یہ چندن کی چتا مرے لئے
میں کوئی جسم نہیں ہوں کہ جلاؤ گے مجھے
راکھ کے ساتھ بکھر جاؤں گا میں دنیا میں
تم جہاں کھاؤ گے ٹھوکر وہاں پاؤ گے مجھے

www.urduchannel.in

.....

ناظرین کو شکایت تھی کہ منگو ابتدائی پروگرام کے بعد جو گیا تو غائب ہی ہو گیا حالانکہ وہ نہیں جانتے تھے کہ یہ سارکیا دھرا اسی کا ہے۔ مدھو بالا تو صرف ایک فسانہ ہے اس چائے خانے کی حقیقت تو منگو ہے۔ ناظرین کی فرمائش پر آئندہ ہفتہ مدھو بالا نے پھر سے منگو کا استقبال کیا اور ناظرین سے کہا کہ مجھے یقین ہے آپ سب لوگ گجندر سنگھ کے بارے میں جاننے کیلئے بے چین ہوں گے؟

اس کے ساتھ کیا ہوا؟ اور کیوں ہوا؟ یہ بتانے کیلئے میں آپ کے چہیتے تجزیہ نگار مونگیری لال عرف منگو کو دعوت دیتی ہوں کہ اپنے مخصوص انداز میں ان تمام لوگوں کی نقاب کشائی کریں جو گجندر سنگھ کو ایک بھیانک انجام سے دوچار کرنے کیلئے بالواسطہ یا بلاواسطہ ذمہ دار ہیں۔ منگو جی تشریف لائیے۔ آم کے آم اور گٹھلیوں کے دام میں آپ کا پھر ایک بار سواگت ہے۔

سوگوار چہرے کے ساتھ نمودار ہونے والے منگو نے ایک جانب اشارہ کر کے کہا وہ دیکھئے۔ اس آم کے درخت کو غور سے دیکھئے اس پر آم نہیں بلکہ ایک عام آدمی لٹکا ہوا ہے اور یہی وہ آدمی ہے جس کے انجام نے پورے ملک کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ گجندر سنگھ نے یہ انتہائی فیصلہ کیوں کیا؟ یہ جاننے سے پہلے میں آپ کو بتادوں کہ گجندر سنگھ کون تھا؟ ٹیلیویژن کے پردے پر رام لیلا میدان میں منعقد ہونے والی کیجریوال کے عظیم الشان جلسے کا منظر تھا۔ فلک شگاف نعرے لگ رہے تھے۔ ''نہ ہاتھ اٹھے گا اور نہ کمل کھلے گا۔ اب جھاڑو چلے گا جھاڑو''۔

منگو نے اپنا خطاب جاری رکھا ناظرین کرام آپ نے دیکھا راجستھان کا رہنے والا گجندر سنگھ بڑی امیدوں کے ساتھ زعفرانی چائے خانے میں گیا لیکن جب اسے وہاں پر مایوسی ہاتھ لگی تو وہاں سے اٹھ کر وہ عام آدمی پارٹی کی کسان ریلی میں شرکت کیلئے چلا گیا۔ یہ ستم ظریفی ہے کہ الٹا چور کوتوال کی مصداق جس پارٹی نے اسے کسان ریلی میں جانے کیلئے مجبور کیا وہ بھاجپ اس سانحہ کیلئے آپ کو ذمہ دار ٹھہرا رہی۔

جن کانگریسیوں کے ساتھ وہ چائے خانے سے نکلا تھا وہ نہ صرف عاپ بلکہ بھاجپ کی کسان مخالف پالیسی پر سوال اٹھا رہے ہیں اور دونوں جماعتوں پر مقدمہ دائر کرنے کا مطالبہ کررہے ہیں لیکن افسوس کہ عام آدمی پارٹی نے ناعاقبت اندیشی کی اس احمقانہ دوڑ میں سب کو مات دے دی۔ منگو نے اس روز بی جے پی اور کانگریس سمیت عآپ کونشانے پر لے لیا تھا جس سے تمام دہلی میں ہلچل مچ گئی تھی۔

منگو بولا آیئے اب ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ اس منحوس دن کیا ہوا۔ گجندر سنگھ زعفرانی چائے کے نشے میں رام لیلا میدان آیا اور اسٹیج کے قریب پیڑ پر چڑھ گیا۔ عآپ کے سکریٹری سنجے سنگھ نے جب اسے دیکھا تو نیچے آنے کی درخواست کی ۔ گجندر سنگھ نے سنجے سنگھ کا مشورہ مسترد کردیا۔ سنجے نے گجندر پر پرشانت یا یوگیندر کی طرح کوئی سخت کارروائی نہیں کی اس لئے کہ وہ تو بس نافرمان تھا مگر باغی نہیں تھا۔

غورطلب بات یہ ہے قانون کی حکمرانی کا دعویٰ کرنے والے کیجریوال نے اس جلسۂ عام کیلئے بلدیہ سے اجازت لینے کی ضرورت تک محسوس نہیں کی تھی اس لئے کہ دہلی میں جھاڑو کا بول بالا ہے۔ اس کے باوجود پولس کمشنر وجئے سنگھ کو یہ غلط فہمی ہوگئی کہ اس میں ۲۰ ہزار لوگ شریک ہوں گے۔ انہوں نے مظاہرے کو رام لیلا میدان میں منتقل کرنے کا مشورہ دیا لیکن کیجریوال جی کسی کی سنتے کب ہیں؟ خیر بھلا ہوان کی عدم مقبولیت کا جو پنجاب سے لے کر مہاراشٹر تک کے صرف ۳ہزار لوگ ریلی میں آئے۔ ان اعدادوشمار سے دہلی کے اندر عآپ کے تئیں عوامی بیزاری کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

عآپ کے دفتر میں بیٹھے سسودیہ کی طرح چنائی سیٹھ کی سمجھ میں بھی یہ نہیں آرہا تھا کہ منگو یہ خودکشی کی کوشش کیوں کررہا ہے۔ درحقیقت وہ سماچار منورنجن کا جہاز ڈبونے کی درپردہ سازش میں ملوث ہوچکا تھا۔

منگو ناظرین سے کہہ رہا تھا وہ دیکھئے ٹی وی کے پردے پر عآپ کے سب سے تیز طرار مقرر کمار وشواس کی شعلہ بیانی دیکھئے اور یہ کیا ان کی نظر پیڑ سے لٹکنے کی سعی

www.urduchannel.in

کرنے والے گجندر پر پڑ گئی اور آپ خود سنیے کہ وہ کس طرح گجندر کو نیچے آنے کی تلقین کررہے ہیں۔ منگو پردے سے غائب ہوگیا تھا اور رام لیلا میدان کے مناظر کے ساتھ کمار وشواس کی تقریر نشر ہورہی تھی۔ منگو پھر درمیان میں آیا دوستو یہ کمار وشواس جیسے مسخرے شاعر کے بس کی بات نہیں ہے کہ وہ مایوس کسان کو اپنے خطرناک ارادوں سے باز رکھ سکیں اس لئے اب پارٹی کے سکریٹری سنجے سنگھ نے مائک سنبھال لیا ہے اور گجندر کو مخاطب کرنے کے بجائے پولس کو مدد کیلئے بلا رہے ہیں ۔

منگو نے سنجے سنگھ کی کلپ دکھانے کے بعد کہا اب میں آپ کو ایک چونکا دینے والا منظر دکھانے جارہا ہوں۔ یہ دیکھیے کہ جس وقت یہ خطرناک واقعہ رونما ہورہا ہے وہاں موجود ہماری فرض شناس پولس کیا کررہی تھی؟ وہ لوگ اپنے واکی ٹاکی پر اس حادثے کی تفصیل نہ جانے کس کو بتاتے رہے تھے لیکن مدد کیلئے آگے نہیں آرہے تھے۔ منگو بولا مجھے امید ہے کہ ہمارے فاضل ناظرین کو پتہ ہوگا کہ دہلی پر کیجریوال کا راج ضرور ہے لیکن پولس فورس ان کے تابع نہیں ہے۔ انتظامیہ دراصل مرکزی حکومت کو جوابدہ ہے اس لئے اسی کی سنتا ہے۔

مدھو نے درمیان میں سوال کیا منگو جی کیا آپ پولس کی اس بےحسی پر روشنی ڈالنے کی زحمت گوارہ کریں گے؟

منگو بولا کیوں نہیں ہمارے ملک کی پولس کچھ زیادہ ہی نظم ضبط کی پابند ہے۔ وہ اس وقت تک حرکت میں نہیں آتی جب تک کہ اعلیٰ افسران اس کا حکم نہ دیں۔ اعلیٰ افسر اس وقت حکم نہیں دیتے جب تک کہ ان کے پاس شکایت درج نہ کرائی جائے اور اسے رشوت یا سیاست کے دباؤ سے زیربار نہ کیا جائے۔

مدھو نے پوچھا لیکن اس سنگین صورتحال میں عآپ کے رہنماؤں کو کیا ہوگیا ہے وہ اسٹیج پر فیویکول لگا کر کیوں چپکے ہوئے ہیں ۔ وہ ملائے اعلیٰ سے نیچے آنے کی زحمت کیوں گوارہ نہیں کرتے؟

میڈم ان کا خود جانا ضروری نہیں ہے اگر وزیراعلیٰ یا نائب وزیراعلیٰ خاموش

تماشائی بنے رہنے کے بجائے اپنے حفاظتی دستے کو حکم دیں کہ وہ مدد کیلئے جائیں تب بھی حادثہ ٹل سکتا ہے۔

حفاظتی دستے کے وہ ارکان از خود بھی تو انسانی بنیادوں پر اجازت طلب کر کے ایک عام آدمی کو مرنے سے بچا سکتے ہیں اس لئے اس وقت خاص لوگوں کی حفاظت کے بجائے عام آدمی کی جان بچانا زیادہ ضروری ہے۔

مدھو بالا جی ہمارا سیاسی شعور دم توڑ چکا ہے ۔ اسے سرِ عام پیڑ سے لٹکا کر پھانسی دی جا چکی ہے۔انتظامیہ اور مقننہ کی ارتھی اُٹھ چکی ہے لیکن عام آدمی اب بھی زندہ ہے وہی امید کی کرن ہے۔ وہ دیکھئے عام آدمی کی مدد کیلئے عام لوگوں میں سے تین افراد اوپر پیڑ پر چڑھ رہے ہیں اور چار نیچے چادر تان کر کھڑے ہو گئے ہیں۔

مدھو بولی یہ لاوڈ اسپیکر پر کیا اعلان ہو رہا ہے؟

وہ سنجے سنگھ ہیں جو جلسہ میں موجود خاموش تماشائیوں کو اپنی جگہ اطمینان و سکون کے ساتھ بیٹھے رہنے کی تلقین کرتے رہے ہیں۔ اور اس کے بعد ناظرین نے اپنے ٹی وی کے پردے پر وہ دلخراش منظر بھی دیکھا کہ اوپر چڑھنے والوں سے جب پھندا نہ کھلا تو انہوں نے اسے کاٹ کر گجندر کو نیچے گرا دیا۔ گجندر کے جسم کا وزن نیچے والوں کی چادر نہیں سنبھال نہ سکی وہ پھٹ گئی اور اسی ساتھ گجندر کی لاش زمین بوس ہو گئی ۔عوام نے یہ تفصیل تو اخبارات میں پڑھی تھی مگر پہلی بار ان رونگٹے کھڑے کرنے والے مناظر کو اس طرح نشر کیا گیا تھا۔

منگو نے کہا دوستو ہمیں افسوس ہے کہ اس کے بعد رام منوہر لوہیا اسپتال میں جو کچھ ہوا اس کے مناظر ہم آپ کو نہیں دکھا سکتے اس لئے انہیں کسی نے فلمبند کرنا ضروری نہیں سمجھا سارے کیمرے رام لیلا میدان میں کیجریوال کی راس لیلا نشر کرنے پر تعینات تھے کسی کو رام منوہر اسپتال میں آخری بار ہے رام کہنے والے کسان کی پرواہ نہیں تھی۔

ہمارے ذرائع ابلاغ کی اس شرمناک کارکردگی پر میں شرمندہ ہوں ۔آپ

www.urduchannel.in

سب سے معذرت طلب کرتا ہوں اور اسی لئے میں اس پروگرام سے کنارہ کش بھی ہو گیا تھا لیکن مدھو بالا اور آپ لوگوں کے اصرار پر آج یہ بتانے کیلئے حاضر ہوا ہوں کہ ڈاکٹروں نے گجندر کو مردہ قرار دے دیا اور اسی کے ساتھ مونگیری لال کے سارے سپنے ٹوٹ کر بکھر گئے۔

مدھو نے کہا ناظرین ابھی ایک بریک کا وقت ہے مجھے یقین ہے کہ آپ اس موڑ پر ہمارا ساتھ چھوڑ کر کہیں اور نہیں جا سکتے ۔ میں ۱۹۷۰ کی فلم سفر کے اس نغمہ کے ساتھ آپ سے اجازت لیتی ہوں جسے کشور کمار نے اپنی دردانگیز آواز میں گایا ۔ اور کلیان جی آنند جی کا یہ سنگیت گجندر سنگھ کی نذر ہے:

زندگی کا سفر ہے یہ کیسا سفر، کوئی سمجھا نہیں کوئی جانا نہیں
ہے یہ کیسی ڈگر چلتے ہے سب مگر، کوئی سمجھا نہیں کوئی جانا نہیں

زندگی کو بہت پیار ہم نے دیا، موت سے بھی محبت نبھائے گے ہم
روتے روتے زمانے میں آئے مگر، ہنستے ہنستے زمانے سے جائیں گے ہم
جائیں گے پر کدھر ہے کسے یہ خبر، کوئی سمجھے نہیں کوئی جانا نہیں

ایسے جیون بھی ہیں جو جیئے ہی نہیں،
جن کو جینے سے پہلے ہی موت آ گئی
پھول ایسے بھی ہیں جو کھلے ہی نہیں،
جن کو کھلنے سے پہلے قضا کھا گئی
ہے پریشان نظر تھک گئے چارہ گر،
کوئی سمجھا نہیں کوئی جانا نہیں!

.....

بریک کے بعد منگو پھر ایک بار ناظرین سے مخاطب تھا۔ رام لیلا میدان میں گجندر کا المناک معاملہ ۱۵ تا ۲۰ منٹ چلا اور اس کے بعد سب کچھ معمول پر آ گیا۔ جلسے کی کارروائی اس طرح آگے بڑھ رہی تھی جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

مدھو بالا نے درمیان میں پوچھا یہ لوگ اپنی بکواس کب تک جاری رکھیں گے اور گجندر کی خبر گیری کی جائیگی یا نہیں؟

میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ۸۷ منٹ بعد کیا ہوا؟ اب سارے مقرر نمٹ چکے ہیں اور نائب وزیر اعلیٰ سسودیہ کو دعوت سخن دی جارہی ہے یہ دیکھو کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں ''میں جلسے کے بعد اسپتال جاوں گا''۔

کب جائیں گے؟

آپ نے سنا نہیں جلسہ ختم ہونے کے بعد اگر اس وقت تک غریب کسان کا انتم سنسکار ہو چکا ہو تو اپنی بلا سے۔

یہ درمیان میں ہنگامہ کس بات کا ہے؟

یہ دہلی سرکار کے تحت چلنے والے اسکولوں میں کام کرنے والے مہمان اساتذہ ہیں۔ انتخاب سے قبل ان عارضی اساتذہ کو مستقل کرنے کا آپ نے وعدہ کیا تھا لیکن وہ اپنے وعدے سے صاف مکر چکی ہے۔ اسکے بعد کی کلپ میں دکھایا گیا کہ وہ کیجر یوال کی تقریر کے دوران ''کیجر یوال ہوش میں آؤ'' کا نعرہ لگا رہے ہیں اور میدان میں موجود دسامعین نے ان کا ساتھ دینے کے بجائے انہیں مودی کے چمچے قرار دے کر جوابی نعرے بازی میں جٹ گئے ہیں۔

مدھو بالا نے پوچھا کیا وزیر اعلیٰ کیجر یوال نے بھی اس خودکشی پر کچھ نہیں کہا؟

منگو نے ایک اور کلپ چلادی جس میں اروند کیجر یوال تالیوں کی گڑگڑاہٹ کے بیچ اس سانحہ کیلئے دہلی پولس کو موردِ الزام ٹھہراتے ہوئے دکھائی دیئے۔ کیجر یوال حاضرین کو یاد دلا رہے تھے کہ دہلی پولس ان کے نہیں بلکہ مرکزی حکومت تحت ہے اس لئے بی جے پی اس لا پراہی کیلئے ذمہ دار ہے۔ کیجر یوال یہ بتانے سے بھی نہیں چوکے

www.urduchannel.in

کہ گجندر سنگھ راجستھان سے مایوس ہو کر خودکشی کرنے کیلئے دہلی آیا تھا اور وہاں بھی وجئے راجے سندھیا برسرِ اقتدار ہیں اس لئے بی جے پی کی دوہری ذمہ داری ہے۔

کیا خود کچھ نہیں کرنا اور دوسروں پر الزام تراشی منافقت کی انتہا نہیں ہے؟

منگو بولا جی نہیں آپ کے دیگر رہنماوں نے تو اروند کیجر یوال کو بھی شرمندہ کر دیا۔ اب ٹی وی کے پردے پر سومناتھ بھارتی کا ٹویٹ تھا ''یہ سیاسی سازش ہے''۔ منگو نے بتایا اس پر وبال مچا تو انہوں نے رجوع فرما لیا۔ لیکن پھر ہماری ہی برادری کے صحافی اسوتوش نے طنزیہ اعتراف لکھا جی ہاں کیجر یوال کو پیڑ پر چڑھ جانا چاہیے تھا۔ ان کو بھی بعد میں اپنی غلطی کا احساس ہوا تو معذرت چاہ لی۔

سنجے سنگھ سے بھلا کب پیچھے رہنے والے تھے ان کا یہ بیان سنیے اور خود ہی فیصلہ کیجئے کہ جھاڑو کا مستحق کون ہے؟ اب سنگھ کی کلپ چل پڑی ان سے پوچھا جارہا تھا ''آپ نے حادثے کے بعد جلسہ معطل کیوں نہیں کیا اور وہ بڑی بے حیائی سے یاد دلا رہے ہیں کہ مودی جی بھی تو پٹنہ میں دھماکے باوجود تقریر کر کے لوٹے تھے''۔

مدھو بالا بولی اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ سنجے سنگھ صاحب نے تسلیم کرلیا کہ اب آپ اور بھاجپ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ منگو جی بتایئے کہ ایسا کیوں ہوتا ہے کہ نظام کو بدلنے کا دعویٰ کرنے والے خود بدل جاتے ہیں؟

منگو گمبھیر لہجے میں گویا ہوا۔ کیجر یوال بھی اب پردھان جی کے نقش قدم پر چلنے لگے ہیں اس لئے کہ جمہوریت کی دیوی اسی راہ پر چلنے والوں کے سر پر تاج سجاتی ہے۔ آج مودی جی وزیر اعظم ہیں کل کیجر یوال ہو جائیں گے لیکن ملک کے غریب کسان کا مقدر نہیں بدلے گا جو آج خودکشی کر رہا ہے کل بھی فاقہ مست رہے گا۔

مدھو بالا نے پوچھا کیا گجندر کا خون رائیگاں جائیگا اب آگے کچھ نہیں ہوگا؟

یہ آپ سے کس نے کہا؟ ہمارے یہاں مسائل حل نہیں ہوتے مگر اس پر سیاست ہوتی ہے سو چل رہی ہے۔ احتجاج کا سلسلہ چل پڑا ہے۔ راہل گاندھی اسپتال پہنچ کر اس معاملے کو تحویل اراضی قانون سے جوڑ رہے ہیں اور کانگریسی ورکرس

کیجریوال کے گھر جا کر ان کا پتلا نذرِ آتش کررہے ہیں ۔ جس وقت منگو یہ کہہ رہا تھا پردے پر متعلقہ مناظر چل رہے تھے۔

مدھو بالا نے پوچھا لیکن بی جے پی کیا کررہی ہے؟

بی جے پی والوں کا احساسِ جرم انہیں پولس محکمہ کے صدر دفتر لے گیا جو خود ان کی تابعدار ہے۔ منگو بولا یہ دیکھیے بھاجپ والے اپنا داغ دار دامن صاف کرنے کیلئے جن کے خلاف نعرے بازی کررہے ہیں وہی پولس فورس پانی کے فواروں سے نہ صرف ان کا دامن دھورہی ہے بلکہ تن من ٹھنڈا کرنے میں مصروف ہے۔

مدھو نے سوال کیا لیکن فی الحال پارلیمان کا اجلاس بھی تو جاری ہے؟

ایوانِ پارلیمان میں تمام حزب اختلاف نے ایک آواز ہوکر یہ مسئلہ اٹھایا اور بی جے پی نے بھی اس پر صاد کہہ دیا گویا سارے پاکھنڈی ہم آواز ہوگئے ۔ اسی کے ساتھ منگو نے ایوان میں دیا گیا وزیراعظم کا پھسپھسا بیان نشر کردیا جس میں کہا گیا تھا ہم کسان کو تنہا نہیں چھوڑ سکتے۔

مدھو نے پوچھا اس بیان بازی کی توجیہ کیا ہے؟

منگو ہنس کر بولا ظاہر ہے اناج برآمد کیا جاسکتا ہے لیکن ووٹ نہیں۔ اس لئے کسانوں کو بہلانا پھسلانا پڑتا ہے۔

گجندر کے بعد کسانوں کی خودکشی کے کئی واقعات سامنے آئے ۔ مہاراشٹر اور آندھرا میں یہ سلسلہ رکنے کا نام نہیں لیتا اس کی کیا وجہ ہے؟

اس کا بنیادی سبب یہ ہے کہ حکومت ان کے مسائل حل کرنے کے بجائے ان کے سیاسی استحصال میں مصروف رہتی ہے مثلاً راجستھان کی وزیراعلیٰ وجئے راجے سندھیا کا بیان کہ ہم ہر صورت میں کسان کے ساتھ ہیں وہیں کے بی جے پی رکن پارلیمان سمیندھانند سرسوتی کا بیان کہ ہماری ریاست کے کسان صبر وضبط کیلئے ساری دنیا میں مشہور ہیں۔ وہ مسلسل ۱۵ سالوں تک قحط کا سامنا کرنے کے باوجود مایوس نہیں ہوتے ۔ اس لئے یہ پتہ کرنا پڑے گا کہ کیا آپ کی ریلی میں موجود لوگوں نے گجندر

www.urduchannel.in

کو ہیجان کا شکار کردیا تھا یا خودکشی کے پیچھے کچھ اور عوامل کارفرما تھے۔

مدھو نے کہا منگو جی آج کا وقت ختم ہورہا ہے اس لئے آپ جاتے جاتے ہمارے ناظرین کو کیا سنانا پسند کریں گے؟

کسانوں کا مسئلہ زیر بحث آئے تو مجھے بے ساختہ منوج کمار کی مشہور فلم اپکار کا وہ نغمہ یاد آتا ہے جو ہر یوم آزادی اور یوم جمہوریہ کو بجتا ہی بجتا ہے۔ وہی سنا دیجئے:

میرے دیش کی دھرتی سونا اگلے ،
اگلے ہیرے موتی ،
میرے دیش کی دھرتی
بیلوں کے گلے میں جب گھنگھرو جیون کا راگ سناتے ہیں
غم کوسوں دور ہوتا ہے خوشیوں کے کمل مسکاتے ہیں
سن کے رہٹکی آوازیں یوں لگے کوئی شہنائی بجے
آتے ہی مست بہاروں کے دلہن کی طرح ہر کھیت سجے
میرے دیش کی دھرتی سونا اگلے ،
اگلے ہیرے موتی ،
میرے دیش کی دھرتی

۱۸

زعفرانی چائے خانے والے پروگرام کا اختتام اس قدر حیرت انگیز تھا کہ بی جے پی والے بھی سماچار منورنجن دیکھنے لگے تھے اور اس کے ٹی آر پی میں نیا اضافہ ہوگیا تھا لیکن عآپ کے رہنما جن کے سہارے یہ چینل چل رہا تھا گجندر سنگھ والے اپنی سوڈ سے بہت ناراض تھے۔ ان لوگوں نے پہلے تو چنائی سیٹھ کو ڈرایا دھمکایا اور پھر لالچ دے کر پروگرام کا لب ولہجہ تبدیل کرنے پر مجبور کردیا۔

اگلے ہفتہ مدھو بلا اپنے مخصوص انداز میں منگو سے مخاطب ہوکر بولی مونگیری لال جی تہوار کے اس خوشگوار موسم میں آپ کا' آم کے آم گٹھلیوں کے دام' میں پھر سے سواگت ہے۔ چائے کی تلخی بہت ہوچکی اب آیئے کچھ میٹھے آموں کا ذکر ہوجائے۔ اور پھر ناظرین سے مخاطب ہوکر کہا ناظرین کرام ! اب آپ اس خوشبودار تازہ آم کا مزہ لیجئے جو سیدھے پیڑ سے ہمارے اسٹوڈیو کے آنگن میں پک کر گر پڑا ہے۔

منگو نے ہاتھ جوڑ کر ناظرین کو پرنام کیا وہ کسی پیشہ ور مسخرے کی نقالی کررہا تھا جسے عرف عام میں ممکری آرٹسٹ کہا جاتا ہے۔ اسٹوڈیو میں موجود شہنائی والوں نے راگ سواگت ملہار چھیڑ دیا اور طبلے والے بھی سر میں سر ملانے لگے۔ ان سب نے مل کر ایک نہایت خوشگوار فضا تیار کردی گئی۔ ناظرین حیرت سے منگو کو دیکھ رہے تھے جس کا لب ولہجہ، چال ڈھال اور حلیہ سب کچھ تبدیل ہوچکا تھا۔

سنگیت کی پھوار رکی تو مدھو بالا نے سوال کیا شری مونگیری لال عرف منگو کیا

www.urduchannel.in

آپ بتا سکتے ہیں کہ آم پکنے کے بعد پیڑ سے اپنے آپ کیوں گر جاتا ہے؟

منگو بولا اس سوال کا بہترین جواب تو آپ پارٹی والے ہی دے سکتے ہیں جو پکنے کے بعد ٹپا ٹپا پیڑ سے گر کر مٹی میں مل رہے ہیں لیکن یہ ان کیلئے کوئی گمبھیر مسئلہ نہیں ہے آپ کے پاس ایک زوردار جھاڑو ہے جو ویکیوم کلینر سے بہتر کام کرتا ہے۔

مدھو بالا بولی یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں؟

مس مدھو بالا آپ دہلی انتخاب کے نتائج اتنی جلدی بھول گئیں یہ ویکیوم کلینر کانگریس کو پوری طرح نگل چکا ہے اور بی جے پی کو ڈھاک کے تین پات کردیا ہے۔

لیکن جناب آپ نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔

دراصل میرا طریقہ یہ ہے کہ میں مسئلہ کا حل پہلے بتاتا ہوں اور اس کے اسباب بعد میں پیش کرتا ہوں۔

بیماری کا علاج پہلے اور تشخیص بعد میں؟ کیا یہ ترتیب الٹی نہیں ہے؟

جی نہیں میڈم بیمار کو علاج میں دلچسپی ہوتی ہے جس کیلئے دوا ضروری ہے۔ تشخیص ثانوی درجہ کی چیز ہے اس کا ہونا یا درست ہونا ضروری نہیں ہے مریض صحتیاب ہوجائے یہ کافی ہے۔ اس لئے آپ بھی پیڑ گننے کے بجائے آم کھایئے۔

منگو نے اپنی منطق سے نہ صرف مدھو کو چاروں شانے چت کردیا بلکہ اپنی کمزوری پر بھی پردہ ڈال دیا لیکن مدھو آسانی سے ماننے والوں میں سے نہیں تھی۔ اس نے کہا میں اتفاق کرتی ہوں کہ علاج کی اہمیت زیادہ ہے لیکن اس کے باوجود کیا آپ کم اہمیت کے حامل اسباب پر بھی روشنی ڈالنا پسند کریں گے؟

میڈم ابتداء میں جب جماعت یعنی شاخ ہری بھری اور مضبوط ہوتی ہے۔ اس پر لگنے والے پھل کچے اور کمزور ہوتے ہیں۔

جی ہاں میں آپ کی تائید کرتی ہوں۔

شکریہ لیکن وقت کے ساتھ شاخ کمزور ہوجاتی اور پکے ہوئے پھل رسدار اور بھاری ہوجاتے ہیں۔ اس لئے وہ انہیں سنبھال نہیں پاتی اور ہوا کے جھونکوں سے یہ پھل

ٹوٹ کر زمین پر آجاتے ہیں۔

جی ہاں اس کا مشاہدہ میں نے بھی کیا ہے لیکن اس کے بعد کیا ہوتا ہے؟

اس کے بعد یہ پھل داغدار ہوجاتے ہیں۔ ان کی کوئی قدر و قیمت نہیں رہتی۔ یہ اپنے باغبان کے کسی کام نہیں آتے۔ مفت میں اٹھا لئے جاتے ہیں یا سڑ گل کر برباد ہوجاتے ہیں۔

فلسفہ کی حد تک تو آپ کی بات درست ہے مگر موجودہ سیاسی تناظر میں آپ اس کی توضیح کیسے کریں گے؟

دیکھئے انتخابی موسم میں سیاست کا باغ پھلتا پھولتا ہے۔ اس میں مختلف قسم کے پیڑ لگے ہوتے ہیں۔ ان میں سے جس پیڑ کو رائے دہندگان کھاد پانی فراہم کرتے ہیں اس پر پھل لگتے ہیں بقیہ سوکھ جاتے ہیں۔ اب جبکہ پھل لگ گئے بلکہ پک بھی گئے تو ان سے استفادہ کرنے کیلئے توڑنا ضروری ہے۔ باغبان اگر ان کو بروقت توڑنے کے بجائے آپسی سر پھٹول میں مصروف ہوجائے تو پھل اتنے بھاری اور ان کی ڈالی اس قدر کمزور ہوجاتی ہے کہ ہوا کا ایک ہلکا سا جھونکا بھی ان رس بھرے بھاری بھرکم پھلوں کو شاخ سے الگ کر کے زمین بوس کرنے کیلئے کافی ہوتا ہے۔ وہ بیچارے خود اپنے وزن سے دھرتی پکڑ لیتے ہیں۔

ٹی وی کے پردے پر پوپ کورن کھانے والے ناظرین منگو کے ذریعہ پروسے گئے اس مقوی پکوان کے ذائقہ سے حیران اور پریشان تھے۔ شور شرابہ اور الزام و بہتان سے ہٹ کر کوئی سنجیدہ بات ان کے پلے نہیں پڑتی تھی۔

مدھو خوش ہوکر بولی مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ عام آدمی پارٹی کے حقیقی ترجمان آپ ہیں جو اس خوبی کے ساتھ ان کا موقف بیان کررہے ہیں۔

میڈم برائے کرم آپ میرے حوالے سے غلط فہمی پھیلانے سے گریز فرمائیں۔ میں عام آدمی ضرور ہوں لیکن عام آدمی پارٹی سے میرا کوئی تعلق نہیں۔

تو کیا آپ اس کے مخالف ہیں؟

جی نہیں میں نہ تو کسی کا مستقل مخالف ہوں اور نہ کسی کا زرخرید حامی۔ میں

www.urduchannel.in

من موجی آدمی ہوں جب جس کی چاہتا ہوں حمایت کرتا ہوں یا مخالفت کر دیتا ہوں۔ میں اس وقت بھی موجود تھا کہ جب عام آدمی پارٹی نہیں تھی اور اس وقت بھی موجود رہوں گا جب آدمی پارٹی نیست و نابود ہوجائیگی۔

کیا یہ پیشن گوئی ہے کہ جلد ہی یہ نئی پارٹی صفحۂ ہستی سے مٹ جائیگی؟

یہ جلد ہی کہاں سے آ گیا؟ اور کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ جلد یا بدیر ہر کسی کو فنا ہونا ہے۔ بالآخر ایک دن یہ ساری بساط لپیٹ کر رکھ دی جائیگی۔

اس دن آپ جیسے عام آدمی کا کیا ہوگا؟

اس دن خاص و عام کا فرق مٹ جائیگا۔

تو کیا اس کے بعد بھی عام آدمی کا وجود باقی رہے گا؟

جی ہاں انسان تو موجود ہوگا لیکن اس کی کیفیت بدل جائیگی۔

میں نہیں سمجھی اور شاید ہمارے ناظرین بھی نہیں سمجھ سکے ہوں گے اس لئے وضاحت فرمائیں۔

یہ سمجھ لو کہ اس وقت کھیتی باڑی کی مہلت عمل ختم ہوچکی ہوگی اور ہر شخص اپنی بوئی ہوئی فصل کاٹے گا۔ کسی کے حصے میں رس بھرے آم آئیں گے اور کوئی ببول کے کانٹے چنے گا۔

آپ کا پروچن سن کر میرا جی چاہتا ہے کہ آپ کو سنت منگو مہاراج کہہ کر مخاطب کروں مگر اب پرلوک کی باتیں چھوڑیئے اور اس لوک کے بارے میں کچھ مارگ درشن دیجئے۔ آج ہمارے پروگرام 'آم کے آم گٹھلیوں کے دام' کا عنوان ہے 'عام آدمی پارٹی' کی حکومت کا پہلا مہینہ۔ اس دوران اس جماعت نے کیا کھویا اور کیا پایا؟

ایک مہینہ تو کوئی مدت ہی نہیں ہوتی آپ دیکھئے بی جے پی کی مرکزی سرکار نے پورے ۹ مہینے بعد آپ سرکار کو جنم دیا۔ اس سے تو بہتر تھا کہ وہ بانجھ ہوتی۔ اسی لئے چانکیہ کا کہنا ہے سیاسی بساط پر کئی بار کچھ نہ کرنا بہت کچھ کرنے سے بہتر ہوتا ہے۔

کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اس دوران آپ نے کچھ بھی نہیں کیا؟

یہ تو میں نے نہیں کہا۔ اس ایک ماہ میں عآپ جو کر دکھایا اس کو کرنے کیلئے دوسری سیاسی جماعتوں کو کئی سال لگ گئے اور کچھ بدنصیب پارٹیاں تو وہ سب کئے بنا ہی اس دارِفانی سے کوچ کر گئیں۔

میں آپ کا مطلب نہیں سمجھی؟

دھیرج رکھو سب سمجھ میں آجائے گا۔ اس وقفہ میں عآپ نے ثابت کر دیا کہ وہ اپنی کم سنی کے باوجود آپس کی لڑائی میں کسی پرانی جماعت سے پیچھے نہیں ہے۔ اب تو بی جے پی والے بھی اپنے آپ کو اس سے بہتر اور منظم محسوس کر رہے ہیں اور کانگریس کے اندر بھی امید کا ایک ننھا سا چراغ روشن ہو گیا ہے۔

تو کیا عآپ اپنے دشمنوں کیلئے وردان بن گئی ہے؟

کیوں نہیں اس مختصر سے عرصے میں یہ ننھی سی جماعت اپنے ماتھے سے سب سے مختلف ہونے کا کلنک مٹانے میں کامیاب ہوگئی اور دیگر سیاسی جماعتوں کی ہمسر ہو گئی۔ اس میں اور دوسری پارٹیوں میں اب کوئی خاص فرق نہیں ہے۔ میں تو کہتا ہوں یہ اروند کیجر یوال پرائیویٹ لمیٹیڈ میں تبدیل ہو چکی ہے۔

آپ نے عآپ کے سبب دوسری سیاسی جماعتوں کو ہونے والا فائدہ تو بتا دیا لیکن اس نے اپنے بڑے رہنما یوگیندر یادو اور پرشانت بھوشن کو رسوا کر کے سیاسی امور کی کمیٹی سے نکال باہر کیا اس بابت آپ کی کیا رائے ہے؟

میں تو اسے ان دونوں مہاتماؤں پر احسانِ عظیم سمجھتا ہوں۔

کیا آپ کہنا چاہتے ہیں یہ ان کے حق میں بہتر ہوا ہے؟

جی ہاں آپ نے سنا ہوگا اگر کسی ٹوکری میں ایک خراب آم ہو تو سارے اچھے آموں کو برباد کر دیتا ہے۔ اب عام آدمی پارٹی میں اس قدر سڑے ہوئے آم جمع ہو گئے کہ ان کی صحبت میں ان دو آموں کا نہ جانے کیا حشر ہوتا؟ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ وہ دونوں حضرات ازخود نکل جاتے لیکن چونکہ گوں ناگوں وجوہات کے سبب وہ ایسا نہ کر سکے اس لیے پارٹی نے ان کی اور اپنی بھلائی کے پیشِ نظر انہیں باہر پھینک دیا۔

www.urduchannel.in

یہ ایک ایسی منطق تھی جو اس سے قبل کبھی بھی ذرائع ابلاغ کی زینت نہیں بنی تھی لوگ اس پر عش عش کر رہے تھے اور بھوشن اسے سن کر بے ہوش ہو گئے تھے۔

باہر نکالے جانے والوں کی خیر خواہی تو سمجھ میں آ گئی لیکن اندر والوں کے ساتھ پارٹی نے کیا کیا؟

ان کیلئے اس جماعت نے وہ کر دیا جس کا تصور بھی کانگریس یا بی جے پی نہیں کر سکتی تھی۔ آپ تو جانتی ہی ہیں کہ دہلی میں ۶ سے زیادہ وزیر بنانے کی اجازت نہیں ہے لیکن ہر رکن اسمبلی کو سکریٹری نامزد کیا جا سکتا ہے۔ بی جے پی نے کھرانہ اور ورما کے دور اقتدار میں ایک ایک سکریٹری مقرر کیا۔ کانگریس کی شیلا دکشت نے بھی پہلے پانچ سال ایک پر اکتفاء کیا مگر بعد میں بڑی ہمت کر کے یہ تعداد ۳ تک پہنچائی اس کے برعکس عآپ نے ایک مہینے کے اندر ۲۲ ارکان اسمبلی کو سکریٹری کے عہدے پر فائز کر دیا۔ کیا یہ کوئی معمولی کارنامہ ہے؟

مدھو نے کہا ایک عورت کی حیثیت سے اور ساری عورتوں کی جانب سے میں آپ سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ عآپ نے کسی خاتون کو وزیر کیوں نہیں بنایا جبکہ کانگریس نے ۱۵ سالوں تک ایک خاتون وزیراعلیٰ سے کام چلایا؟

آپ نے ایک نہیں دو سوالات کئے ہیں ایک تو کانگریس نے اس قدر طویل عرصہ شیلا دکشت پر اعتماد کیوں کیا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس دوران کانگریس کی زمام کار ایک خاتون سونیا گاندھی کے ہاتھوں میں تھی اس لئے انہوں نے مردوں کے ساتھ ناانصافی کرتے ہوئے ایک خاتون وزیراعلیٰ کو دہلی کی عوام پر تھوپا اور وہ اس قدر کمزور ثابت ہوئیں کہ عصمت دری کے واقعات پر بھی قابو نہ پا سکیں جس سے مرد و عورت دونوں کانگریس کے خلاف ہو گئے اور اس کو مزہ چکھا دیا۔

لیکن بی جے پی نے بھی تو سشما سوراج کے سر پر دہلی کا تاج سجایا تھا۔

جی ہاں یہ درست ہے لیکن وہ اس کی مجبوری تھی۔ کھرانہ اور ورما کے درمیان مہابھارت کو ختم کرنے کیلئے دروپدی کو میدان میں لانا پڑا لیکن وہ بھی ناکام رہیں۔

وزیراعلیٰ نہ سہی کم از کم ایک وزارت تو ہمارا حق ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کے رائے دہندگان میں اکثریت خواتین کی ہے۔ میں نے تو سنا ہے اس بار سنگھی خواتین نے بھی بی جے پی کے بجائے آپ کو ووٹ دیا تھا۔

آپ کا اندازہ درست ہے لیکن اس کی وجہ کرن بیدی کی رقابت تھی جو راتوں رات باہر سے آکر ساس کی مانند ان کے سینے پر مونگ دلنے لگی تھی۔

آپ میرے سوال سے دامن بچا رہے ہیں۔ آپ کے علاوہ دوسروں نے کیا کیا؟ کیوں کیا یہ تو بتا دیتے ہیں لیکن آپ سے کنّی کاٹ رہے ہیں۔

میں پھر ایک بار آپ سے یہ مؤدبانہ گزارش کرتا ہوں میرے متعلق یہ غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش نہ کریں کہ میں آپ کا ترجمان یا دلال ہوں۔

اگر ایسا ہے تو آپ میرے سوال کا سیدھا جواب کیوں نہیں دیتے؟

میں آپ کی اور آپ جیسی خواتین کی دلآزاری نہیں کرنا چاہتا تھا اس لئے گریز کر رہا تھا لیکن آخری بار گزارش کرتا ہوں کہ اصرار نہ کریں۔

آپ کو اس سوال کا جواب دینا ہی ہوگا یہ حقوق نسواں کا سوال ہے۔

دیکھئے اس جماعت کا نام میں جنس کی تحدید موجود ہے۔ یہ عام آدمی پارٹی ہے عام عورت پارٹی نہیں ہے۔

مدھو بگڑ کر بولی تو کیا اس میں خواتین کیلئے کوئی جگہ نہیں ہے؟

یہ سوال آپ کو مجھ سے نہیں کیجریوال سے پوچھنا چاہئے۔

میں ان سے بھی پوچھوں گی لیکن آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟

میرے خیال میں ہر جماعت میں سب کیلئے جگہ ہوتی ہے مثلاً بی جے پی کے اندر مسلمان موجود تو ہیں مگر حاشیہ پر اسی طرح عآپ میں بھی خواتین ضمیمہ کے طور موجود رہیں گی۔

یہ تو ہماری توہین ہے؟ مدھو نے غم و غصے کا اظہار کیا۔

اگر ہے تو ہوا کرے۔ اب ۵ سال تک تو کوئی کچھ نہیں کرسکتا۔

www.urduchannel.in

عوام کے ایک بڑے طبقہ کا خیال ہے کہ عآپ کے آپسی خلفشار کے سبب ان کے اندر مایوسی پیدا ہوئی ہے؟ کیا آپ اس رائے سے اتفاق کرتے ہیں؟

ایک ہفتہ قبل اگر یہ سوال ہوتا تو میں تائید کرتا لیکن اب نہیں کرسکتا۔

اچھا اس ایک ہفتہ میں کس چمتکار نے آپ کی رائے بدل دی؟

مدھو جی ایسا لگتا ہے کہ آپ خبریں نشر تو کرتی ہیں لیکن ان کو سننے کی زحمت نہیں کرتیں۔

مدھو بولی چلیے یہ الزام بھی تسلیم۔ اب آپ ہی اس خبر سے آگاہ کر دیجئے جس نے آپ کی اور عوام کی رائے بدل دی۔

آپ کو پتہ ہوگا کیجریوال کی بنگلور سے واپسی کے بعد ان کی کابینہ نے پہلے فیصلے میں دہلی کے اندر پانی کا نرخ ۱۰ فیصد بڑھا دیا۔ اس خبر کو سن کر عام لوگوں نے سوچا کہ کاش ان کی آپسی جنگ کچھ اور دن جاری رہتی کاش کے اس کے سبب یہ سرکار بھی گر جاتی۔ اس کے سبب کم از کم ان پر یہ افتاد تو نہیں ٹوٹتی۔

انٹرویو کا وقت ختم ہو رہا تھا اور مدھو کیلئے سوالات کرنا مشکل ہو رہا تھا وہ پوچھتی کچھ تھی، جواب کچھ اور ملتا تھا مگر آپوس آم کی مانند خوش ذائقہ اور خوشبودار۔ خوش رنگی کی خاطر مدھو بالا موجود تھی۔ منگو کے جوابات تعریف کے پردے میں طنز کے تیر برساتے تھے۔ جس کے سبب عآپ کے حامی اور مخالفین دونوں ٹی وی سے چپکے رہے۔ اس پروگرام سے عآپ والے اور بی جے پی والے دونوں خوش ہوئے اور ساچار منورنجن کی ٹی آر پی میں قابلِ ذکر اضافہ ہوا۔

مدھو اور منگو کی جوڑی چھوٹے پردے پر مقبول و معروف ہوگئی۔ اس بیچ ایک تفریحی چینل نے منگو کو مدھو کے ساتھ فیملی کامیڈی سیریل میں کام کرنے کی پیشکش بھی کرڈالی۔ اسپورٹس چینل والے لوگ انہیں دیسی کھیل مثلاً کشتی، کبڈی اور کھوکھو وغیرہ کی کمنٹری کیلئے بلانے لگے۔ غرض اس پروگرام 'آم کے آم نے۔۔۔' نے مدھو کے کام اور منگو کے دام میں اچھا خاصہ اضافہ کر دیا۔

۱۹

سماچارمنورنجن کی مقبولیت کو ''آم کے آم'' نے آسمان پر پہنچا دیا لیکن منگو کے بیباک رویہ نے آپ اور بھاجپ دونوں کے رہنماوں کو ناراض کردیا اور وہ اس کا گلا گھونٹنے کا منصوبہ بنانے لگے۔ اس بیچ بی جے پی کے ایک سرکردہ کارکن نے عدالت میں سماچار درشن کے خلاف ہتک عزت کا مقدمہ دائر کردیا اور اسے دیش دروہی قرار دیتے ہوئے قوم کو بدنام کرنے کی بین الاقوامی سازش کا حصہ قرار دے دیا۔

سماچارمنورنجن پر الزام لگایا گیا کہ عربوں کے سرمائے سے چلنے والا یہ چینل ہندوستان کی عالمی ساکھ کو بگاڑ رہا ہے۔ اس کے سبب نہ صرف ہندوستانیوں کا سر شرم سے جھک گیا ہے بلکہ بیرونی سرمایہ کاری بھی متاثر ہوئی ہے۔ اپنے الزامات کے ثبوت میں اس نے سماچار درشن سے نشر ہونے والے امارات ائیرلائنز اور دبئی المیونیم وغیرہ کے اشتہارات کا حوالہ دیا جو خالص تجارتی نوعیت کے تھے۔

چنائی سیٹھ اس دباو کو برداشت نہیں کرسکے اور وہ چینل کو فروخت کرنے پر غور کرنے لگے۔ مثل مشہور ہے جو درخت پھلدار ہوتا ہے اسی پر پتھر آتے ہیں۔ سماچار درشن کی کامیابی کے بعد کئی سرمایہ دار اور سیاستداں اسے خریدنے میں دلچسپی لینے لگے جن میں سے ایک چندن مترا بھی تھا جو اپنے اخبار کی خراب حالت سے فکرمند تھا۔ چنکو نے اسے سمجھا دیا تھا کہ اب ورقی خبروں کا زمانہ لد گیا ہے اور برقی دور آچکا ہے۔ اس

www.urduchannel.in

لئے اسے بھی زمانے کے ساتھ اپنے آپ کو بدل دینا چاہئے ورنہ وہ گھر کا رہے گا نہ گھاٹ کا۔

چندن مترا کا مسئلہ یہ تھا کہ لالہ جی کے زمانے سے اخبار میں کام کرنے والا عملہ اپنے آپ کو بدلنے کیلئے تیار نہیں تھا۔ ایک چنگو کے سہارے وہ کوئی بڑا خطرہ مول لینے کی جرأت نہیں کرپا رہا تھا۔ اس دوران چنکو نے چندن کی ملاقات منگو سے کرادی۔ چندن منگو کی عیاری اور مکاری سے بہت متاثر ہوا اور ان دونوں نے مل کر سماچار درشن کو کمزور کرنے کی ایک گھناونی سازش رچی۔

منگو نے چنائی سیٹھ کو سمجھایا کہ اصل مسئلہ چینل نہیں بلکہ' آم کے آم اور گٹھلیوں کے دام' والا پروگرام ہے۔ اس لئے اسے بند کرکے اس کی اینکر مدھو بالا کو بلی کا بکرا بنا دیا جائے۔ اس کی جگہ کسی سنجیدہ اینکر کو لاکر چینل کو نئی پہچان دی جائے۔ اس سے آپ اور بھاجپ دونوں کو پیغام جائیگا کہ آپ نے اپنے رویہ کی اصلاح کرلی ہے اور قصوروار کو قرار واقعی سزا دے دی ہے۔ اس سے ان کا غصہ ٹھنڈا ہو جائیگا اور پھر سے اشتہارات کا سلسلہ شروع ہوجائیگا۔

چنائی سیٹھ کو یہ مشورہ پسند آیا اور وہ چینل کو بیچنے کے بجائے مدھو بالا کی چھٹی کرنے پر تیار ہوگئے لیکن ان کیلئے مدھوبالا کو یہ فیصلہ بتانا ایک مشکل کام تھا اس لئے کہ مدھوان کے آبائی گاوں کی رہنے والی تھی اور وہ اس کی بوڑھی ماں کے واقف کار تھے۔ منگو نے یہ ذمہ داری اپنے سر لی اور چنائی سیٹھ کو یقین دلا دیا کہ مدھو بالا کو سمجھا بجھا کر گاوں روانہ کردے گا۔ چنائی سیٹھ چونکہ منگو اور چندن کی سازش سے نابلد تھے اس لئے انہوں نے یہ کام منگو کو سونپ دیا۔

منگو نے مدھو بالا کو ملاقات کیلئے ایک ریسٹورنٹ میں دعوت دی۔ مدھو بالا سمجھ گئی کوئی خاص بات ہے اس لئے وہ وقت سے پہلے پہنچ گئی۔ اپنے لئے مختص شدہ میز پر بیٹھ کر وہ اپنی زندگی کے سفر غور کرنے لگی اس لئے کہ اسے یقین ہونے لگا تھا کہ اس کی حیات کا حسین ترین موڑ قریب آچکا ہے۔ ایک ہفتہ قبل منگو نے وعدہ کیا تھا کہ

وہ چنکو سے دو چار دن کے اندر بات کرلے گا۔ ٹھیک چار دن بعد اس دعوت نے کئی ارمان جگا دیئے تھے۔

اسے خوشی تھی کہ ایک طویل عرصے تک وعدہ خلافی کرنے والے منگو نے آخر اپنا عہد پورا کر ہی دیا تھا۔ وہ اپنے مستقبل کے حسین سپنے بننے ہی لگی تھی کہ منگو کے سلام نے انہیں بکھیر دیا۔

منگو نے سوال کیا کیوں مدھو؟ کن خیالوں میں گم ہو' آم یا دام' ؟ آج میں نے تمہیں کسی اور موضوع پر بات کرنے کیلئے بلایا ہے۔

مدھو بولی مجھے پتہ ہے منگو؟ میں ایسی بھولی بھی نہیں کہ جیسی تم سمجھتے ہو۔

مدھو کا یہ ردعمل غیر متوقع تھا۔ منگو نے سوچا کہیں اس کو سازش کی بھنک تو نہیں لگ گئی؟ کہیں چنائی سیٹھ نے اسے بتا تو نہیں دیا لیکن وہ کیا بتاتا اندر کی اصل بات تو صرف اسے اور چندن معلوم تھی بلکہ مدھو بالا کو کس جال میں پھنسا رہا تھا اس سے تو خود چندن مترا بھی واقف نہیں تھا۔ اپنے مکمل خفیہ منصوبے میں اس نے کسی کو بھی شریک نہیں کیا تھا۔ اپنے دوست چنکو کو بھی نہیں۔

منگو بولا مدھو مجھے افسوس ہے کہ میں آج ایک بہت بری خبر تمہیں سنانے والا ہوں لیکن فکر نہ کرو میں نے اس کا حل بھی نکال لیا ہے۔

مدھو نے کہا مجھے پتہ ہے خوشخبری اور بدخبری کے درمیان چولی دامن کا رشتہ ہے۔ وہ تاحیات دن رات کی طرح ساتھ ساتھ چلتے ہیں لیکن اگر واقعی خبر اچھی نہیں ہے تو اس کا حل تم نہیں کر سکتے ... میں نہیں کر سکتی ... بلکہ کوئی نہیں کر سکتا.....۔

مدھو مایوسی کفر ہے۔ دنیا کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے کہ جس کا کوئی حل نہیں ہو۔ مسائل تو حل ہونے کیلئے ہی جنم لیتے ہیں۔

یہ میں نے کب کہا کہ اس مسئلہ کا کوئی حل ہی نہیں ہے؟ میں تو صرف یہ کہہ رہی تھی کہ اس کا حل تمہارے یا میرے بس میں نہیں ہے۔

منگو کو اندازہ ہونے لگا تھا کہ شاید مدھو کسی اور ہی دنیا میں کھوئی ہے۔ وہ بولا

www.urduchannel.in

مجھے لگتا ہے شاید تم نے میری بات کا غلط مطلب نکال لیا۔

دیکھو منگو مجھے نہ تو تمہاری صلاحیت پر کوئی شک ہے اور نہ نیت پر شبہ ہے لیکن میں جانتی ہوں کہ انسان کا کام کوشش کرنا ہے نتیجہ نکالنا اس کے اختیار میں نہیں ہے اور پھر کوئی کسی کا نصیب تو نہیں بدل سکتا۔

جی ہاں لیکن پھر بھی میں نے ایک حل سوچا ہے خیر .....

مجھے کسی ہمدردی کی ضرورت نہیں پہیلیاں بھجوانے کے بجائے تم صاف صاف بتاؤ کہ چنگو نے کیا کہا اور کیا اس نے کوئی وجہ بھی بتائی۔

چنکو؟ کون چنکو؟

وہی تمہارا دوست جس سے بات کرنے کا وعدہ تم نے چار روز قبل کیا تھا۔

منگو اب سمجھا۔ وہ معذرت خواہانہ انداز میں بولا مدھو معاف کرنا میری ابھی تک چنگو سے بات نہیں ہوئی۔

اس جملے کو سن کر مدھو عجیب تذبذب کا شکار ہوگئی۔ اسے منگو کی وعدہ خلافی کا افسوس تھا مگر خوشی تھی کہ ابھی انکار نہیں ہوا تھا۔ ہوٹل کا ویٹر ان دونوں کے درمیان موم بتی کو جلانے کی اجازت طلب کر رہا تھا۔ منگو نے کہا نہیں اس کی ضرورت نہیں لیکن مدھو بولی جلا دو۔ دیا سلائی ہاتھ میں لئے بیرے نے پھر ایک بار منگو دیکھا۔ منگو نے اشارے اجازت دے دی۔ ایک معمولی سی موم بتی نے مدھو کا جہان روشن کر دیا تھا۔

مدھو بولی اگر یہی بات ہے تب تو کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے جو حل طلب ہو۔

جی نہیں مسئلہ سنگین ہے۔ چنائی سیٹھ پر مرکزی اور صوبائی حکومت کا زبردست دباو ہے اس لئے انہوں نے تمہارا مشہور پروگرام ''آم کے آم گٹھلیوں کے دام'' بند کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

اچھا لیکن یہ تو ان کا مسئلہ ہے اور وہ میرے گاوں والے ہیں مجھے اپنی بیٹی کی طرح چاہتے ہیں اس لئے خود بتا سکتے تھے۔

مدھو تمہارے سوال کے اندر جواب پوشیدہ ہے۔ اگر ان کے تمہارے ساتھ

قریبی تعلقات نہ ہو تے تو وہ سیدھے سیدھے تمہیں ایک خط لکھ کر ملازمت سے سبکدوش کردیتے لیکن وہ ایسا نہیں کرسکتے اس لئے میری خدمات حاصل کی ہیں تا کہ میں تمہیں ان کی وہ مجبوری سمجھاوں جس کے سبب یہ زہر کا پیالہ انہیں پینا پڑا۔

مجھے کچھ سمجھنے کی ضرورت نہیں ہے اگر میرا پروگرام بند ہوجائے تو میں کوئی اور ملازمت تلاش کرلوں گی یا ۔۔۔۔۔۔۔۔

یا کیا؟ منگو نے سوال کیا۔

یا اپنی ماں کے پاس گاوں چلی جاوں گی ۔ چند ماہ سے وہ بہت بیمار چل رہی ہیں اور بار بار گھر واپس آنے کا تقاضہ کررہی ہیں۔

تم انہیں شہر کیوں نہیں بلالیتیں ؟ منگو نے ٹٹولنے کے انداز میں پوچھا

وہ اس کیلئے تیار نہیں ہیں ۔ میرے سارے حربے ناکام ہوچکے ہیں۔

منگو نے یہ سن کر اطمینان کا سانس لیا اور بولا جی ہاں مجھے یاد نہیں کہ تم گاوں کب گئی تھیں بہتر ہے کچھ وقت کیلئے گاوں جا کر اپنی ماں کی خدمت بجالاو۔

وہ تو ٹھیک ہے لیکن ماں کا علاج بھی تو ایک مسئلہ ہے؟

میں اسی مسئلہ کی بات کررہا تھا۔ اس بابت چندن مترا سے بات ہوچکی ہے۔

کون چندن مترا ؟ ان کا مجھ سے کیا تعلق؟

چندن مترا تمہارے بہت بڑے مداح اور راجدھانی ایکسپریس اخبار کے مالک ہیں جس میں تمہارا اور میرا دوست چنکو کام کرتا ہے۔

لیکن میں تو چنکو کی طرح دو جملے بھی نہیں لکھ سکتی ۔ راجدھانی ایکسپریس میں میرا کیا کام مجھے تو جو کچھ لکھ کر مل جاتا ہے اسے اپنے انداز میں پڑھ دیتی ہوں ۔ ناظرین کو لگتا ہے بول رہی ہوں ۔

منگو خوش ہوکر بولا جی ہاں مدھو یہی تو میں بھی کہتا ہوں کہ تمہارا چنکو سے کیا جوڑ ہم دونوں بول بچن والے ہیں اور تم نے سنا ہی ہوگا کبوتر باز بہ کبوتر باز بہ باز۔

منگو نے اپنے دل کی بات اشارے کنائے میں کہہ دی لیکن مدھو نے توجہ

www.urduchannel.in

نہیں دی۔ وہ بولی تم چندن مترا کی بات کرتے کرتے کبوتر اڑانے لگے۔ میری سمجھ میں تو تمہاری اور چنکو کی دوستی نہیں آتی ایک کبوتر تو دوسرا باز۔ مدھو نے ایک تیر سے دو شکار کردیئے تھے ۔منگو کی دلیل خود اس کی اپنی مثال سے خارج ہوچکی تھی۔

منگو بولا دراصل چندن مترا بہت جلد ایک چینل شروع کرنے والے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ میں اس پر مدھو کو ضرور لوں گا۔

یہ تو بہت اچھی بات ہے جب وہ اپنا چینل شروع کریں گے میں اپنی ملازمت چھوڑ کر چنگو کے ساتھ کام کرنے کیلئے راجدھانی ایکسپریس میں چلی جاوں گی۔

یکلخت منگو کا منصوبہ خاک میں مل گیا وہ بولا مدھو ہماری انڈسٹری بہت چھوٹی ہے اس میں جب چنائی سیٹھ کے فیصلے اور اس کی وجوہات کی خبر پھیلے گی تو ہر چینل والا تمہیں لینے میں تردّد محسوس کرے گا مگر چند ماہ میں لوگ سب بھول بھال جائیں گے اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم عارضی طور پر گاوں چلی جاو۔

یہ مشورہ تم مجھے دوسری بار دے رہے ہو لیکن میں تمہیں بتا چکی ہوں کہ اپنی ماں کا علاج کرانے کیلئے ۔۔۔۔۔۔۔۔

جی ہاں چندن مترا تمہیں ابھی سے ملازمت پر رکھ لیں گے اور چینل شروع ہونے تک ہر ماہ گاوں میں تمہاری تنخواہ پہنچ جایا کرے گی۔

بغیر کام کے تنخواہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔!

دراصل مترا جی نہیں چاہتے کہ تم کسی اور چینل میں جاو اور پھر کل کو تمہارا وہاں سے نکل کر آنا مشکل ہوجائے اس لئے اپنے اطمینان کیلئے چند ماہ کی تنخواہ سے ان کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔

مدھو کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا۔ باتوں کے ساتھ ساتھ وہ لوگ کھانے سے بھی فارغ ہوچکے تھے۔ مدھو اپنے من میں ایک سوال لیے گھر پہنچی کہ آخر چندن مترا نے یہ پیشکش کیوں کردی ؟ اس کا جواب تلاش کرتے کرتے اس کی آنکھ لگ گئی اور اب وہ راجدھانی ایکسپریس کے دفتر میں تھی۔ چندن مترا اسے ملازمت پر تعیناتی کا خط

دے رہے تھے ۔ مبارک سلامت کے بعد مدھو نے ان سے پوچھا چندن جی آخر یہ احسان عظیم آپ مجھ جیسی معمولی اینکر پر کیوں کررہے ہیں؟

چندن مترا بولے اچھا میں تو سمجھتا تھا کہ منگو نے آپ کو بتا دیا ہوگا خیر میں بتا دیتا ہوں ۔تم تو جانتی ہی ہوگی کہ چنگو میرا دست راست ہے ۔ وہ آپ کا گرویدہ ہے۔ دن رات آپ کی تعریف وتوصیف کرتا رہتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ میرے نئے چینل کو چلانے کیلئے آپ ہی کافی ہیں ۔ اسی نے مجھ کو اصرار کے ساتھ کہا ہے کہ میں ابھی سے آپ کو ملازمت پر رکھ لوں۔ چینل جب شروع ہوگا تب ہوگا ۔ میں چنگو کی بات کو بھلا کیسے ٹال سکتا ہوں؟

چندن مترا کے ان جملوں کے ساتھ ہی چہار جانب شہنائیاں بجنے لگیں۔ مدھو چنگو کے ساتھ اگنی کنڈ کے گرد پھیرے کرنے لگی کہ اچانک آگ بھڑک اٹھی اس نے دولہا دلہن سمیت پورے پنڈال کو اپنی لپیٹ میں لے لیا چاروں طرف ہاہا کار مچ گئی کسی نے آگ میں تیل ڈالنے والے منگو کو نہیں دیکھا مگر مدھو کی آنکھ کھل گئی۔ مدھو کا جسم پسینے سے شرابور تھا وہ تھر تھر کانپ رہی تھی۔ اس بھیانک خواب کو بھلا کر وہ فوراً اپنی ماں کی خدمت میں گاوں نکل جانا چاہتی تھی۔

www.urduchannel.in

۲۰

راجدھانی ایکسپریس کے دفتر میں تجارتی شعبہ کی ایک اہم نشست جاری تھی جس میں سرکیولیشن منیجر دیپک چوپڑہ،مہیش اگروال،رنجن پانڈے اور چندن مترا سر جوڑ کر بیٹھے ہوئے تھے کہ چنگیری لال عرف چنکو نے اندر آنے کی اجازت طلب کی ۔

اس سے پہلے کہ چندن کوئی جواب دیتا دیپک بول پڑا تم بعد میں آنا ہم لوگ فی الحال ایک ضروری گفتگو کررہے ہیں۔

چندن کی مداخلت سے قبل چنکو بولا جناب میں نے آپ سے اجازت طلب ہی کب کی ؟ میں تو ان سے اجازت مانگ رہا ہوں جن کی دعوت پر آپ کو اس نشست میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔

لالہ جی کے زمانے سے دیپک چوپڑہ کو اخبار کا کرتا دھرتا مانا جاتا تھا۔ پہلی بار اس کو کسی نے ایسا کرارہ جواب دیا تھا۔دفتر میں کام کرنے والے لوگوں کے نزدیک چوپڑہ کی خواہش حکم کا درجہ رکھتی تھی جس کی سرتابی کرنے والے کا سر راجدھانی ایکسپریس سے روند دیا جاتا تھا۔

چوپڑہ کے بجائے پانڈے نے تلوار اٹھائی اور بولا چنگو آج تمہارا دماغ توخراب نہیں ہوگیا ہے۔تم نہیں جانتے کہ راجدھانی ایکسپریس میں پاگل کتے کو گولی ماردی جاتی ہے تاکہ ••••••••••

پانڈے تھوک نگلنے کے رکا تو منگو بولا تاکہ اس کے کاٹ کھانے سے

دوسرے لوگ پاگل نہ ہو جائیں یہ اچھی روایت ہے لیکن اس پر عملدرآمد سے قبل یہ فیصلہ ہو جانا چاہئے کہ کون پاگل ہو گیا ہے اور کون کاٹ کھانے کو دوڑ رہا ہے؟

چنگو کا اشارہ صاف صاف چوپڑہ اور پانڈے کی جانب تھا۔ چندن مترا کو ابتداء میں دیپک چوپڑہ پر جو غصہ آیا تھا وہ اب خوشی میں بدل چکا تھا۔ یہ کھوسٹ چوپڑہ ابتدائی دنوں میں خود چندن کے ساتھ بھی اسی طرح کا توہین آمیز سلوک کرتا رہا تھا لیکن وہ تو لالہ جی کی کرم فرمائی تھی جس نے اسے اس مثلث کے عتاب سے محفوظ رکھا۔

راجدھانی ایکسپریس کے دفتر میں کام کرنے والے سارے لوگ انہیں زعفرانی مثلث کہہ کر کے پکارتے اور بے حد خوفزدہ رہتے تھے لیکن چنگو نے شیر افگن کی مانند ان چیتوں کے منہ میں ہاتھ دے دیا تھا۔ وہ تینوں اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے ۔ چوپڑہ بولا اب یہ نشست ملتوی ہوتی ہے پہلے اس بدتمیز کا انتظام کرنا ہوگا۔ اسے پولس کی تحویل میں دیا جائیگا اور اس کے بعد ہی میٹنگ ہوگی۔

رام ،سیتا اور لکشمن کی سینا جب دروازے کی جانب بن باس کیلئے بڑھی تو چندن بولا مہیش تم بھی؟ یہ الفاظ مہیش کے پیروں کی بیڑی بن گئے۔ اس کے قدم وہیں پر جم گئے ۔ اب وہ وبھیشن بن چکا تھا۔ چنگو اور مہیش دروازے کے پاس آمنے سامنے کھڑے تھے۔ چندن نے کہا آپ دونوں یہاں بیٹھ جاو ۔ میں حمام سے ہو کر آتا ہوں میٹنگ جاری رہے گی۔

چندن نے واپس آنے کے بعد کہا مہیش جی آپ چنگو کو بتائیں کہ آج کی نشست کا مقصد کیا ہے اور ہم کیوں اس موضوع پر گفتگو کیلئے مجبور ہوئے ہیں؟

مہیش اگروال لرزتے ہوئے بولا چنگو جی ۔ چنگو کو جی کے استعمال پر حیرت ہوئی اور چندن خوش ہوا اس لئے کہ مہیش بہت جلد اس کا ذہن پڑھنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اگروال نے اپنی بات آگے بڑھائی بات دراصل یہ ہے کہ قومی انتخابات کے وقت ہمارے اخبار کی کھپت بامِ عروج پر پہنچ گئی تھی لیکن پھر جیسے جیسے پردھان جی کی مقبولیت کا گراف نیچے آنے لگا ہماری اشاعت کا دائرہ سمٹنے لگا۔ ان دس ماہ میں ہم پہلے

www.urduchannel.in

نمبر سے دسویں نمبر پر پہنچ گئے ہیں ۔ ہم ہر روز اپنی اشاعت میں کمی کرتے ہیں اور ہر دن واپس آنے والی کاپیوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ آج ہم لوگ اسی مسئلے پر غور کرنے کیلئے جمع ہوئے تھے۔

چندن بولا کیا؟

اگروال نے اصلاح کی معاف کیجئے جمع ہوئے ہیں۔

چنگو بولا شکریہ مہیش جی لیکن کیا میرے آنے سے قبل اس کی وجوہات پر بھی غور وخوض ہوا؟

جی نہیں ابھی ابتدائی گفتگو ہو رہی تھی کہ آپ تشریف لے آئے ۔

چندن نے کہا دراصل اس مرض کی تشخیص کے بغیر ہم اس کا علاج نہیں کر سکتے اس لئے ضروری ہے کہ اس کا پتہ لگایا جائے ویسے آپ کے شعبے میں تو گفتگو ہوئی ہوگی لوگ کیا سوچتے ہیں؟

جی ہاں جناب لوگوں کا کیا؟ بھانت بھانت کی سوچ ! بھانت بھانت کی باتیں ۔ ان کو چھوڑیئے ہمیں خود سوچنا چاہئے کہ اس کا کیا کارن ہے؟

چندن نے سوال کیا پھر بھی •••••

اگروال بولا چوپڑہ صاحب کے خیال میں یہ ادارتی شعبے کی نااہلی ہے ۔

چندن نے صفائی دی لیکن ہمارے یہاں تو پچھلے ایک سال میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ یہ وہی لوگ ہیں جو اخبار کو پہلے نمبر پر لے گئے تھے۔

اگروال بولا لیکن پانڈے جی کا کہنا ہے کہ اخبار پہلے نمبر پر تجارتی شعبے کی محنت وکاوش سے پہنچا تھا اس میں صحافیوں کا کوئی عمل دخل نہیں تھا۔ چنگو اس منطق پر چونک پڑا جس میں کامیابی کا سہرہ اپنے اور ناکامی کسی اور کے سر منڈھی جا رہی تھی۔

چندن نے پوچھا مہیش جی اشتہارات کا کیا حال ہے؟

اگروال بولے اشتہار دو طرح کے ہیں ایک تو سرکاری اشتہاران میں نئی سرکار کے آنے بعد اچھا خاصہ اضافہ ہوا ہے اور اسی کی بدولت یہ اخبار ہنوز چل رہا ورنہ

کب کا بند ہو چکا ہوتا۔نجی کمپنیوں کے اشتہارات میں بتدریج کمی دیکھنے کو مل رہی ہے اس لئے کہ اس کا تعلق اخبار کی کھپت سے ہے ۔ جہاں تک سیاسی جماعتوں کی سرپرستی کا سوال ہے۔ وہ ہنوز جاری ہے مگر اس کالے دھن کو ہم اپنے بہی کھاتے سے الگ رکھتے ہیں۔

اس انکشاف پر چنکو نے سوال کیا جی ہاں اس کا کیا حال ہے؟

اگروال بولا دیکھئے سنگھ پریوار کے علاوہ دیگر جماعتیں ہمیں کچھ تھوڑا بہت دے دیا کرتی ہیں ۔جب سے اخبار کے اشاعت میں کمی واقع ہوئی غیروں نے پوری طرح منہ موڑ لیا ہےاور اپنے بھی آنکھیں دکھانے لگے ہیں۔

اس گفتگو کے دوران چپراسی نے آکر اطلاع دی کہ تھانیدار ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ تھانیدار کی بے موقع آمد سب پر ناگوار گذری اس کے باوجود بادلِ ناخواستہ اس کا خیر مقدم کرنا پڑا۔

چندن کو سلام کرکے تھانیدار گرجیت سنگھ بیٹھ گیا۔ چندن نے کہا کہیے تھانیدار صاحب کیسے تشریف آوری ہوئی میں ان لوگوں کو روانہ کردوں یا•••••••

آپ کی مرضی گرجیت بولا ہم لوگ تو بس چنگیری لال عرف چنکو کو حراست میں لینے کیلئے آئے ہیں اور اس کو اپنے ساتھ لے جائیں گے۔اس کے بعد آپ اپنا کام جاری رکھیں۔

گرجیت سنگھ کا یہ جملہ چندن اور چنکو پر بم بن کر گرا لیکن مہیش اگروال کو اس پر تعجب نہیں ہوا اس لئے کہ اسے چوپڑہ کا آخری جملہ یاد تھا اور وہ جانتا تھا کہ چوپڑہ جو کہتا ہے وہ کر گذرتا ہے۔

چندن نے کہا کیا میں اس گرفتاری کی وجہ جان سکتا ہوں؟

گرجیت کو چندن کا سوال کچھ عجیب سا لگا وہ بولا آپ اخبار والے لوگ سب جانتے ہیں پھر بھی سوال کرتے ہیں خیر آپ نے پوچھ ہی لیا تو میں بتا دوں کہ ابھی کچھ دیر قبل ہمارے تھانے میں آپ کے چوکیدار ککڑ سنگھ نے آکر شکایت درج کرائی کہ اس

www.urduchannel.in

کو چنکو نے بلاوجہ زدوکوب کیا اور جان سے مارنے کی دھمکی دی۔

چندن ہنس کر بولا ویسے تو کوئی بھی کچھ بھی کہہ سکتا ہے لیکن کیا ککڑ کے پاس اپنے اس الزام کے حق میں شواہد بھی ہیں؟

گرجیت بولا ککڑ خود اس کا گواہ ہے ۔ وہ لہولہان حالت میں تھانے آیا اس کے جسم پر مار پیٹ کے نشان ہیں اس کے کپڑے پھٹے ہوئے ہیں۔

چندن نے پوچھا ککڑ اب کہاں ہے؟

اسے مرہم پٹی کیلئے دواخانے بھجوایا گیا ہے وہ جلد ہی لوٹ آئیگا۔

چندن نے پھر سوال کیا کہ آپ کا خیال ہے ککڑ نے چپ چاپ ساری مار پیٹ برداشت کرلی ہوگی یا مزاحمت بھی کی ہوگی؟

جناب آپ تو کسی پولس افسر کی طرح تفتیش کرنے لگے۔

اگروال بولا جی نہیں بلکہ یہ ماہر وکیل کی مانند جرح کررہے ہیں۔

ایک ہی بات ہے خیر ہم لوگ ککڑ کو اچھی طرح جانتے ہیں وہ کئی مرتبہ گرفتار ہوچکا ہے وہ تو اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کا قائل ہے مجھے یقین ہے کہ اس نے چنکو کو مار مار کر اس کا بھرُکس نکال دیا ہوگا۔

چندن نے چنکو کی جانب اشارہ کرکے کہا میرا خیال ہے کہ آپ کا اندازہ غلط ہے یہی وہ چنکو ہے جس کو••••••••••

گرجیت کا حیرت سے منہ کھل گیا وہ بولا ••••• کیا؟

جی ہاں چندن نے کہا آپ ایسا کریں کہ اسے چھوڑ کر اس آدمی کو تلاش کریں جس نے ککڑ کی درگت بنائی ہے۔

گرجیت بولا لیکن ککڑ تو••••••••••

جھوٹ بولتا ہے چندن نے جملہ مکمل کیا۔

گرجیت بولا لیکن سچ ••••••

سچ اگلوانا آپ سے بہتر کون جانتا ہے؟ چندن نے پھر سے گرہ لگائی۔

میں سمجھ گیا خلل اندازی کیلئے معذرت چاہتا ہوں؟

گرجیت کے چلے جانے کے بعد چندن نے سوال کیا یہ کیا تماشہ ہے؟

اگروال نے کہا جناب اب وہ آپ پولس والوں کیلئے چھوڑ دیجئے ہمیں بہت سارے اہم کام کرنے ہیں۔ دروازے پر تعینات چوکیدار نے چوپڑہ کو اطلاع دی کہ گرجیت تنہا لوٹ چکا ہے۔ چوپڑہ نے پانڈے کو ڈانٹ کر اپنے پاس بلایا۔ اگروال سمجھ گیا کہ پانڈے اور چوپڑہ اپنے خودساختہ جال میں پھنس چکے ہیں۔ اب نہ ان کی رشوت ان کے کام آئیگی اور نہ رسوخ کارگر ہوں گے۔

اگروال کو توقع تھی کہ چنکو کی آمد پر چندن اسے رسوا کر کے بھگا دے گا لیکن ویسا نہیں ہوا۔ وہ چوپڑہ کا غصہ ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرے گا وہ بھی نہیں ہوا۔ نشست برخواست ہوجائیگی وہ بھی نہیں ہوئی۔ چنکو کو پولس کے حوالے کرنے کے بجائے چندن نے اس کا بہترین انداز میں دفاع کر کے ظاہر کر دیا کہ ہوا کا رخ کس طرف ہے۔

چنکو بولا حقائق تو آپ نے بڑی نفاست سے پیش فرما دیئے مہیش جی لیکن وجوہات پر گفتگو میں پھر سے خلل پڑ گیا۔

جی ہاں چنکو جی آپ درست فرماتے ہیں یہ عجب اتفاق ہے •••••

چنکو بولا آپ میرے پتا سمان ہیں اس لئے صرف چنکو کہیے جی کی ضرورت نہیں مجھے الجھن ہوتی ہے۔

میں نے جو وجوہات بتائیں چندن جی نے انہیں مسترد کر دیا۔

چنکو بولا میں بھی ان سے اتفاق کرتا ہوں۔ کیا اخبار پڑھنے والے اچانک کم ہو گئے ہیں؟

جی نہیں جناب یہ تو ایک نشہ ہے۔ جسے لت لگ جاتی ہے وہ اس کے مفید یا مضر ہونے کی پرواہ کئے بغیر لپٹا رہتا ہے۔ مجھے نہیں لگتا کہ اخبارات کی مجموعی تعدادِ اشاعت میں کوئی خاطر خواہ تبدیلی واقع ہوئی ہوگی۔

چندن بولا اگر ایسا ہے تو اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ ہمارے قارئین اب

www.urduchannel.in

دوسرے اخبارات پڑھنے لگے ہیں۔

اس میں کیا شک ہے میں اپنے محلے میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ پہلے جن کے ہاتھوں میں راجدھانی ایکسپریس ہوا کرتا تھا اب وہ جن ستا اور ہندوستان وغیرہ پڑھنے لگے ہیں۔ راشٹریہ سہارہ دیکھتے دیکھتے چھا گیا ہے۔ روزنامہ آگ نے بازار میں آگ لگا رکھی ہے۔

لوگوں کی ترجیحات کے بدلنے کی وجوہات کیا ہیں؟

دیکھئے صاحب اس کی جو وجہ میری سمجھ میں آتی ہے ایک بار میں نے چوپڑہ صاحب کو بتلائی لیکن وہ آگ بگولا ہو گئے۔

گھبرائیے نہیں چندن بولا مجھے بتائیے میں اسے شانتی سے سنوں گا۔

شکریہ جناب میرا خیال ہے کہ ہم ایک گرتی ہوئی دیوار کو اٹھانے کے چکر میں خود اس کے ملبے تلے دبے جا رہے ہیں۔

چنکو بولا میں نہیں سمجھا۔

دراصل آج بھی ہمارے اخبار میں مرکزی حکومت پر تنقید ممنوع ہے اور وزیر اعظم کی مذمتؔ پر پابندی ہے۔ لوگ اس رویہ سے اوب چکے ہیں قارئین جو پڑھنا نہیں چاہتا ہم پڑھانا چاہتے ہیں نتیجہ سامنے ہے۔ دیگر اخبارات نے پینترا بدل کر حکومت کو آڑے ہاتھوں لینا شروع کر دیا ہے اس سے عوام کے زخموں پر مرہم لگتا ہے وہ ان کو پڑھتے ہیں۔

چندن نے سوال کیا جب آپ نے یہ بات چوپڑہ صاحب کو بتائی تو وہ کیا بولے؟

وہ کیا بولتے؟ ان سے پہلے پانڈے جی بول پڑے۔ مہیش جی ہم لوگ چورن یا مرہم نہیں اخبار بیچتے ہیں۔

اچھا تو آپ خاموش ہو گئے چنکو نے سوال کیا۔

نہیں! میں بولا اگر ایسا ہے تو آپ سوادشٹ چورن اور بی ٹیکس مرہم کا اشتہار

کیوں پہلے صفحہ پر چھپواتے ہیں۔

چندن زور سے ہنسا ہے چنکو نے پوچھا پھر کیا ہوا؟

چوپڑہ جی نے ڈانٹ دیا۔

اچھا تو چوپڑہ جی سے پانڈے نے معذرت طلب کی یا نہیں؟

کیسی معذرت صاحب انہوں نے فلک شگاف قہقہہ لگایا اس لئے کہ چوپڑہ صاحب نے مجھے پھٹکار لگائی تھی۔ آپ یقین جانیں اس دن میرا جی چاہا کہ اپنا استعفیٰ ان کے منہ پر مار کر نکل جاوں لیکن کیا کروں بال بچوں کا خیال آڑے آ گیا۔ ہمارا تو حال یہ ہے کہ ہم پر لگے لیبل کے سبب کوئی اخبار ہمیں اپنے یہاں پھٹکنے نہیں دیتا۔ سنگھ کے اپنے اخبارات میں نیکر والوں کی طویل قطار لگی ہوئی ہے سمجھ میں نہیں آتا کیا کریں؟

چندن بولا اب تو ہماری سرکار آ گئی ہے مہیش جی آپ کیسی مایوسی کی باتیں کرتے ہیں۔

دیکھئے صاحب سرکار دربار میں انسان کو اپنی عزت نفس رہن رکھ کر جانا پڑتا ہے اور ویسے بھی چاپلوسی مجھ سے نہیں ہوتی یہی وجہ ہے کہ پانڈے میرے بعد آیا اور مجھ سے آگے نکل گیا۔ وہ کمبخت اچھی طرح جانتا ہے کہ کون سی بات چوپڑہ جی کو خوش کرتی ہے۔ اب اس کا یہی کام ہے بلا جانے کہ درست کیا ہے اور غلط کیا وہی کہہ دے جو چوپڑہ صاحب چاہتے ہیں۔ مجھ سے یہ نہیں ہوتا اس لئے خسارے میں رہتا ہوں۔

چنکو بولا لیکن میں نے سنا ہے کہ بی جے پی کے رائے دہندگان کی تعداد میں کوئی خاص کمی نہیں ہوئی۔

جی ہاں ہم نے یہ جاننے کیلئے ایک خفیہ سروے کروایا تھا کہ بی جے پی کے رائے دہندگان میں سے کتنے ہمارا اخبار خریدتے ہیں تو پتہ چلا وہ بھی راجدھانی ایکسپریس سے بیزار ہو چکے ہیں۔ گوناگوں وجوہات کی بنیاد پر وہ زعفرانی جماعت کو ووٹ تو دیتے ہیں لیکن دن رات حکومت کی تعریف وتوصیف ان کے بھی گلے سے نہیں اترتی۔

چندن نے گفتگو کو سمیٹتے ہوئے کہا تو آپ کو کیا رائے ہے؟ اخبار کی پالیسی میں

www.urduchannel.in

انقلابی تبدیلیاں لائی جائیں؟

دیکھئے صاحب میرے خیال میں اگر ہم نے اس کام میں جلد بازی کا مظاہرہ کیا تو کہیں ایسا نہ ہو کہ لینے کے دینے پڑ جائیں اور سرکاری اشتہارات و زعفرانی سرپرستی سے بھی ہاتھ دھونا پڑ جائے۔

چندن بولا لیکن اخبار بند ہو جائیگا تو اشتہار کیا دفتر کے درودیوار پر لگیں گے۔ ان کو کون پڑھے گا؟ اور کون اس کیلئے پیسے دے گا؟

چنکو بولا میں مہیش جی سے اتفاق کرتا ہوں مگر دھیمی تبدیلی کا وقت غالباً نکل چکا ہے۔ اب یہ مریض بستر مرگ پر ہے۔

اگروال نے تائید کی اور کہا ایک شدید جھٹکا بھی جان لیوہ ثابت ہوسکتا ہے۔ پردھان جی ویسے ہی مزاجاً شکی اور کان کے کچّے ہیں اگر کسی نے ان کے کان بھر دیئے تو کوئی بعید نہیں کہ وہ ہمارا اندراج ختم کروا دیں یا ہمیں جھوٹے مقدمات میں پھنسا دیں۔ ہمارے دفتر پر اگر ایک معمولی چھاپہ بھی پڑ جائے تو ہمارے حریف اس رائی کو پربت بنا دیں گے۔

چندن بولا اگر ایسا ہے تو کل تک آپ لوگ اس مسئلہ پر غور کر کے حکمتِ عملی وضع کیجیے۔ اس بیچ میں بھی غور کرتا ہوں۔

مہیش اور چنکو تو اجازت لے کر چندن کے کمرے سے چلے گئے لیکن چوپڑہ اور پانڈے پریشان ہو گئے کہ اتنی دیر تک ان لوگوں کے درمیان کون سی کھچڑی پکتی رہی نیز ان دونوں کو اس سے کیوں دور رکھا گیا؟

گھر جانے کے بعد چندن کے ذہن میں ایک انوکھا خیال آیا۔ اس نے فون کر کے اس خیال سے چنکو کو آگاہ کیا تو وہ چونک پڑا لیکن وہ اس خیال کو سراہنے سے اپنے آپ کو باز نہ رکھ سکا۔

چندن نے پوچھا کیا مہیش اگروال قابلِ اعتماد ہے؟ اس کو منصوبے میں شامل کرنے کی بابت تمہاری کیا رائے ہے؟

میرے خیال میں وہ آپ کا وفادار بندہ ہے ۔ ایک عرصے سے آپ کے ساتھ کام کر رہا ہے اس لئے آپ اس سے بہتر طور پر واقف ہیں۔

چندن کو چنگو کے اوپر تو پورا اعتماد تھا لیکن اسے ڈر تھا کہ مہیش اگروال کہیں دیپک چوپڑہ کے خوف سے سارا کھیل بگاڑ نہ دے۔اس نے اگروال سے فون پر بات کرنے کے بجائے گھر پر بلایا۔ گھما پھرا کر اس کی وفاداری کو جانچتا رہا اور جب اطمینان ہو گیا تو اس کو اپنا منصوبہ بتا دیا۔

مہیش اگروال منصوبہ سن کر سناّٹے میں آ گیا۔ وہ کچھ دیر یونہی خلاء میں دیکھتا رہا اس کے بعد بولا ٹھیک ہے۔

چندن نے کہا مجھے کوئی جلدی نہیں ہے ۔آپ کل تک غور کرو اگر کوئی دقت ہو تو بلا تکلف منع کر دینا ورنہ میں خاموشی کو ہاں سمجھوں گا۔

www.urduchannel.in

۲۱

پولس نے جب ککڑ کی دھنائی کی تو اس نے اعتراف کرلیا کہ اس کے ساتھ مار پیٹ محلے کے بدمعاش ونود چوٹالہ نے کی تھی لیکن جب وہ اس کی شکایت کرنے کیلئے چوپڑہ کے کمرے میں گیا تو چوپڑہ نے اسے دس ہزار روپیہ دے کر کہا پولس تھانے میں جا کر الزام چنگو پر رکھ دے۔مقدمہ کی پیروی اخبار کا وکیل کرے گا۔

پولس ونود چوٹالہ کی تلاش میں اس کے گھر پہنچی تو وہ ککڑ کے ذریعہ دیئے گئے زخموں کا علاج کر رہا تھا۔اس نے پولس کے سامنے تسلیم کرلیا کہ پانڈے جی نے اسے بیس ہزار روپیہ دے کر کہا تھا کہ وہ ککڑ سے اپنا بدلہ نکال لے اس کا بال بیکا نہیں ہوگا۔ اس الزام میں کوئی اور گرفتار ہوگا۔ پولس کو سنبھالنے کا کام ان کے ذمہ ہے۔

گتھی سلجھی اور چنگو کی بے گناہی ثابت ہو گئی لیکن اصل مجرم پر ہاتھ ڈالنے کی ہمت گرجیت میں نہیں تھی۔ پانڈے اور چوپڑہ بہت بارسوخ لوگ تھے۔اس سے قبل گرجیت کوئی فیصلہ کرتا پانڈے کا سکریٹری پولس تھانے میں پہنچ گیا اور ایک لفافہ تھماتے ہوئے کہا پانڈے جی کو چوٹالہ کی گرفتاری کا علم ہو چکا ہے اب آپ اس فائل کو بند کر دیں یہی بہتر ہے۔اس کے بعد ککڑ نے اپنی شکایت واپس لے لی اور سارا معاملہ رفع دفع ہو گیا۔

دیپک چوپڑہ کے من میں ککڑ سنگھ کے سانحہ نے ایک احساسِ جرم پیدا کر دیا اوپر سے اپنے منصوبے کے ناکام ہوجانے کا قلق بھی تھا۔ ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ کسی کو

اس نے پھنسانے کی کوشش ہو اور وہ بالکل مچھلی کی مانند پھسل گیا ہو۔ اس معاملے میں چنکو کا تو بال بیکا نہیں ہوا تھا مگر مہیش اگروال اور رنجن پانڈے کے سامنے چوپڑہ کا طلسم ٹوٹ گیا بلکہ ککڑ سنگھ اور ونود چوٹالا کے سامنے بھی وہ بونا ہو گیا۔

چوپڑہ کو یقین تھا گر جیت نے ساری حقیقت چندن کو بتادی ہوگی ایسے میں تشویش کا ایک پہلو یہ تھا کہ چندن اس کے بارے میں کیا سوچ رہا ہوگا ؟ اس سے پہلے کے چندن اس کی سرزنش کرتا وہ اپنی گھیرا بندی میں لگ گیا۔ چنکو اور مہیش کے ساتھ چندن کی طول طویل گفتگو نے بھی اسے پریشان کررکھا تھا۔ چوپڑہ نے محسوس کیا مصیبت چھپرّ پھاڑ کر وارد ہوچکی ہے۔

چندن دفتر میں آنے کے بعد چائے پی رہا تھا کہ چوپڑہ کا فون آ گیا۔ سلام دعا کے بعد چوپڑہ بولا کل بدقسمتی سے ہماری گفتگو کا سلسلہ منقطع ہو گیا اس سلسلے میں آپ سے میں کچھ اہم بات کرنا چاہتا ہوں۔

جی ہاں تو آپ ابھی تشریف لے آیئے۔

چوپڑہ نے کہا شکریہ

چندن نے سوال کیا آپ تنہا آئیں گے یا ۔۔۔۔۔۔۔

چوپڑہ نے نادانستہ کہہ دیا پانڈے جی کو بھی بلا لیتا ہوں ۔

بہت خوب میں آپ دونوں کا منتظر ہوں۔

فون رکھنے کے بعد چوپڑہ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا ۔ اس موقع پر پانڈے کی موجودگی مناسب نہیں تھی لیکن تیر کمان سے نکل چکا تھا اس نے سوچا کوئی بات نہیں پانڈے کو بلانا نہ بلانا میری مرضی پر منحصر ہے۔ ابھی اکیلے چلتے ہیں۔ وہ اپنے کمرے سے نکل کر حمام کی جانب روانہ ہو گیا۔ چندن نے دیکھا شکار خود چل کر اپنے دام میں آرہا ہے تو پانڈے کو بلا لیا۔

چوپڑہ جب چندن کے کمرے میں پہنچا تو پانڈے جی وہاں پہلے ہی سے براجمان تھے۔ اس نے چوپڑہ کو دیکھتے ہی پرنام کیلئے ہاتھ جوڑ دیئے اور ادب سے سر

www.urduchannel.in

جھکا کر کھڑا ہو گیا۔ چوپڑہ نے دل میں سوچا کل تک مہیش بھی اس کا بڑا سعادتمند تھا۔ ان ابن الوقتوں کی فاداری کا کیا اعتبار؟ پانڈے کی موجودگی کے سبب دیپک چوپڑہ نے اپنے موضوعات کی ترتیب بدل دی اس نے پہلے اخبار کی دکھ بھری کہانی چھیڑ دی۔ سوچا پانڈے کے واپس جانے کے بعد ککڑ کا قصہ چھیڑے گا۔

چوپڑہ بولا چندن کل ہم اخبار کی اشاعت کے حوالے ایک نہایت ہی اہم موڑ پر پہنچ گئے تھے لیکن افسوس کہ کسی فیصلے پر پہنچنے سے قبل چنکو نے آکر سارا کھیل بگاڑ دیا۔ وہ چندن کے ردعمل سے اندازہ لگانا چاہتا تھا کہ آگے بات کیسے بڑھائی جائے؟ اسے ڈر تھا کہ کہیں چنکو کی حمایت میں چندن اس پر بگڑ نہ جائے۔

چندن نے کہا جی ہاں آپ نے درست فرمایا چنکو نے آپ کے ساتھ جس طرح زبان درازی کی ہے وہ ہماری پرمپرا کے خلاف ہے۔ ویسے تو کل میں نے اس کو اگروال کے سامنے خوب کھری کھوٹی سنائی لیکن کوئی فیصلہ نہیں کرسکا کہ اس پر کیا کارروائی کی جائے۔ مہیش اگروال نہ جانے کیوں اس کی حمایت میں کھڑا ہو گیا ورنہ کل اس کا دفتر میں آخری دن ہوتا۔

چندن کا یہ خلاف توقع جملہ ان دونوں پر بجلی بن کر گرا۔ وہ تو سوچ رہے تھے ان کی سرزنش ہوگی لیکن یہاں تو ماحول ہی دوسرا تھا، پانڈے نے چین کا سانس لیا اور مصالحت کے انداز میں بولا چھوڑیئے صاحب نوجوان ہے جوش میں کچھ بول دیا تو بڑے لوگ اس کا برا نہیں مانتے آپ نے ڈانٹ دیا میرے خیال میں یہ کافی ہے اب اس واردات کو بھلا دینا چاہئے آپ کہیں تو میں ان دونوں کو بھی بلا لوں۔

پانڈے کی چاپلوسی پر چوپڑہ کو غصہ آ گیا وہ بھڑک کر بولا تم چپ رہو جی 'دوماشے کی عقل اور دو میل لمبی زبان' بس بولتے ہو تو بولے ہی چلے جاتے ہو اب اگر زبان کھولی تو تمہیں بھی اس کے ساتھ ۔۔۔۔۔۔۔

چندن نے سوچا چوپڑہ تو خود ہی بلی کا بکرا بننے کیلئے تیار ہو رہا ہے۔ وہ بولا آپ ان کو چھوڑیں اور اپنی کہیں چنکو کی قرار واقعی سزا کیا ہے؟

میرے خیال میں اسے نکال دینا ضروری ہے تاکہ دوسرے لوگ عبرت پکڑیں دفتر کا نظم وضبط درست رکھنے کے لئے یہ امرِ لازمی ہے ایک مرتبہ یہ ہنٹر ڈھیلا ہو جائے تو خود ہنٹر والے پر برسنے لگتا ہے۔

پانڈے اپنی پیٹھ سہلانے لگا پہلی مرتبہ اس نے اپنے آقا کا ذہن پڑھنے میں غلطی کی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ کل کی ہزیمت کو بھلانے کی خاطر چوپڑہ اسے رفع دفع کرنے کی کوشش کرے گا لیکن چوپڑہ سوچ رہا تھا لوہا گرم ہے اس لئے ہتھوڑا چلا دینا چاہئے۔

چندن نے پوچھا کہ آپ کے خیال میں اکیلے چنکو کو نشانِ عبرت بنایا جائے یا اس کے ساتھ مہیش اگروال کو بھی لپیٹ دیا جائے۔

چوپڑہ کی تو من مراد اپنے آپ پوری ہورہی تھی پانڈے اس کا کمل کی مانند کھلا ہوا چہرا غور سے دیکھ رہا تھا۔ چوپڑہ بولا اگر مہیش کی بھی چھٹی ہو جائے تو اس سے بہت تگڑا پیغام جائیگا اور کوئی جلدی کسی سر پھرے کی حمایت میں نہیں آئیگا۔ میں تو کہتا ہوں کہ دونوں کا سر ایک ساتھ قلم کر دیا جائے۔

ایسا نہ ہو کہ یہ دونوں ہمارے پاس سے نکلیں اور کسی حریف اخبار میں جا کر ہمارے خلاف کام کرنے لگیں۔ آج کل ویسے بھی ہماری حالت پتلی چل رہی ہے۔

پانڈے کے ہاتھ ایک نادر موقع آ گیا تھا وہ بولا جناب ہم ان کو یونہی نہیں نکالیں گے بلکہ پہلے خوب رسوا کریں گے اور اس قدر بدنام کردیں گے کوئی ان دونوں کو اپنی دہلیز پر قدم بھی نہ رکھنے دے۔ ہم ان کے خلاف ایک ایسی مہم چھیڑیں گے کہ جیسے پردھان جی نے راہل کے خلاف چھیڑ رکھی ہے اور وہ دورانِ اجلاس غیر ملکی دورے پر بھاگ کھڑا ہوا۔ یہ دونوں بھی دہلی بدر کردیئے جائیں گے۔

لیکن پانڈے جی یہ ہوگا کیسے؟

یہ آپ مجھ پر چھوڑ دیجئے میں چوپڑہ جی کی رہنمائی میں اس کام کو انجام دوں گا وقت ضرورت آپ سے بھی مشورہ کرلیا کروں گا۔

www.urduchannel.in

میری نیک خواہشات آپ کے ساتھ ہیں۔ اب آپ جا سکتے ہیں۔

باہر نکل کر چوپڑہ نے پانڈے کہا تم میرے ساتھ چلو۔

چندن نے اپنے موبائیل میں ٹیپ شدہ مواد اگروال اور چنکو کو واٹس ایپ کر دیا۔ اب دو لوگ الگ الگ اپنی منصوبہ بندی کر رہے تھے۔ شطرنج کی بساط بچھ چکی تھی کچھ کھلاڑی آمنے سامنے تھے اور کچھ پس پردہ۔ کوئی چال سامنے چلی جاتی تھی تو کوئی پیچھے۔ اپنے آپ کو مہا دھرندر سمجھنے والے بیچارے چوپڑہ جی اور پانڈے جی نہیں جانتے تھے کہ پردے کے پیچھے کیا ہو رہا ہے؟

چوپڑہ کے کمرے سے واپس آ کر پانڈے جی نے دوردرشن چینل کے شیشر کمار شرما کو فون لگا کر کہا شرما جی میں آپ کو ایک دھماکے دار خبر دے رہا ہوں اس لئے آپ میرا پیشگی شکریہ ادا کیجئے۔

شرما جی بولے مال دکھلائے بغیر پیشگی ۔۔۔۔۔ یار کچھ تو شرم کرو۔

پانڈے نے کہا کیا زمانہ آ گیا ہے کہ آج کل شرما بھی ہم پنڈتوں کو شرم دلا رہے ہیں خیر شکریہ نہ سہی خبر تو سنو۔

پانڈے جی آپ کی تمہید لمبی ہو رہی ہے میں بریکنگ نیوز بنا رہا تھا۔

بھائی میں آپ کو بریکنگ نیوز ہی تو دے رہا ہوں۔

دوررردرشن کی بریکنگ نیوز نے ذرائع ابلاغ کی دنیا میں ہنگامہ مچا دیا۔ دہلی کے سب سے قدیم اخبار کے قلعہ میں دراڑ۔ نوجوان صحافی چونگیری لال اور پرانے کھلاڑی مہیش اگروال نے ایک ساتھ علم بغاوت بلند کر دیا۔ اخبار کے جنرل منیجر دیپک چوپڑہ نے ان پر کڑی کارروائی کا اشارہ دیا۔

یہ خبر جیسے ہی نشر ہوئی مختلف اخبار والوں نے چوپڑہ اور اگروال سے رابطہ کرنا شروع کر دیا۔ جب ان میں سے کوئی میسر نہ آیا تو ایک آدھ چندن تک بھی پہنچ گیا لیکن چندن نے ان قیاس آرائیوں کی تردید کردی۔

پانڈے زی ٹی وی کے ہتھے چڑھ گیا اور اس نے اشارے کنائے میں بات

کہی ۔ یہ پوچھے جانے پر کہ لوگ اسے رائی کا پہاڑ کہہ رہے ہیں پانڈے بولا رائی کے بغیر پہاڑ نہیں بنتا۔ اگر دھواں ہے تو آگ بھی ہوگی لیکن یہ کس قدر تباہ کن ہے اس کا فیصلہ اسے ہوا دینے والے کریں گے؟ آگ لگانے والوں اوراس کو ہوا دینے والوں کا نام لینے سے پانڈے نے انکار کردیا نیز صبر وضبط کا دامن تھامے رہنے کی تلقین کی۔

منگو نے سماچار منورنجن کی نامہ نگار وجینتی مالا کو چندن کے ایماء پر چنگو کے گھر بھیج دیا تاکہ اس خبر پر اس کی رائے لے سکے۔

وجینتی مالا نے پوچھا چنگیری لال جی آپ کو تو ہم لوگ تنہائی پسند صحافی سمجھتے لیکن افسوس کہ آپ بھی تنازع میں گھر گئے؟

چنگو بولا محترمہ میں تو اب بھی تنہائی پسند ہوں اور آپ نے اس میں خلل ڈالنے کی زحمت کی ہے خیر آپ کس پر افسوس کررہی ہیں؟ مجھ پر یا ان لوگوں پر جو میرے متعلق غیر ضروری تنازعات گھڑ رہے ہیں؟

مجھے اس تنازع پر افسوس ہے اس لئے کہ اس سے آپ جیسے قلم کے سپاہی کا وقت ضائع ہوگا اور ہم جیسے قارئین کو آپ کی تحریروں سے محروم ہونا پڑے گا۔

مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی کہ آپ میرے مضامین پڑھتی ہیں۔

وجینتی مالا کو لگا کر اگر چنگو نے کسی تجزیہ کے متعلق پوچھ لیا تو مشکل میں پھنس جائیگی اس لئے بولی میں تو نہیں لیکن میری سہیلی مدھو بالا آپ کی بہت بڑی مداح ہے۔

اچھا تو آپ انہیں کو ملاقات کیلئے بھیج دیتیں۔

جی ہاں وہ تو سر کے بل آتی مگر چند روز قبل وہ اپنے گاوں جاچکی ہے۔

اچھا خیریت تو ہے؟

وہ اپنی والدہ کی تیمارداری کیلئے گئی ہے۔

تب تو آپ کی سہیلی بڑے رحمدل ہے ورنہ اس نفسانفسی کے عالم والدین کا کون خیال کرتا ہے۔ خیر میں ان کی صحت کے لئے دعا کرتا ہوں۔

وجینتی مالا بولی ابھی ابھی آپ نے کہا کہ کچھ لوگ آپ کے خلاف سازش

www.urduchannel.in

کررہے ہیں۔ کیا آپ ان کی نشاندہی فرمائیں گے؟

سازش والی بات میں نے نہیں کہی۔ بات بس اتنی سی ہے کہ آپ نے تنازع کا ذکر کیا۔ میں نے اس کے پیدا کرنے والوں ذکر کردیا۔

میں سمجھ گئی آپ کسی کا نام لینے سے گریز کررہے ہیں لیکن کیا آپ اس کی وجوہات پر روشنی ڈالنا پسند کریں گے؟

میں وجوہات پر گفتگو کرکے اس میں اضافہ نہیں چاہتا اس لئے میری معذرت قبول فرمائیں۔

آپ نے طے کرلیا ہے کہ مجھے مایوس کرکے واپس کریں گے خیر کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے؟

جی ہاں بہت کچھ ہے لیکن اس کا پتہ لگانا آپ جیسے کھوجی نامہ نگاروں کا کام ہے اور میں اس میں مداخلت نہیں کرنا چاہتا۔

وجینتی مالا نے کیمرہ بند کرنے کا اشارہ کیا اور چنگو پر برس پڑی۔ آپ بہت سنگدل انسان ہیں۔ آپ نے میرے کسی سوال کا جواب نہیں دیا۔ کاش کہ مدھو بالا اس حقیقت سے واقف ہوتی؟

آپ بار بار نہ جانے کس کا ذکر کررہی ہیں اور اگر وہ اس سے واقف بھی ہوتی تو مجھے کیا فرق پڑتا۔ میرا خیال اب آپ کو جانا چاہئے۔ میرے دوست منگو کو سلام کہئے۔ خدا حافظ۔

دیپک چوپڑہ کیلئے چنگو کا یہ محتاط بیان بھی کافی تھا۔ اس نے راجدھانی ایکسپریس میں ایک بڑی خبر لگوائی کہ انتظامیہ کی اجازت کے بغیر غیر ذمہ دارانہ اور گمراہ کن بیان دینے کے سبب چنگیری لال عرف چنگو کو معطل کردیا گیا ہے اور تفتیش کی جارہی ہے کہ اس کے پیچھے کون سی قوتیں کارفرما ہیں۔ حقیقت کا پتہ لگانے کے بعد سارے ملزمین کو قرار واقعی سزا دی جائیگی۔

اس بیچ اسٹار چینل پر ایک اور خبر گردش کرنے لگی کہ راجدھانی ایکسپریس کے

مہیش اگروال عام آدمی پارٹی کے رابطے میں ہیں اس کی شئے پر یہ کارستانی کررہے ہیں۔ اسٹار والے پرائم ٹائم میں مہیش کو پکڑ لائے اور اس سے سوال کیا مہیش جی یہ بتائیں کہ کیا آپ عام آدمی پارٹی سے رابطے میں ہیں؟

آپ کیسا سوال کررہے ہیں۔ اس شہر میں کون ایسا صحافی ہے جو آپ سے رابطے میں نہیں ہے؟ آپ دہلی کی سب سے مقبول اور برسرِ اقتدار جماعت ہے۔ اس سے رابطہ کئے بغیر ہم عوام تک خبریں کیسے پہنچا سکتے ہیں؟

دیپک چوپڑہ کو توقع تھی کہ مہیش اگروال اس رابطے کی تردید کرے گا اور دفتر آکر اس کے سامنے نت مستک ہوجائیگا، شما یا چنا کرے گا لیکن وہ تو ڈھٹائی کے ساتھ آپ کی تعریف کررہا تھا۔ دیپک نے نئی شاہ سرخی لگوائی کہ بلی تھیلے سے باہر آگئی مہیش اگروال کے بہکاوے میں آکر چونگیری لال نے پر نکالے تھے۔ انتظامیہ چنکو کے ساتھ مہیش کو بھی معطل کرکے وجہ بتاؤ نوٹس دے دیا کہ تین دن کے اندر وہ اپنی صفائی پیش کریں ورنہ سخت ترین اقدام کیلئے تیار ہوجائیں۔

تین دن مختلف قسم کی قیاس آرائیوں اور الزامات درالزامات کی نذر ہوگئے اور چوتھے دن جب انہیں نکال دیا گیا تو وہ دونوں ایک ساتھ سماچار منورنجن چینل پر 'آم کے آم اور گٹھلیوں کے دام میں' میں مہمانانِ خصوصی تھے۔ مدھوبالا کے چلے جانے کے بعد اسے پھر سے شروع کرکے ایک نئے پیرائے میں وجینتی مالا کے حوالے کیا گیا تھا۔

وجینتی مالا نے ناظرین کو مخاطب کرکے کہا ہماری روایت یہ ہے کہ ہم ایک پروگرام میں صرف ایک مہمان کو بلاتے ہیں لیکن آج دو لوگ اس لئے آئے ہیں کہ یہ ایک جان دو قالب ہیں۔

اسٹوڈیو میں بیٹھے احمق نظر آنے والے شریک نے سوال کیا مس وجینتی مالا یہ ایک جان اور دو کیا ہیں؟ کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔

چنکو بولا بھائی وہ سمجھنے کیلئے دماغ کی ضرورت پڑتی ہے اس لئے میں اسے

www.urduchannel.in

آسان کئے دیتا ہوں یہ سمجھ لو کہ جس طرح آم اور اس کی گٹھلی کو الگ نہیں کیا جاسکتا اسی طرح ہم دونوں ہمیشہ ایک ساتھ رہتے ہیں۔

وجینتی بولی لیکن جناب آم کا گٹھلی سے الگ ہونا ایک عام سی بات ہے اور یہ عمل آئے دن ہوتا رہتا ہے اس میں کون سی نئی بات ہے؟

مہیش بولا آپ کی بات درست ہے لیکن یہ کب ہوتا ہے؟ یا تو جب کوئی آم کو کھانے کیلئے کاٹے یا چوسے؟ اس سے پہلے نہیں ہوسکتا۔ کچھ لوگ ہم دونوں کو الگ کرنے کیلئے کاٹنے یا چوسنے کی کوشش کررہے ہیں لیکن ہم انہیں بتا دینا چاہتے ہیں کہ وہ کبھی اپنے گھناونے مقاصد میں کامیاب نہیں ہوں گے۔ ہم ان کے دانت کھٹے کردیں گے اور جو چاقو وہ ہمارے پیٹ میں بھونکنے کی کوشش کررہے ہیں وہ انہیں کے سینے میں اتر جائیگا۔

ناظرین میں سے ایک نے سوال کیا جناب آپ دونوں میں سے آم کون ہے اور گٹھلی کون ہے؟

چنکو بولا ایسا ہے کہ ایک وقت میں ہم میں سے ایک جواب دے رہا ہوتا ہے دوسرا خاموش ہوتا ہے۔ اس لئے یہ سمجھ لو کہ اس لمحہ جواب دینے والا آم اور خاموش رہنے والا گٹھلی۔

وجینتی مالا بولی گویا آپ لوگوں کی کیفیت وقت کے ساتھ بدلتی ہے؟

مہیش نے جواب دیا اس کائنات کی ہر شئے ہر لمحہ تغیر پذیر ہے اور جو لوگ وقت کے ساتھ اپنے آپ کو بدلنے میں ناکام ہوجاتے ہیں وقت کا دھارا انہیں روند کر آگے نکل جاتا ہے۔

کیا آپ راجدھانی ایکسپریس کے انحطاط کی وجوہات بیان کررہے ہیں؟

مہیش بولا میں آپ کو اپنی سیدھی بات کا غلط مطلب نکالنے سے روکنے والا کون ہوتا ہوں؟

مہیش جی آپ ایک طویل مدت راجدھانی ایکسپریس کے ساتھ رہے کیا

آپ اخبار سے اختلاف کی بنیادی وجہ بتانے کی زحمت کریں گے؟

چنکو بولا اس سوال کا جواب میں دوں گا۔ اگر ہم لوگوں نے ازخود استعفیٰ دیا ہوتا تو آپ یہ سوال کرنے کیلئے حق بجانب تھیں لیکن شاید آپ کو پتہ ہوگا کہ ہم نے اخبار نہیں چھوڑا بلکہ ہمیں نکال باہر کیا گیا اس لئے آپ یہ سوال ان لوگوں سے کریں کہ جنہوں نے ہمارے ساتھ یہ ناانصافی کی ہے؟

وہ لوگ تو رابطے میں آتے ہی نہیں؟ ہم کیسے معلوم کریں؟

مہیش بولا یہی سوال میں اس دیش کی جنتا سے کرتا ہوں ۔ راجدھانی ایکسپریس کے قارئین سے کرتا ہوں کہ اس کا انتظامیہ ذرائع ابلاغ میں آنے کیوں کتراتا ہے؟ اس میں یہ جرأت کیوں نہیں ہے کہ صحافیوں کے سولات کا جواب دے ۔ جواب مانگنے والے خود کیوں منہ چھپاتے پھر رہے ہیں؟ کیا یہ ان کے چہرے کی کالک ہے جو انہیں سامنے آنے سے روک رہی ہے؟

ناظرین میں سے ایک نے سوال کیا کہ راجدھانی ایکسپریس سے تو آپ کا پتہ صاف ہوگیا اب آپ کے آگے کیا ارادے ہیں؟

مہیش بولا دیکھئے لالہ چیت رام کی پکار پر ہم لوگوں نے عوامی بیداری کی خاطر یہ اخبار شروع کیا تھا اور پہلے دن سے جور وظلم کا مقابلہ کرتے رہے۔ ہم آگے بھی یہی مشن جاری رکھیں گے اور ہر ظلم وجبر کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔

آپ تو سیاسی رہنماؤں کی مانند گول مول گفتگو کررہے ہیں یہ واضح نہیں کررہے ہیں کہ آپ کا آئندہ اقدام کیا ہوگا؟

چنگو بولا دیکھئے جیسا کہ مہیش جی نے بتایا ہم اس ظلم کا منہ توڑ جواب دیں گے اور چونکہ ہمارا تعلق اخبار کی دنیا سے ہے اس لئے اخبار نکالیں گے۔

مہیش اور چنگو کا انٹرویو چوپڑہ اور پانڈے بھی ایک ساتھ بیٹھ کر دیکھ رہے تھے پانڈے نے یہ انکشاف سنا چونک کر پوچھا یہ کیا کہہ رہا ہے چنکو؟

چوپڑہ بولے اخبار نکالنا کوئی بچوں کا کھیل نہیں ہے ۔ ان بے وقوفوں کو چھٹی

www.urduchannel.in

کا دودھ یاد آجائیگا۔

وجینتی نے پوچھا کیا ناظرین آپ کے اخبار کا نام جان سکتے ہیں؟

مہیش نے کہا چونکہ ہم عوامی بیداری کام جاری رکھیں گے اس لئے اخبار کا نام 'آپ کی راجدھانی' ہوگا۔

اس نام نے سارے ناظرین کو چونکا دیا چوپڑہ بولا دیکھا تم نے پانڈے ! آخر بلی تھیلے سے باہر آہی گئی میں نہ کہتا تھا کہ یہ آستین کے سانپ ہیں۔اس سے پہلے کہ یہ ڈس لیں انہیں کچل دو۔

پانڈے بولا مان گئے استاد آپ مہان ہیں ۔آپ تو لفافہ دیکھ کر خط کا مضمون بھانپ لیتے ہیں۔

وجینتی نے مسکرا پوچھا میں سب سمجھ گئی تب تو آپ کے اخبار کا اجراء دہلی کے وزیر اعلیٰ اروند کیجریوال کے علاوہ کوئی اور کر ہی نہیں سکتا؟

چوپڑہ بولا سنا تم نے؟

اس سے پہلے کہ پانڈے کچھ بولتا چنکو کہہ رہا تھا جی نہیں ہم تو کرن بیدی کو زحمت دینے کا ارادہ رکھتے ہیں ۔کہانی میں اچانک موڑ آگیا۔

وجینتی نے کہا بہت خوب آپ ایک کامیاب وزیر اعلیٰ کو چھوڑ کر ناکام امیدوار سے اپنے اخبار کی رونمائی چاہتے ہیں، جنہیں کوئی نہیں پوچھتا؟

مہیش بولا میڈم آپ نے سوال بھی کیا اور جواب بھی دے دیا۔کرن بیدی جی کو کوئی نہیں پوچھتا یہ ایک حقیقت ہے اور اس بات کا ثبوت ہے کہ بی جے پی نے ان کا استعمال ٹشو پیپر کی مانند کیا اور انہیں کوڑے دان میں پھینک دیا۔

اگر آپ یہ اعتراف کرتے ہیں تو انہیں کیوں بلا رہے ہیں؟

چنگو بولا اس لئے کہ جو سلوک بی جے پی نے کرن بیدی کے ساتھ کیا ہے وہی معاملہ راجدھانی ایکسپریس نے ہمارے ساتھ کیا ہے۔ اس لئے ان کے اور ہمارے درمیان یہ قدر مشترک ہے ۔ ہم دونوں کے ساتھ دھوکہ ہوا اور ناانصافی بھی

ہوئی۔

کون دونوں؟ کرن بیدی کو ملا کر تو آپ تین ہو گئے۔

مہیش بولا آپ خود وہ 'ایک جان دو قالب' والا تعارف بھول گئیں۔

وجینتی جھینپ گئی اور نیا سوال کر دیا کہیں آپ لوگ دوبارہ کرن بیدی کو عام آدمی پارٹی میں لانے کی کوشش تو نہیں کر رہے ہیں؟

چنکو بولا میڈم معاف کیجئے آپ کا سوال غلط ہے۔ کرن بیدی کبھی بھی عام آدمی پارٹی میں نہیں تھیں۔ اس لئے واپس جانے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

وجینتی نے پوچھا لیکن جانے کے امکانات تو روشن ہیں؟

مہیش نے جواب دیا جی نہیں عآپ میں تو ویسے ہی آگ لگی ہوئی ہے۔ جس طرح رسوا کر کے بھوشن اور یادو کو نکالا گیا ہے ایسے میں کوئی ذی وقار شخص اس جماعت میں جانے کی حماقت کیسے کرے گا؟ اور پھر کیجریوال کو اب ضرورت بھی نہیں ہے وہ اکیلے ہی پردھان جی کی مانند کافی وشافی ہیں۔

وجینتی بولی آپ لوگوں کے ساتھ وقت کا پتہ ہی نہیں چلا اب پروگرام ختم کرنے سے قبل آخر میں وہ سوال میں دوہرانا چاہتی ہوں جس کا جواب دینے سے آپ لوگ کترا گئے تھے۔ آخر ایک پٹے ہوئے مہرے کو بلا کر اخبار کے شبھ مہورت کی کیا تُک ہے؟

چنکو بولا ویسے تو مہیش جی اس سوال جواب دے چکے ہیں پھر بھی میں واضح کرتا چلوں کہ ہمارے نزدیک خیر وشر کی کسوٹی کامیابی و ناکامی نہیں ہے۔ جس طرح پردھان جی کی کامیابی سے ان کے سارے کرتوت نہیں دھلتے اسی طرح کرن جی ناکامی سے ان کے سارے کارناموں پر پانی نہیں پھیرا جا سکتا۔

'آپ کی راجدھانی' اخبار کا نام تو یقیناً عام آدمی پارٹی کی جانب جھکا ہوا تھا لیکن کیجریوال پر سخت تنقید اور کرن بیدی کو بلانے کے ارادے نے اخبار کی غیر جانبداری پر مہر ثبت کر دی۔

www.urduchannel.in

چندن نے مہیش کو فون کر کے مبارکباد دی اور چنکو نے منگو کو فون کر کے خراج عقیدت پیش کیا۔ چنکو نے اسے نئے اخبار سے منسلک ہونے کی دعوت دے دی۔ اسے یقین تھا کہ اگر منگو اس نئے اخبار میں آجاتا ہے تو افواہوں کی کمی محسوس نہیں ہوگی اور اخبار نت نئی نزاعی بحثوں کے سبب دن دونی رات چوگنی ترقی کرتا چلا جائیگا۔ وہ بیچارہ نہیں جانتا تھا کہ منگو کب کا چندن مترا کے ساتھ ساز باز کر چکا ہے۔

۲۲

اخبار آپ کی راجدھانی کا پہلے شمارے کی قیمت صرف دس پیسہ مقرر کی گئی اور اس کو جاری کرنے کیلئے اروند کیجر یوال کی بنگلورو سے دہلی واپسی کے دن کا انتخاب کیا گیا۔ اخبار کے بڑے ایجنٹوں سے کہا گیا کہ وہ پانچ پیسے واپس کریں اور پانچ اپنے پاس رکھیں ۔ دہلی کے تینوں بڑے گھاگ ایجنٹ سمجھ گئے کہ اس دن آپ کی راجدھانی کے علاوہ کوئی اور ہندی اخبار شاید ہی اسٹینڈ سے بکے اس لئے کہ اسٹال والے یہی اخبار سامنے رکھیں گے۔ ۱۰ پیسے کا سکہّ چونکہ کسی کے پاس نہیں ہوگا اس لئے بیشتر لوگ اس دس پیسے کی چیز کو ایک روپیہ یا پچاس پیسے میں خرید کر لے جائیں گے۔اس سے اسٹینڈ والوں کو ہر اخبار کے پیچھے بڑی آمدنی ہو جائیگی۔ اس کے علاوہ انگریزی اور دیگر زبانوں کے اخبارات کا خدرہ پچاس پیسے واپس کرنے کے بجائے انہیں یہ اخبار پکڑا دیا جائیگا جسے اکثر لوگ نے بخوشی خرید لیں گے۔اس طرح پہلے ہی دن یہ اخبار دہلی اور اس کے قرب و جوار میں چھا جائیگا۔

آپ کی راجدھانی کا سرورق بنگلورو کیمپ میں اروند کیجر یوال کی تصاویر سے اٹا پڑا تھا۔ کسی میں کیجر یوال کو یوگا کرتے ہوئے دکھایا گیا تھا کسی میں وہ کچھ کھاتے پیتے نظر آتے تھے کہیں وہ سنجیدگی کے ساتھ غور وفکر میں غرق تھے تو کہیں ہنستا مسکراتا چہرہ دکھائی دیتا تھا۔ آپ کے حامیوں نے اس سے یہ سمجھ لیا کہ یہ ہماری جماعت کا ترجمان ہے

www.urduchannel.in

اسی کے ساتھ دوسرے ہی صفحہ پر اروند کیجر یوال کے خلاف ایک اس قدر سخت مضمون شامل کیا گیا تھا کہ اس طرح کا تجزیہ پیش کرنے کی جرأت کسی اور اخبار نے تو دور راجدھانی ایکسپریس نے بھی نہیں کی تھی۔ اس مضمون کو پڑھنے کے بعد ایسا گمان ہوتا تھا کہ یہ عام آدمی پارٹی کے باغیوں کا ترجمان ہے ۔مضمون کا عنوان اس قدر چونکانے والا تھا کہ کسی قاری کیلئے اسے نظر انداز کرنا ناممکن تھا۔

عنوان کہہ رہا تھا ’’ کیجر یوال جی:تمہارے شہر میں آئینے جھوٹ بولتے ہیں‘‘۔منگو کے لکھے اس مضمون میں اروند کیجر یوال کے روبرو وہ آئینہ رکھا گیا کہ آپ والوں کے ہوش اڑ گئے۔صفحہ کو تصاویر اور کارٹونس کی مدد سے اس طرح مزیّن کیا گیا کہ قاری کی نگاہ اس سے ہٹ نہیں پاتی تھی۔مضمون کی جھلکیاں اس طرح سے تھیں کہ ’’۱۴ فروری ساری دنیا میں ویلنٹائن ڈے کے طور پر منایا جاتا ہے۔ گذشتہ سال اس دن دہلی کے وزیر اعلیٰ اروند کیجر یوال نے اقتدار کی دیوی کو محبت بھرا گلاب دینے کے بجائے ببول کا کانٹا پکڑا دیا اور اسی کے ساتھ حمایت والا کانگریسی ہاتھ لہولہان ہوگیا۔

اس طرح جن لوک پال بل کی بنیاد پر اصول نظریات کی خاطر اقتدار سے سبکدوش ہونے والا نادر ومنفرد واقعہ ہندوستان کی موقع پرست سیاست میں رونما ہوگیا۔ اپنی الوداعی تقریر میں کیجر یوال نے کہا تھا’’ میں وزیر اعلیٰ کی کرسی ایک بار تو کیا ہزار بار چھوڑنے کے لیے تیار ہوں۔ اگر ضرورت پڑی تو دیش کے لیے اپنی جان تک دینے کے لیے تیار ہوں۔ مجھے لگتا ہے کہ یہ ہمارا آخری اجلاس ہے۔‘‘

ایک سال بعد پھر سے اقتدار کی ناگن ۱۴ فروری کو سر جھکائے اروند کے سامنے کھڑی تھی۔ کیجر یوال نے جب اس کے گلے میں ور مالا ڈالی اور اگنی کے پھیرے لینے جا رہے تھے تو اخبار نویسوں کو کہانی کا ولن لوک پال یاد آ گیا انہوں نے پوچھا جن لوک پال بل کب پاس ہوگا؟ اروند کیجر یوال نے جواب دیا عوام نے ہمیں ۵ سال کا وقت دیا ہے۔ یہ جملہ سن کر اقتدار کی ناگن خوشی سے جھوم اٹھی اس لئے کہ لوک پال سے بڑا اس کا رقیب روسیاہ کوئی اور نہیں ہے۔ اسے یقین ہوگیا کہ کیجر یوال اب وہ

خبطی سیاستداں نہیں ہے جو اصول کو اقتدار پر ترجیح دیتا ہے۔ اقتدار کی ناگن آپ کے ساتھ اپنی رفاقت کے دوام پر جھوم اٹھی ۔کل تک جو وزیراعلیٰ محض ۲۸ ارکان اسمبلی کے ساتھ لوک پال کے بغیر ۵۰ دن کی فرقت برداشت نہ کرسکا وہ ۵۷ ارکان کی حمایت کے باوجود ۵ سال تک صبر کرنے کیلئے اگر تیار ہوگیا ہوتو اس کا مطلب ہے کہ زمانہ بدل گیا ہے۔

اقتدار کے ناگ دیوتا کو اروند کیجر یوال کا وہ تاریخی جملہ بھی یاد آ گیا کہ جس نے ماضی میں اسے یہ کہہ کر شرمسار کردیا تھا کہ ''دوستو! میں بہت چھوٹا آدمی ہوں۔ میری کوئی اوقات نہیں لیکن جب سے ہماری سرکار بنی ہمارے وزراء نے دن رات کام کیا۔ ہم نے ایمانداری سے کام کیا۔'' لیکن اقتدار کی ناگن کو احساس ہوگیا کہ اب یہ چھوٹا آدمی میٹرو میں بیٹھ کر حلف برداری کی خاطر رام لیلا میدان نہیں آیا ہے بلکہ وزراء کی گاڑیوں کا جمگھٹ میں راس لیلا کیلئے آیا ہے۔

راون کو شکست دے کر ایودھیا لوٹنے والے مریادہ پرشوتم رام چندر جی کی مانند چہار جانب دیپاولی کا جشن بپا تھا۔ بھارت کی دھرتی پر اپنے طویل تجربہ کی بنیاد پر اقتدار کی دیوی سمجھ گئی تھی کہ اب ایمانداری کے ساتھ دن رات کام کرنے کے دن لد چکے ہیں اور ان کی جگہ عیش وعشرت کے اچھے دن آنے والے ہیں۔

ایک سال قبل اروند کیجر یوال نے اپنی الوداعی تقریر میں ایک اور دلچسپ انکشاف کیا تھا کہ ''ہم لوگ پہلی بار منتخب ہوکر اسمبلی میں آئے تھے تو ہم نے سوچا تھا کہ یہاں بہت سارے سینئر ارکان اسمبلی موجود ہیں۔ ہم اِن سے اسمبلی کے آداب اور سیاست کے طور طریقے سیکھیں گے۔ لیکن کانگریس اور بی جے پی کے ارکان نے کیا کیا۔ انھوں نے میرا مائیک توڑ دیا اور میرے کاغذ پھاڑ دیئے۔ اس سے مجھے بہت صدمہ اور مایوسی ہوئی ہے۔''

مضمون کا اختتام اس طرح کیا گیا تھا کہ پارلیمانی انتخاب میں ہاتھ آنے والی زبردست ناکامی کے بعد کیجر یوال کا صدمہ شدید مایوسی میں تبدیل ہوگیا۔ خود

www.urduchannel.in

احتسابی کے گہرے سمندر میں ڈوب کر وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ بدعنوان اور ابن الوقت قومی اور علاقائی جماعتوں سے بہت کچھ سیکھے بغیر سیاست کے گندے تالاب میں پھلنا پھولنا ممکن نہیں ہے۔ کامیابی کے بعد کیجر یوال نے ثابت کردیا کہ وہ بہت جلد بہت کچھ سیکھ چکے ہیں۔ اس لیے اب ان کے شہر میں آئینے بھی جھوٹ بولتے ہیں۔

آپ کی راجدھانی نے راجدھانی ایکسپریس کو پہلی ہی پٹخنی میں چت کردیا تھا۔ اس دن اسٹینڈ پر رکنے والی راجدھانی ایکسپریس کی تقریباً ساری کا پیاں واپس ہوگئی تھیں۔ چوپڑہ غصّے سے بلبلا رہا تھا۔ آپ کی راجدھانی میں بلا کا توازن تھا۔ اخبار کے صفحات پر کہیں بی جے پی کی تعریف کی گئی تھی تو کہیں اس کو تنقید کا نشانہ بھی بنایا گیا تھا۔ خبروں اس بات کا خیال رکھا گیا تھا کہ تمام اہم خبروں کو غیر جانبداری کے ساتھ پیش کیا جائے، پردھان جی کے ساتھ سونیا اور ملائم سنگھ کے بیانات کو یکساں اہمیت دی جائے۔ اس طرح گویا یہ نیا اخبار جس کسی کے ہاتھ میں بھی گیا اس نے اسے اپنا اخبار سمجھا۔

اخبار کے آخری صفحہ پر ایک نصف صفحے کا نہایت خوشنما اشتہار تھا جس میں قارئین کو ویب سائٹ پر آنے کی دعوت دی گئی تھی۔ آپ کی راجدھانی کی ویب سائٹ پر جو قارئین پہنچے ان کے ہوش اڑ گئے۔ کسی بھی ہندی اخبار نے آج تک ایسی زندہ اور متحرک ویب سائٹ نہیں بنائی تھی۔ اس پر ہر آدھ گھنٹے میں نئی خبریں لگتیں اور نت نئے تبصرے شائع ہوتے۔ اس ویب سائٹ نے اپنے قارئین کو انگریزی اخبار ات کی ویب سائٹ پر جانے کی ضرورت سے بے نیاز کردیا تھا۔ پہلے ہی دن خبروں کو پسند کرکے دوستوں تک ترسیل کا سلسلہ جاری ہوگیا تھا اور اخبار کی جملہ ہٹ ایک لاکھ سے تجاوز کرگئی جس نے بڑے مشتہرین کو اپنی جانب متوجہ کرلیا۔

چنگو اور منگو کی یہ دوسری بڑی کامیابی تھی ابتداء میں اگروال اس کے خلاف تھا لیکن جب اشتہاروں کی برسات ہونے لگی تو اس نے بھی ہتھیار ڈال دیئے۔ اخبار آپ کی راجدھانی (اے کے آر) دراصل راجدھانی ایکسپریس کیلئے یم دوت بن کر آیا تھا تین مہینے کے قلیل عرصے میں اس کے چند ہزار نہایت وفادار قارئین کے علاوہ

سارے پڑھنے والے ساتھ چھوڑ چکے تھے۔ اس بیچ چوپڑہ نے آپ کی راجدھانی کے خلاف کئی ہتھکنڈے استعمال کئے لیکن ان کے سبب اے کے سی کی مقبولیت میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ چوپڑہ چونکہ نہیں جانتا تھا کہ اے کے آر بھی چندن مترا ہی کا اخبار ہے اس لئے اس کو حیرت تھی کہ آخر چندن مترا کو راجدھانی ایکسپریس کی شکستگی پر تشویش کیوں نہیں ہے؟

اے کے آر کے اندر نیوز چینل کی تیاری کا کام بڑے زور وشور کے ساتھ چل رہا تھا لیکن ان لوگوں نے ابھی اس کا اعلان نہیں کیا تھا۔ جب ساری تیاری مکمل ہوگئی تو چنکو، منگو، اگروال اور مترا کی ایک خفیہ نشست ہوئی جس میں نئے چینل کے افتتاح پر تفصیل سے غور کیا گیا۔ منگو نے اس کیلئے ایک ایسی سازش رچی تھی کہ جس کو سن کر تینوں لوگ ششدر رہ گئے لیکن اس سے اختلاف کرنے کی جرأت کسی کے اندر نہیں تھی۔ اس منصوبے میں سب سے اہم کردار چندن مترا کو ادا کرنا تھا۔

چندن مترا نے اگلے دن دفتر آکر سب سے پہلے دیپک چوپڑہ کو فون کیا اور اس سے خیریت پوچھنے کے بعد اخبار کا حال احوال دریافت کیا۔

دیپک چوپڑہ نے برملا اعتراف کیا کہ جناب عالی ہمارا اخبار عالمِ سکرات میں مبتلاء ہے اور آپ کمبھ کرن کی نیند سو رہے ہیں۔ چوپڑہ نے بڑی ہوشیاری سے اپنی ناکامی کیلئے چندن مترا کو ذمہ دار ٹھہرا دیا۔ اس کا فلسفہ تھا حملہ بہترین دفاع ہے لیکن اس میں خطرہ یہ ہے کہ مخاطب بھی میدان میں کود پڑتا تھا۔ جس کی تیاری چوپڑہ پہلے ہی کرلیا کرتا تھا۔

خلاف توقع چندن مترا ایک دم سے بھیگی بلی بن گیا اور معذرت خواہانہ انداز میں بولا میرا خیال ہے کہ مجھ سے کوتاہی ہوئی ہے لیکن اب میں اس کا کفارہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ اس سے پہلے کہ پانی سر سے اونچا ہو جائے ہمیں غور کرنا چاہئے۔

چوپڑہ نے کہا اگر اجازت ہو تو میں ابھی اسی وقت حاضر ہو جاوں۔ دیپک چوپڑہ کا خیال تھا چونکہ چندن مترا اچھے موڈ میں ہے اس لئے اخبار کے حالت زار پر

www.urduchannel.in

گفت وشنید کا اس سے اچھا موقع کوئی اور نہیں ہوسکتا؟

چندن مترا نے فون رکھنے کے بعد رنجن پانڈے کو اپنے کمرے میں بلا لیا۔ رنجن پانڈے تیر کی مانند چندن کے کمرے میں جا پہنچا۔

چندن نے پوچھا کیوں بھائی رنجن کیا چل رہا ہے؟ اخبار کا کیا حال ہے؟

رنجن بولا چندن صاحب کیا بتائیں اخبار تو موت کی نیند سو رہا ہے۔

یہ کیسے ہوگیا رنجن جی۔

میں نہیں جانتا صاحب۔ پہلے تو آپ نے ہماری ارتھی اٹھائی اور پھر آپ کی راجدھانی نے چتا کو آگ دکھائی۔ اب تو بس ارتھی کلش کے گنگا بہانے کا انتظار ہے۔

اسی لمحہ چوپڑہ کمرے میں داخل ہوا اور بولا براہمن اور کر بھی کیا سکتا ہے۔ میری تو سمجھ میں نہیں آتا ہم ٹھاکروں نے کیوں ان پنڈتوں کو سر پر بٹھا رکھا ہے۔

رنجن دبک کر بولا شما چاہتا ہوں گرودیو۔

چوپڑہ نے ڈانٹ کر کہا تمہارے پاس کوئی کام نہیں ہے کیا جو یہاں اپنا اور صاحب کا وقت ضائع کررہے ہو؟

نہیں سرکار ایسا نہیں ہے۔

چوپڑہ دہاڑا تو جاؤ اپنا کام کرو بھاگو یہاں سے۔

پانڈے نے مترا کی جانب دیکھا تو وہ بولا چوپڑہ جی براہمن کو ناراض نہیں کرتے اس کا شراپ بہت برا ہوتا ہے کہیں یہ اخبار کے ساتھ ہمارا انتم سنسکار نہ کردے۔ اسے یہیں بیٹھنے دیجئے۔

چوپڑہ سمجھ گیا کہ یہ احمق خود نہیں آیا ہے بلکہ بلایا گیا ہے۔ اس نے زوردار قہقہہ لگا کر کہا خیر اگر آپ کی مرضی ہے تو مجھے کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔

پانڈے کو چھوڑیئے اور آپ بتایئے کہ راجدھانی ایکسپریس کا آخر کیا ہوگا؟

دیکھئے صاحب کاروبار میں اونچ نیچ ہوتا رہتا ہے۔ یہ ہمارے ساتھ پہلی بار نہیں ہوا۔ جب بھی ہماری پارٹی کی مقبولیت بڑھتی ہے ہماری اشاعت بڑھ جاتی ہے

اور جب اس میں کمی واقع ہوتی گھٹ جاتی ہے۔ یہ جھاڑو زیادہ دن چلنے والا نہیں ہے۔ اس کے رسی دن بدن ڈھیلی ہوتی جارہی اور اس کی تیلیاں ٹوٹنے بکھرنے لگی ہیں بہت جلد یہ تار تار ہو جائیگا اور ہمارا کمل پھر سے کھل اٹھے گا۔ اسی کے ساتھ راجدھانی ایکسپریس کا چراغ بھی روشن ہو جائیگا۔

تو کیا ہم اس دن کے انتظار میں چپ چاپ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں؟ جو سوال چندن کو کرنا تھا وہ رنجن نے کر دیا۔

چوپڑہ کا پارہ چڑھ گیا وہ بولا ہاتھ پر ہاتھ نہیں بلکہ پشت پر لات مار کر پہلے تو تمہیں باہر نکالتے ہیں اور پھر سوچتے ہیں کہ آگے کیا کیا جائے؟

چوپڑہ کی دھمکی سن کر رنجن پانڈے کا چہرہ سرخ ہو گیا اور دماغ کھولنے لگا لیکن کسی طرح اس نے اپنے آپ کو قابو میں رکھا۔

یہاں سے نکل کر اگر یہ آپ کی راجدھانی میں چلا گیا تو پھر ہم کیا کریں گے؟

جناب آپ اسے اس منحوس اخبار میں کیوں بھیج رہے ہیں؟ میں نے تو اسے بند کرنے کا رام بان اپائے سوچ لیا ہے۔

اچھا ہمیں بھی تو پتہ چلے؟

ہمارا یہ پرانا حربہ ہمیشہ کامیاب رہتا ہے۔

رنجن پانڈے کو بدلہ چکانے کا موقع مل گیا وہ بولا جی ہاں وہ تو ہم ککڑ سنگھ کے معاملے میں دیکھ ہی چکے ہیں۔ بھلا ہو چنکو کا جو اس نے بات آگے نہیں بڑھائی ورنہ ہم لوگ ابھی تک تہاڑ جیل میں چکی پیس رہے ہوتے۔

چوپڑہ ایک موٹی سی گالی دے کر بولا تو اب یہاں سے جاتا ہے یا ۰۰۰

(ہنس کر) چوپڑہ جی آج آپ کو یہ کیا ہوگا بار بار آپے سے باہر ہو رہے ہیں۔ اس پانڈے کو چھوڑیئے اور وہ رام بان ۰۰۰۰۰۰۰

میں معذرت چاہتا ہوں اس جیسے پاگل براہمن دماغ خراب کر دیتے ہیں۔

پانڈے نے سوچا یہ تو ایسے کہہ رہا ہے گویا اس کا دماغ بہت اچھا ہے۔ میں

www.urduchannel.in

تو کہتا ہوں دماغ ہو تو اچھا یا خراب ہو لیکن اس کی کھوپڑی میں تو بھوسا بھرا ہے بھوسا۔ ذرا کہیں ملازمت تو مل جائے میں اس بھوسے کو شعلہ دکھا کر ہی جاؤں گا تا کہ اسی میں جل مرے منحوس۔ پانڈے سوچ تو بہت رہا تھا لیکن کچھ بول نہیں پا رہا تھا۔ چندن کے جملے سے اس کا ذہن ایک نئی سمت میں چل پڑا تھا۔ اس نے طے کر لیا کہ یہاں سے اٹھ کر مہیش اگروال سے رابطہ کرے گا اور منت سماجت کر کے ملازمت بدل لے گا۔ آپ کی راجدھانی ویسے بھی دن دونی رات چوگنی ترقی کر رہا تھا اور پانڈے کو راجدھانی ایکسپریس میں کام کا ۲۰ سالہ تجربہ تھا۔

دیپک چوپڑہ نے وہی گھسا پٹا حل بتایا۔ اپنے آدمیوں سے آپ کی راجدھانی کے دفتر پر حملہ کروانا اور اس کا الزام عام آدمی پارٹی کے سر منڈھ دینا۔ گرفتار ہونے والے ملزمین کو دولت اور رسوخ کی مدد چھڑوا لینا اور پولس کے ذریعہ اپنی من چاہی توضیح ذرائع ابلاغ میں پھیلا دینا۔ چوپڑہ کا خیال تھا چونکہ پولس کا محکمہ مرکزی سرکار کے تحت ہے اور مرکز میں بی جے پی برسرِ اقتدار ہے اس لئے یہ سارا کام نہایت سہل ہے۔

چندن بولا لیکن پھر بھی احتیاط ضروری ہے پولس میں عاپ کے ہمدردوں کی کمی نہیں ہے۔ کہیں لینے کے دینے نہ پڑ جائیں؟

چوپڑہ نے اعتماد کے ساتھ کہا آپ اس کی چنتا نہ کریں۔ اس بار میں براہ راست اپنا عملہ استعمال نہیں کروں گا بلکہ کسی باہر والے گروہ کی مدد سے اس کام کو انجام دوں گا۔ بس کچھ خرچ زیادہ ہو جائیگا۔

خرچ کی فکر نہ کریں بس یہ دیکھیں کہ اینٹ سے اینٹ بج جائے۔

کمرے میں آ کر چوپڑہ نے پانڈے سے کہا دیکھو آج سے اپنے اخبار اور ہمارے ہمدرد ٹی وی چینلس پر یہ افواہیں پھیلانا شروع کر دو کہ آپ کی راجدھانی سے عآپ کے رہنما اور کارکنان ناراض ہو گئے ہیں اور تشدد کی کارروائی کا امکان جتایا جا رہا ہے۔

پانڈے بولا اپنے اخبار کے تو قاری ہی بہت کم رہ گئے ہیں اور دوسرے اس من گھڑت کہانی کی مقبولیت بھی مشکوک ہے۔

یار پانڈے تم تو ابتداء میں ہی مایوس ہونے لگے۔ ہمیں جلدی نہیں ہے۔ ہمارے پاس وقت ہے۔ مجھے احساس ہے کہ یہ کام مشکل ہے لیکن ناممکن نہیں ہے۔ آئندہ دو تین ہفتہ میں ماحول تیار کروتب تک میں دیگر انتظامات کرتا ہوں۔

جی ہاں میں کوشش کروں گا۔

دیپک نے حوصلہ افزائی کی اب تمہاری بات میں اعتماد نظر آیا۔ دیکھو میں چاہتا ہوں کہ جب یہ حملہ ہوتو لوگ بے ساختہ کہیں یہ تو ہونا ہی تھا۔ ہمارے پیشے میں لفافوں کے کلچر سے تو تم واقف ہی ہو جو آج کل وائر ٹرانسفر میں بدل گیا ہے۔ میرا خیال ہے دکشنا کے آشیرواد سے سب کچھ آسان ہو جائیگا اس بابت تم مال کی بالکل چنتا نہ کرنا اس لئے کہ یہ بقاء کی آخری جنگ ہے۔ اس میں کامیابی ناگزیر ہے۔ میں ایک کامیاب منتظم کی حیثیت سے سبکدوش ہونا چاہتا ہوں۔ ایک مرتبہ اخبار پھر سے چل پڑے تو سکون سے ریٹایر ہو جاوں گا اور یہ کمرہ تمہارا ہو جائیگا۔ تم یہاں بیٹھ کر راج کرو گے کیا سمجھے؟

پانڈے ایک دم سے راجدھانی ایکسپریس میں لوٹ آیا تھا۔ اس کے خواب میں اب دیپک چوپڑہ سبکدوش ہورہا تھا اور وہ چندن مترا کا داہنا ہاتھ بن گیا تھا۔ دیپک چوپڑہ نے خوابوں کے سہارے پانڈے کو بڑے آرام سے اپنے دام میں گرفتار کرکے آپ کی راجدھانی کے خلاف منصوبہ بندی میں شامل کرلیا۔ پانڈے نے مہیش اگروال سے ملاقات کا خیال اپنے دل سے نکال دیا۔

.....

چنگو، منگو اور مہیش اگروال کے درمیان بیٹھا چندن مترا انہیں دیپک چوپڑہ کے ارادوں سے آگاہ کررہا تھا۔ سارے لوگ بہت خوش تھے۔ سب کچھ ان کے توقع کے مطابق ہورہا تھا۔

www.urduchannel.in

مترا نے کہا دیکھو اب ہمارے پاس وقت بہت کم رہ گیا ہے۔ جلد از جلد اس دفتر سے سارا قیمتی سامان نئے دفتر میں منتقل کرنا شروع کردو۔

چنگو نے پوچھا وہ بیمہ کمپنی کا کیا ہوا؟

مہیش نے جواب دیا میں نے ایجنٹ کے ساتھ رابطے میں ہوں وہ پریمیم کی رقم بڑھانے کیلئے کہہ رہے میں آنا کانی کررہا ہوں تاکہ انہیں شک نہ ہو لیکن بالآخر میں انشورنس والوں کی شرائط پر راضی ہو جاوں گا اور اس میں حادثاتی تباہی کی شق بھی شامل کروادوں گا تاکہ بربادی کے نقصان سے زیادہ بھرپائی ہو جائے۔

چنگو بولا کیوں نہیں! نئے دفتر کے قرض کی ادائیگی بھی اسی سے ہوگی۔

منگو نے کہا بھئی اسے کہتے ہیں آم کے آم اور گٹھلیوں کے دام۔

مترا نے پوچھا وہ مس مدھو بالا کا کیا ہوا؟ اس نے استعفیٰ دیا یا نہیں؟

منگو بولا وہ تو کب کی استعفیٰ دے کر اپنے گاوں جا چکی ہے۔

اچھا تو چنائی سیٹھ کس حال میں ہے؟

آج کل سماچار منورنجن کی حالت خراب ہے۔ ان کو مدھو بالا کا متبادل نہیں مل رہا ہے۔ پہلے تو وہ نقل کی تلاش کرتے رہے لیکن ناظرین کو مزہ نہیں آیا اس لئے کہ فوٹو کاپی تو آخر فوٹو کاپی ہوتی اس میں اصل کا لطف کہاں سے آسکتا ہے؟

مہیش نے پوچھا اچھا تو انہوں نے اب کیا کیا؟

چنگو بولا میں بتاتا ہوں جب پرائم ٹائم کی ٹی آر پی گھٹنے لگی اور اس کا اثر اشتہار پر پڑنے لگا تو کسی احمق نے پروگرام کا لب ولہجہ بدلنے کا مشورہ دے دیا۔

اچھا تو پھر کیا ہوا؟ مہیش نے پھر سوال کیا۔

ہونا کیا تھا سماچار منورنجن کے ناظرین کا ذوق ہی بگڑا ہوا تھا ان میں سے نصف تو صرف مدھو بالا کی اداؤں کیلئے ٹی وی کے سامنے بیٹھا کرتے تھے۔ جیسے ہی ایک نہایت سنجیدہ صحافی کو وہاں لاکر بٹھایا گیا سب گدھے کے سر سے سینگ کی مانند فرار ہو گئے۔

اس کا مالک تو آپ کا کرم فرما ہے؟مہیش نے منگول سے سوال کیا

چندن قہقہہ لگا کر بولا وہ بیچارہ رو رہا ہے ۔

چنگو بولا مجھے لگتا ہے کہ اس کو یہ مشورہ کسی دشمن نے دیا ہوگا ؟

منگو نے کہا اس دنیا میں کوئی اپنے دشمن سے مشورہ لے کر اس پر عمل کرتا ہے؟

جان بوجھ کر تو کوئی ایسا نہیں کرتا لیکن کئی دوست نما دشمن بھی تو ہوتے ہیں

جن پر انسان انجانے میں اعتماد کر لیتا ہے؟مہیش نے پوچھا

جی ہاں مترا جی سیاست میں تو یہی ہوتا ہے ۔منگو بولا

سیاست تو بیچاری منی کی طرح بدنام ہے ۔کیا صحافت میں یہ سب نہیں ہوتا ؟

کیوں نہیں ہوتا میں تو کہتا ہوں صحافت بھی ایک طرح کی سیاست ہی ہے۔

مہیش بولا جی نہیں میں نہیں مانتا یہ تو سیاستدانوں کی باندی ہے بلکہ رکھیل سمجھ

لو جس سے وہ آشنائی تو کرتے ہیں لیکن شریک حیات نہیں بناتے۔

چنگو بولا لیکن اس میں سیاستدانوں کا کوئی قصور نہیں ہے۔

میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا ۔

ہم خود کسی ایک کے ساتھ منسلک ہونا نہیں چاہتے ۔اپنے مفاد کی خاطر ہم

اپنی وفاداریاں بدلنے کی آزادی کو محفوظ و مامون رکھنا چاہتے ہیں ۔حکمرانوں کا کیا ؟

آج ان کے پاس اقتدار ہے کل نہیں ۔اس لئے آج انہیں ہماری ضرورت کل نہیں لیکن

یہ تو ہمارا پیشہ ہے ہمیں تو سرکار کی ہمیشہ ضرورت رہتی ہے ۔

منگو بولا یار چنگو مجھے تو یہ داستان الم سن کر میرا نام جوکر کا نغمہ یاد آرہا ہے

'جینا یہاں مرنا یہاں ، اس کے سوا جانا کہاں' ؟

چندن نے کہا وہیں جہاں بدعنوان پائے جاتے ہیں؟

مہیش بولا آپ پرلوک سدھارنے کی بات کر رہے ہیں وہاں تو خیر عنوان اور

بدعنوان سبھی کو جانا ہے ۔کیا سیاستدان اور کیا صحافی ۔ ہر انسان کی منزل وہی ہے۔

بھائی مہیش آپ بہت دور نکل گئے ۔ میں تو جیل جانے کی بات کر رہا تھا۔

www.urduchannel.in

چنگو نے چونک کر پوچھا جیل؟ صحافی بھی کہیں جیل جاتے ہیں ؟

کیوں نہیں ۔تہلکہ کا ایڈیٹر گھوش کہاں ہے؟ جب تک کانگریس کے کام آتا

رہا ہیرو تھا جب آنکھیں دکھائیں زیرو بن گیا اور اب تو بی جے پی کی سرکار آگئی ہے

جب تک پردھان جی اقتدار کی کرسی پر براجمان ہیں اس کی جیل کا قفل نہیں کھل سکتا۔

مہیش نے کہا لیکن یہ آپ کو درمیان میں جیل کا خیال کیوں آگیا؟

ہمارے عزیز دوست دیپک چوپڑہ کو بھی اپنی عمر کا آخری حصہ جیل ہی میں

گزارنا ہے۔اس بدبخت نے بہت سوں کو دکھ دیا ہے۔اسے سزا ملنی ہی چاہیے۔

مہیش نے تائید کی جی ہاں میں نے اسے بھگتا ہے۔اس حقیقت کو مجھ سے

زیادہ کون جان سکتا ہے۔کمبخت اپنے آپ کو فرعون سمجھتا ہے فرعون۔

اطمینان رکھو اب اس کے غرقاب ہونے کا وقت قریب آلگا ہے۔

چنگو نے کہا لیکن آپ اس بڈھے کھوسٹ کو زیادہ دنوں تک اندر نہیں رکھ

سکیں گے ۔اس کے سیاسی آقا اسے فوراً چھڑا لیں گے ۔ بہت خدمت کی ہے اس نے

زعفرانی سیاستدانوں کی ۔

چندن بولا ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی اس لئے کہ اب سیاستداں بھی ہماری

حقیقت سے واقف ہو گئے ہیں ۔ پہلے تو اروند کیجریوال نے ہمارا لئے (presstitute)

یعنی طوائف کی اصطلاح گھڑی تھی اب وی کے سنگھ نے بھی اسے ہمارے خلاف

استعمال کر دیا۔ ایسا لگتا ہے کہ سیاست کی دنیا میں ہمارے اس تعارف پر اتفاق رائے

ہوتا جارہا ہے اور بعید نہیں کہ بہت جلد ہمیں(pen worker) یعنی قلم فروش کے لقب

سے نواز دیا جائے۔

منگو بولا یہ اچھا ہے اس بہانے ہمارے حقوق طے ہو جائیں گے اور ان کی

خاطر لڑنے والی غیر سرکاری تنظیمیں بھی سرگرم عمل ہو جائیں گی۔

مہیش نے کہا لگتا ہے ہم لوگ پھر کسی اور سمت نکل گئے ۔

چندن بولا جی ہاں اب آپ لوگ اخبار میں اس طرح کا مواد شائع کرنا

شروع کردو جس سے دیپک کو اپنے عزائم کو پورا کرنے کا موقع اور حوصلہ ملے لیکن یاد رکھو ہمارے قارئین ناراض نہ ہوں۔ یہ بہت ہی اہم دورانیہ ہے۔ اس میں توازن کو قائم رکھنا بے حد ضروری ہے۔

منگو بولا جی ہاں سمجھ گیا جیسا کہ انتخاب سے قبل عام آدمی پارٹی کا تھا جبکہ وہ پھونک پھونک کر قدم رکھ رہی تھی۔

چندن نے تائید کی جی ہاں بالکل صحیح اور اب دیکھو کس قدر بے فکر ہو گئی ہے۔ ہمارے چینل کا دھماکے دار افتتاح ہوجائے اس کے بعد ہم بھی اسی کی طرح مست ہو جائیں گے۔

جی ہاں اور دیپک چوپڑہ کی حالت بی جے پی کی طرح ہو جائیگی۔

چنکو بولا نہیں بلکہ کانگریس کی طرح نہ گھر کی اور نہ گھاٹ کی۔

www.urduchannel.in

۲۳

رنجن پانڈے کو چندن مترا نے اپنا جاسوس بنالیا حالانکہ بظاہر وہ راجدھانی ایکسپریس کے دفتر میں دیپک چوپڑہ کا دست راست تھا۔ رنجن کے ذریعہ چندن کو دیپک کے ہر چھوٹے بڑے اقدام کی خبر مل جاتی۔ وہ کن امکانات پر غور کررہا ہے اس کا بھی مترا کو پتہ چل جاتا۔ رنجن اس بات سے ناواقف تھا کہ چندن اس سے یہ ساری معلومات کیوں حاصل کرتا ہے؟ اسے تو بس یہ فکر لگی ہوئی تھی کہ اگر واقعی حسبِ وعدہ دیپک سبکدوش ہوجائے تو کہیں چندن رنگ میں بھنگ نہ کردے یعنی اس کی جگہ کسی اور آدمی کو لاکر نہ بٹھا دے۔

اخبار کا مالک تو بہرحال چندن تھا وہ کسی کو بھی راجدھانی ایکسپریس کی تجارتی ذمہ داری دے سکتا تھا۔ اسی خیال نے رنجن پانڈے کچھ زیادہ ہی وفادار اور چاپلوسی بنادیا تھا۔ عام آدمی پارٹی کے اندر جاری مہابھارت رکنے کا نام نہیں لے رہی تھی بلکہ اس کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا جارہا تھا۔ آئے دن سامنے آنے والی خبریں کیجریوال کے جارحانہ تیور کا اظہار کررہی تھیں۔ اس کا لب ولہجہ اور گالی گلوچ بتارہے تھے کہ قومی مجلس عاملہ کے اجلاس میں کیا ہونے والا ہے؟

اروند کیجریوال نے اپنے ارکان اسمبلی کے ساتھ عام آدمی پارٹی چھوڑ دینے کی دھمکی دے کر اپنے ارادے ظاہر کردیئے تھے۔ اس موقف سے یہ بات صاف ہوگئی تھی اس کے نزدیک پارٹی کے افراد تو درکنار پوری پارٹی کی اہمیت بھی کسی استعمال شدہ ٹشو پیپر سے زیادہ نہیں رہ گئی ہے۔ اقتدار کے علاوہ سب کچھ بے معنیٰ ہوگیا ہے۔

چنکو اور منگو جب اس خبر پر کام کررہے تھے تو چندن نے اطلاع دی کہ کل رات ہولی جلے گی۔ اس اشارے کے ملتے ہی چنکو اور منگو نے نئے خطوط پر کام کرنا شروع کردیا۔ وہ اس اسٹنگ آپریشن کی خبر کو نہایت اشتعال انگیز انداز میں پیش کرنا چاہتے اور اگلے دن بھر اس ٹیپ کو بجانا چاہتے تھے۔

اخبار کے پہلے صفحہ پر اروند کی خفیہ گفتگو اور اس پر مختلف لوگوں کے تاثرات مع تصویر سجا دیئے گئے تھے۔ اروند کیجریوال کے بڑے سے کارٹون کے نیچے عنایت علی خان صاحب کی نظم کرسی درج تھی:

کیا بات ہے کرسی تری کیا بات ہے واللہ!
حجام کو مل جائے تو الحاج بنا دے
کنگلے کو مہاراج ادھیراج بنادے
بدھو کو خردمندوں کا سرتاج بنادے
داہر ہوتو پل میں اسے حجاج بنادے
کیا بات ہے کرسی تری کیا بات ہے واللہ!
پھولا نہ سمائے جسے مل جائے خوشی میں
سر اس کا کڑھائی میں ہو اور پانچوں ہوں گھی میں
دروازے پہ ٹی وی کی کھڑی رہتی ہو ٹیمیں
کرتا ہو دھڑلے سے جو آجاتی ہو جی میں
کیا بات ہے کرسی تری کیا بات ہے واللہ!
اول تو کچھ اس ڈھب سے رجھاتی ہے کہ توبہ!
وہ سبز گھنے باغ دکھاتی ہے کہ توبہ!
پھر سر میں وہ خناّس بٹھاتی ہے کہ توبہ!
آخیر میں درگت وہ بناتی ہے کہ توبہ!
کیا بات ہے کرسی تری کیا بات ہے واللہ!

www.urduchannel.in

اخبار کو پریس میں بھیجنے کے بعد چنکو ، منگو اور مہیش اگروال اپنے کام میں جٹ گئے۔ سب سے پہلے تو انہوں نے دفتر کے مختلف حصوں میں لگے کیمرے اچھی طرح صاف کروائے اور ان میں سے ہر ایک کی جانچ پڑتال کی۔ اس کے بعد غنڈوں کے اس گروہ سے رابطہ کیا جس کو دیپک چوپڑہ کے آدمیوں کے بعد آکر دفتر کی اینٹ سے اینٹ بجانا تھا اور پھر دو دن بعد کی نشریات کی تیاری کرنے لگے۔

ان کے کاموں فہرست خاصی طویل تھی۔ آپ کی راجدھانی چینل کے افتتاحی دن:

کن کن مہمانوں کو اسٹوڈیو میں بلایا جائیگا؟
کون نامہ نگار کس کے پاس جائیگا؟
دفتر کی توڑ پھوڑ کے مناظر پر کیا کیا سرخی لگائی جائیگی؟
کس کس کی جانب شک کی سوئی کو گھمایا جائیگا؟
شام کے وقت جنتر منتر پر منعقد ہونے والے مظاہرے میں لوگ کہاں سے آئیں گے؟
ان کے ہاتھوں میں پلے کارڈ پر کیا لکھا ہوگا؟
اس احتجاجی مظاہرے میں کس کس کی تقریر ہوگی؟

اس طرح کے بے شمار سوالات پر گفتگو اور تیاری کرتے کرتے کب صبح ہوگئی پتہ ہی نہیں چلا۔ اب دن بھر اس لائحہ عمل پر کام کرنا تھا اور شام کو ہونے والے حملے کا انتظار کرنا تھا۔ وہ تینوں اور چندن مترا یہ دعا کررہے تھے کہ خدانخواستہ حملے کے منصوبے میں کوئی خلل نہ پڑے ورنہ ٹی وی چینل کے افتتاح کا سارا مزہ کرکرا ہوجائیگا۔ چندن مترا نے دوپہر کی فلائیٹ سے کولکتہ جانے کا پروگرام بنا لیا تھا لیکن جانے سے قبل اس نے رنجن پانڈے سے بات کی اور یہ جاننے کی کوشش کی کہ کہیں کوئی تبدیلی تو نہیں ہے؟

رنجن نے بتایا کہ ساری تیاری مکمل ہوگئی ہے۔ دیپک چوپڑہ آپ کی

راجدھانی کے صفحۂ اول سے بے حد خوش ہے۔ وہ اس نادر موقع کا بھرپور فائدہ اٹھا لینا چاہتا ہے لیکن نہیں جانتا کہ اس کی حیثیت کانٹے میں لگے کینچوے کی سی ہے۔ آپ کی راجدھانی میں چھپی نظم کرسی نے ایک ہنگامہ برپا کر دیا تھا۔ مختلف چینل والے اسے دکھلا رہے تھے اور آپ کے کارکنان سے اس کے متعلق تاثرات حاصل کر رہے تھے۔ ان میں سے کچھ شدید غم غصے کا اظہار کر رہے تھے۔ یہ دیکھ دیکھ کر نہ صرف دیپک چوپڑہ بلکہ چنگو اور منگو بھی خوش ہو رہے تھے۔ سارا کچھ منصوبے کے مطابق ہو رہا تھا۔

صبح سے لے کر دوپہر تک آرام کرنے کے بعد چنگو، منگو اور مہیش اپنے ٹی وی چینل کے دفتر میں پہنچ گئے جو اخبار کے دفتر سے کچھ فاصلے پر تھا۔ اس دفتر میں ایک گوشہ اخبار کیلئے بھی مختص تھا لیکن اس کا علم صرف چنگو، منگو، مہیش اور چندن کو تھا۔ دو دن کے بعد سے اخبار کو یہیں سے نکلنا تھا۔ شام چار بجے چنگو اور مہیش اخبار کے دفتر میں لوٹ آئے اور منگو ٹی وی پروگرام کی تیاری میں اپنے عملہ کے ساتھ جٹا رہا ہے۔

آپ کی راجدھانی اخبار کے دفتر میں خوشی کا ماحول تھا۔ ان کا ٹی وی چینل شروع ہونے والا تھا۔ سارے لوگوں کو ہدایت کی گئی تھی کہ اگلے دن سب لوگ صبح دس بجے ٹی وی کی نشریات والے دفتر میں منعقد ہونے والی افتتاحی تقریب میں آئیں۔ اسی سبب سے رات دس ہی بجے اخبار کو پریس میں بھیج دیا گیا۔

دفتر سے کچھ لوگ جا چکے تھے اور کچھ نکل رہے تھے کہ نقاب پوش حملہ آوروں نے اروند کیجریوال زندہ باد، عام آدمی پارٹی امر رہے، جو ہم سے ٹکرائے گا مٹی میں مل جائیگا۔ اس طرح کے روایتی نعرے لگاتے ہوئے آپ کی راجدھانی اخبار کے دفتر پر حملہ کر دیا۔ چنگو اور مہیش نے دفتر میں لگے لاؤڈ اسپیکر سے اعلان کیا کہ ملازمین کی عزت و آبرو سب سے زیادہ قیمتی ہے اس لئے کوئی مزاحمت نہ کرے بلکہ اپنی جان بچا کر نکل جائے۔ نظم و نسق کو قائم رکھنا پولس کی ذمہ داری ہے۔ ہم اس کو خبر کر رہے ہیں۔ اسے اپنا کام کرنے دیں۔ اس میں مداخلت نہ کریں۔

یہ ایک خلاف توقع اعلان تھا۔ لوگوں نے دیکھا کہ منگو اور مہیش کے کمروں کی

www.urduchannel.in

بتی بھی بجھ گئی یعنی وہ بھی بھاگ رہے ہیں اس لئے سب کے سب فوراً پچھلے دروازے سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ چنگو نے جاتے جاتے چوکیداروں سے کہا حملہ آور جدید اسلحہ سے لیس ہیں وہ لاٹھیوں سے ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس لیے وہ اپنی جان جوکھم میں ڈالنے کے بجائے پولس کی ہدایت کے مطابق تعاون پیش کریں ورنہ اپنے کمرے میں بند رہیں۔ یہ بھی عجیب و غریب ہدایت تھی لیکن چونکہ چوکیداروں کی اس میں عافیت تھی اس لئے چاروں نے یک زبان ہو کر تائید کی۔

منگو کی گاڑی جب آنکھوں سے اوجھل ہو گئی تو چوکیداروں کا سردار ارجن پنڈت بولا دیکھا تم نے ہمارے مالک کس قدر انسانیت نواز ہیں؟ ان کو اپنے مال و اسباب سے زیادہ ہمارے حفظ و امان کی فکر ہے۔

دوسرے چوکیدار بھیم سنگھ کا پارہ چڑھ گیا اس نے کہا لیکن مجھے تو یہ بزدلی لگتی ہے اگر کوئی آپ پر حملہ کرے تو اس کا مردانہ وار مقابلہ کرنا چاہئے اس طرح فرار ہو جانا کون سی دلیری ہے؟ بھیم سنگھ کا جملہ سن کر باقی سارے بھڑک گئے۔

نکول شرما بولا نافرمان احمق انسان! کون کہتا ہے یہ بزدلی ہے؟ میں تو کہتا ہوں یہ حقیقت پسندی ہے۔ اب تو ہی بتا کہ ان حملہ آوروں کا ہم کیا بگاڑ سکتے ہیں؟ ان کے سامنے جانا تو سراسر خودکشی ہے۔

بھیم سنگھ نے کہا اچھا تو کیا ہمیں یہاں پر صرف دروازہ کھولنے اور بند کرنے پر تعینات کیا گیا ہے، میں فوجی آدمی ہوں کیا سمجھا؟ تو مجھے اپنی طرح ڈرپوک نہ سمجھ۔

ایک کنارے پر بیٹھا ہوا سہدیو اگروال آگے آیا اور بولا اوئے بھیم سنگھ کے بچے اگر ایسا ہی ہے تو یہاں چوڑیاں پہن کر کیوں بیٹھا ہوا ہے؟ کمرے کے اندر بیٹھ کر بھاشن بازی کرنے کے بجائے باہر جا کر ان سے مقابلہ کیوں نہیں کرتا؟

ارجن کو اپنے دوست بھیم پر رحم آ رہا تھا وہ بولا اس طرح اپنے ساتھی کو رسوا کرنا مناسب نہیں ہے۔ اس نے ایک بات کہی اب اس کا مطلب یہ تھوڑی نا ہے کہ ہم لٹھ لے کر اس کے پیچھے پڑ جائیں۔

ارجن کی اس نصیحت کے باوجود چوکیداروں کا غصہ ٹھنڈا نہیں ہوا۔نکول نے پھر کہا بات وہ نہیں ہے۔ یہاں ہماری جان کے لالے پڑے ہیں ۔سارے لوگ اپنی جان بچا کر بھاگ گئے ہیں لیکن ہم یہیں پھنسے ہوئے ہیں ۔اگر ان لوگوں نے آو دیکھا نہ تاو اور ہم پر حملہ بول دیا تو ہم کیا کریں گے؟ ہم اپنا دفاع کیسے کریں گے؟ یہ سوچنے کے بجائے یہ بیوقوف ہمیں کروکشیتر میں کود پڑنے کی ترغیب دے رہا ہے۔

اس سوال نے سارے لوگوں کو سنجیدہ کر دیا تھا۔ اب وہ دفتر کے بجائے اپنی ذات کے بارے میں فکر مند ہو گئے تھے۔

سہدیو نے پوچھا تو کیا ہمیں یہاں سے جان بچا کر بھاگ لینا چاہئے؟

ارجن چونک کر بولا اوہو یہ تم نے کیا کہہ دیا؟ لگتا ہے اس پیشے میں نئے ہو؟ کیا تمہیں نہیں پتہ جب بھی کہیں چوری ہوتی ہے پولس والے سب سے پہلے کس پر شک کرتے ہیں؟

بحث کا رخ دوسری جانب جا رہا تھا۔بھیم سنگھ بولا کہیں تم یہ تو کہنا نہیں چاہتے کہ پولس ہم پر شک کرے گی ؟ اگر کسی پولس والے نے یہ حرکت کی تو میں اس کا سر پھوڑ دوں گا۔

نکول بولا ابے جا بہت دیکھے تیرے جیسے سر پھوڑنے والے اگر تو اتنا ہی بہادر تھا تو فوج کی ملازمت چھوڑ کر چوکیداری کرنے کیوں چلا آیا؟

ارجن نے کہا تم پھر ذاتیات پر اتر آئے ہر کسی کی اپنی مجبوری ہوتی ہے جس کے تحت وہ فیصلے کرتا ہے ہمیں اس سطح تک نہیں جانا چاہئے۔

سہدیو بولا یہی تو میں بھی کہہ رہا ہوں کہ ہماری بھی مجبوری ہے۔ ایک تو ہمارے پاس ویسا اسلحہ نہیں جو حملہ آوروں کے پاس ہے ۔ دوسرے وہ تعداد میں ہم سے کہیں زیادہ ہیں۔

نکول نے کہا لیکن سب سے زیادہ اہم یہ بات ہے کہ ہمارے مالک نے ہمیں مزاحمت سے منع کیا ہے۔ اب ان کی مانیں جو ہمیں تنخواہ دیتے ہیں یا اس کی سنیں

www.urduchannel.in

جو صرف بھاشن دیتا ہے۔

نکول کا اشارہ بھیم سنگھ کی جانب تھا اور سچ تو یہ ہے کہ وہ بہت خوفزدہ تھا اس لئے اسے کچھ زیادہ ہی غصہ آ رہا تھا۔بھیم سنگھ بولا ارجن پنڈت کی بات درست ہے۔ اس دنیا میں کوئی کسی کی مجبوری نہیں سمجھتا۔ میں تو اپنا پران کا بلیدان دینے کیلئے ہی فوج میں بھرتی ہوا تھا مگر ہائے افسوس! وہ اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

سہدیو بولا میرے دوست بھیم سنگھ تم اس احمق کی بات کا برا نہ مانو ۔ یہ بتاو کہ پھر کیا سانحہ رونما ہو گیا جس نے تمہیں فوجدار سے چوکیدار بنا دیا؟

بھیم سنگھ بولا ہوا یہ کہ میرے والدین نے میری شادی کر دی۔

بھیم سنگھ کے اس جواب نے سارے لوگوں کو چونکا دیا۔ وہ عارضی طور پر بھول گئے کہ باہر کیا ہو رہا ہے۔ ارجن نے سوال کیا لیکن شادی؟ شادی تو کوئی حادثہ نہیں ہے وہ تو انسانی زندگی کا سب سے خوشگوار واقعہ ہے۔

جی ہاں میں بھی یہی سمجھتا اور اسی لئے شادی سے پہلے بہت خوش تھا۔ میں اس حقیقت سے غافل ہو گیا تھا کہ میں ایک فوج کا معمولی سپاہی ہوں۔ کاش کہ میں افسر ہوتا یا شادی نہ کرتا۔

اب نکول کو بھی بھیم سنگھ سے ہمدردی ہونے لگی تھی۔ اس نے کہا کیا فوج میں سپاہی کو شادی کرنے کی اجازت نہیں ہے؟ اور اگر کوئی فوجی اس جرم کا ارتکاب کر لے تو اس کا کورٹ مارشل کر کے اسے نکال باہر کیا جاتا ہے؟

جی نہیں دوست ایسی بات نہیں۔ سپاہیوں کو نکاح کی تو اجازت ہے لیکن اکثر ان کی ڈیوٹی ایسے مقامات پر ہوتی ہے جہاں وہ اپنی زوجہ کے ساتھ نہیں رہ سکتے اس لئے انہیں شادی کے باوجود مجرد زندگی گزارنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے۔

سہدیو نے کہا تو کیا سارے سپاہی فوج سے نکل آتے ہیں؟

نہیں وہ لوگ حالات سے مصالحت کر لیتے ہیں۔

نکول نے سوال کیا تم بھی تو ایسا کر سکتے تھے؟

میں نے تو کرلیا تھا لیکن وہ دروپدی نہیں مانی۔

ارجن نے کہا یہ بیچ میں دروپدی کہاں سے آ ٹپکی؟

بھیم سنگھ بولا دروپدی؟ دروپدی تو ہمیشہ سے موجود تھی۔ اسی کے ساتھ اگنی کے سات پھیرے لے کر میں نے اپنی ازدواجی زندگی کا آغاز کیا تھا۔ وہ میری جنم جنم کی ساتھی ہے۔ ست یگ سے کل یگ تک ہمارا ساتھ چلا آرہا ہے۔

ارجن نے سوچا عجب تماشہ ہے۔ گردش کرتی ہوئی مچھلی کا عکس دیکھ کر اس کی آنکھ بھیدنے کا کارنامہ تو میں نے انجام دیا اور دروپدی کو جیت کر کوئی اور اپنے ساتھ لے گیا اور بھیم سنگھ کے ساتھ اس کا جنم جنم کا ساتھ ہوگیا؟ ارجن نے اس سوال کو کسی اور وقت کیلئے ٹال دیا اس لئے کہ نکول نے درمیان میں نیا سوال کردیا تھا۔ جب تم مصالحت کر چکے تھے گڑ بڑ کہاں ہوگئی؟

میں بتا چکا ہوں میری اردھانگنی اپنی ضد پر اڑ گئی۔

سہدیو نے کہا اور تم نے اس کے آگے سپر ڈال دی۔

جی نہیں میں بھی اپنی بات پر اڑا رہا۔ ہر چھے ماہ بعد تعطیلات میں دروپدی کے پاس آتا اور ایک ماہ بعد لوٹ جاتا لیکن پھر ••••••••

ارجن بولا پھر کیا ہوا دروپدی تمہیں چھوڑ کر چلی گئی۔

نہیں! اس نے چاند سے ابھمنیو کو جنم دیا۔ ابھمنیو کی پیدائش کی خبر جب میں نے سنی تو سارے رجمنٹ کو مٹھائی تقسیم کی۔ میرے قریبی دوستوں نے زبردست دعوت کا اہتمام کیا۔ اب میں اپنی چھٹی کا بے صبری سے انتظار کررہا تھا۔ میں اپنے مستقبل کو اپنے ہاتھوں میں لے کر اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کرنا چاہتا تھا۔ میرا اشتیاق دیکھ کر میرے افسر نے مجھے ایک ماہ قبل چھٹی پر جانے کی اجازت دے دی۔ میں خوشی خوشی گھر آ گیا اور دیکھتے دیکھتے ایک ماہ کا وقفہ قریب الختم ہوگیا۔

نکول نے پوچھا پھر کیا ہوا؟

ہونا کیا تھا دروپدی نے ابھمنیو کی جانب اشارہ کرکے کہا تم اسے چھوڑ کہاں

www.urduchannel.in

جارہے ہو؟ یہ ہم دونوں کی سنتان ہے۔ اس کی پرورش ہماری مشترکہ ذمہ داری ہے اس لئے اب تم نہیں جاسکتے۔ جب میں نے اصرار کیا تو وہ بولی کان کھول کر سن لو اگر تم اس بار چلے گئے تو جب دوبارہ واپس آوگے تو ہمارا منہ نہ دیکھو گے۔

ارجن بولا اچھا یہ تو سراسر دھمکی ہے تو کیا تم نے اسے سمجھایا نہیں؟

یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میں خاموش رہتا۔ میں نے اسے ابھمنیو کے مستقبل کا واسطہ دے کر کہا دیکھو دروپدی ہمارا بیٹا بڑا ہو کر فوجی بنے گا۔ اپنے دیش کی رکشا کرے گا اس کیلئے ضروری ہے کہ میں ڈیوٹی پر جاوں۔ میری بات سن کر دروپدی بولی ہر گز نہیں میں اپنے لال کو کبھی بھی فوجی بننے کی اجازت نہیں دوں گی۔ میں نہیں چاہتی کہ وہ بھی اپنے اہل وعیال کی تمہاری طرح حق تلفی کرے۔

ارجن نے کہا یہ تو زیادتی ہے بھیم سنگھ۔

جو بھی ہے حقیقت یہی ہے بھیم سنگھ نے جواب دیا میں نے اس سے کہا میں کل جارہا ہوں اب تمہیں جو بھی کرنا ہو کرو اور ابھمنیو کو جو کرنا ہے وہ کرے گا۔

نکول بولا اس پر دروپدی نے کیا کہا۔

وہ بولی ابھمنیو تو وہی کرے گا جو میں اس سے کہوں گی جیسا کہ تم نے وہ کیا جو تمہاری ماں نے تم سے کہا لیکن اتنا یاد رکھو اگر تم چلے گئے تو پھر کبھی اس کو دیکھ نہیں سکو گے میں تم سے کہہ چکی ہوں کہ میں اس کے ساتھ چلی جاوں گی۔ اگر تم میرے ساتھ اس کی پرورش کی ذمہ داری ادا نہیں کرنا چاہتے تو میں بھی تمہیں اس کی سرپرستی سے محروم کردوں گی۔

سہدیو بولا یہ تو سیدھی دھاندلی ہے۔

نکول نے پوچھا تو اگلے دن تم نے کیا کیا؟

فوج سے استعفیٰ دے کر تمہاری طرح چوکیدار بن گیا۔

۲۴

حملہ آور دفتر میں داخل ہوکر مختلف ٹکڑیوں بنٹ گئے ۔ ان کا سردار سُچّا سنگھ اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ چوکیداروں کے قریب نشانہ باندھ کر بیٹھ گیا۔ اسے پتہ تھا کہ کڑی مزاحمت یہیں سے ہوسکتی ہے۔ اندر جانے والوں کو ہدایت یہ تھی کہ سب سے پہلے کام کرنے والے عملہ کو پکڑ کر ایک طرف موجود میٹنگ روم میں بند کردیا جائے اور کسی کے ساتھ اس وقت تک بدسلوکی نہ کی جائے جب تک کہ ناگزیر نہ ہو۔ چونکہ یہ اخبار کا دفتر تھا اس لئے ڈر تھا کہ ذرائع ابلاغ میں اس کا بہت شور ہوگا۔ پولس بھی دباو میں کارروائی کرنے پر مجبور ہو جائیگی اس لئے احتیاط سے کام لیا جارہا تھا ۔ حملے کا مقصد کسی انسان کو تکلیف پہنچانا نہیں تھا بلکہ دفتر کو تباہ وتاراج کرنا تھا۔

دس منٹ کے بعد بھی سُچّا سنگھ نے دیکھا کہ چوکیداروں کا دفتر بند کا بند پڑا ہے اس میں سے کوئی فرد باہر نہیں آیا تو اس نے سوچا ممکن ہے یہ لوگ بھی ڈر کر بھاگ گئے ہوں۔ اب اسے اندر والوں کا خیال آیا اس نے اپنے ایک ساتھی لُچّا سنگھ سے کہا اندر جا کر دیکھو کیا حال ہے؟ اور ہدایت کی میٹنگ روم میں ضرور جانا اور وہاں بند عملے کے متعلق مجھے آکر بتاو کہ وہ کس حال میں ہیں؟ نہال سنگھ وہاں تعینات ہے۔

لُچّا بھی بیٹھا بیٹھا بور ہورہا تھا اس لئے وہ سر ہلا کر اندر داخل ہوگیا۔ اس نے سوچا چلو پہلے نہال سنگھ سے ملتے ہیں ہوسکتا ہے کمرے میں بند کوئی ایسی چڑیا ہو جس سے کچھ دل لگی ہو جائے۔ لُچّا سنگھ بڑا دل پھینک قسم کا مجرم تھا۔

www.urduchannel.in

میٹنگ روم کے باہر پہنچ کر لُچا نے دیکھا وہاں تو نہ کوئی آدم اور نہ آدم زاد۔ اس نے سوچا یہ نہال سنگھ کہاں مر گیا؟ کہیں وہ خود بھی تو مزے لوٹنے میں ملوث نہیں ہوگیا لیکن یہ نہیں ہوسکتا۔ نہال سنگھ نہایت نیک صفت انسان تھا وہ کسی نامحرم کو قتل تو کرسکتا تھا لیکن آبروریزی کی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

نہال سنگھ کی غیر موجودگی لُچّا سنگھ کیلئے نہایت خوش آئند تھی اس لئے کہ نہال سنگھ نہ عیش کرو نہ کرنے دو کے فلسفے پر یقین رکھتا تھا۔ اس کو ندارد پا کر لُچّا نے اطمینان کا سانس لیا اور آہستہ سے میٹنگ روم کا دروازہ کھولا۔ چٹخنی کی طویل کراہ کے ساتھ دروازہ کھل گیا۔ اندر گھپ اندھیرا تھا۔ لُچّا اپنے آپ سے بولا یہ بھی درست ہے ۔ اس کمرے میں روشنی کا کیا کام۔ اسے یقین تھا کہ اس کمرے میں پڑے ہوئے لوگوں کے ہاتھ پیر بندھے ہوئے ہوں گے اس لئے کہ منصوبہ بندی کے دوران یہی طے ہوا تھا کہ یہاں لانے کے بعد ان کو باندھ کر چھوڑ دیا جائے۔

لُچّا سنگھ اب دیوار پر ہاتھ پھیر رہا تھا تاکہ بجلی کا بٹن تلاش کرسکے لیکن سوئچ بورڈ نہ جانے کہاں مر گیا تھا۔ وہ دیوار کے ساتھ آگے بڑھتے بڑھتے تقریباً کنارے پر پہنچ گیا تو اچانک اس کا ہاتھ بجلی کے بٹن سے ٹکرایا۔ جیسے ہی اس نے بٹن دبایا ایک دم سے کمرہ روشن ہوگیا۔

سُچّا نے دیکھا کمرہ خالی ہے مگر کونے میں ایک خاتون سرخ رنگ ساڑی پہنے کھڑی ہے اور ہاتھ جوڑ کر اس کا استقبال کررہی ہے۔ اس کے چہرے پر نہایت دلنشین مسکراہٹ پھیلی ہوئی ہے۔ لُچا خوشی سے پاگل ہوگیا۔ اس نے پھر ایک بار اپنی نگاہ چاروں جانب دوڑائی کمرے میں ان دونوں کے علاوہ کوئی تیسرا نہیں تھا۔ لُچّا سنگھ نے اپنے پستول کو جیب میں رکھا۔ چہرے پر بندھے نقاب کو نکال کر ایک جانب پھینکا اور عورت کی جانب بڑھنے لگا۔ اسے حیرت تھی کہ وہ عورت بلاحرکت اپنی جگہ جوں کی توں کھڑی تھی لُچّا نے سوچا ڈر گئی ہے۔ یہ اور بھی اچھا ہے۔

اس پہلے کہ لُچّا اسے اپنی بانہوں میں لیتا پیچھے سے نہال سنگھ کی گرجدار آواز

آئی کون ہے؟ یہ سنتے ہی لُچّا کا ہاتھ بے ساختہ اپنی جیب میں پڑی پستول کی طرف گیا۔نہال نے جب دیکھا یہ شخص پستول نکال رہا ہے تو اس نے کہا ہنڈز اپ اسی کے ساتھ لُچّا زمین پر بیٹھ گیا اور نہال نے گولی چلا دی۔

یہ سب بیک وقت ہوا لیکن اسی کے ساتھ ایک زبردست دھماکہ ہوا اور وہ عورت غائب ہوگئی۔ لُچّا نے جب یہ دیکھا تو وہ خوف سے غش کھا کر وہیں ڈھیر ہوگیا۔ اسے یقین ہوگیا تھا کہ وہ نادانستہ کسی چڑیل پر دست درازی کرنے جا رہا تھا۔ اچھا ہوا جو کہ چیخ مار کر بھاگ گئی اگر اس سے لپٹ جاتی تو کیا حشر ہوتا؟

نہال سنگھ کو اس بات پر حیرت تھی کہ گولی تو اس شخص کے سر کے اوپر سے گذر گئی پھر بھی یہ لمبا ہوگیا۔ سُچا سنگھ نے اندر سے گولی چلنے کی آواز سنی تو اس نے اپنے ساتھی کو ہدایت دی کہ دروازے پر نظر رکھے۔ ازخود اشتعال دلانے والی حرکت نہ کرے۔ اگر پولس کو آتا ہوا دیکھے تو ہوا میں تین فائر کردے۔ یہ فرار کا سائرن تھا۔

اندر آنے کے بعد سُچّا سنگھ نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی۔اس کے سارے گرگے اپنے اپنے کام مصروف تھے۔دفتر کی ایک چیز کو توڑا پھوڑا جا رہا تھا اسے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ کسی نے فائر کی جانب توجہ نہیں دی اور نہ دہشت زدہ ہوا۔ ہر کوئی اپنے کام میں لگا ہوا تھا۔ اندر کے کام کی نگرانی نہال سنگھ کے ذمہ تھی اس لئے اسے میٹنگ روم کے باہر تعینات کیا گیا تھا لیکن وہ اپنی جگہ موجود نہیں تھا۔

سُچّا نے میٹنگ روم کا دروازہ کھلا دیکھا تو اندر داخل ہوگیا۔ کمرے میں عجب منظر تھا۔لُچّا سنگھ زمین پر بے ہوش پڑا تھا اور نہال سنگھ اسے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا تھا۔

سُچّا نے پوچھا نہال اسے کیا ہوگیا؟

نہال بولا میں کیا جانوں۔ میں دو منٹ کیلئے حمام میں جا کر واپس آیا تو دیکھا کمرا روشن ہے۔ مجھے حیرت ہوئی یہ روشنی کس نے چلادی۔ میں نے اندر جھانکا تو اس گدھے کو دیکھا۔ میں اسے پہچان نہ سکا۔ میں نے کہا ہینڈز اپ یہ جیب سے پستول نکالنے لگا میں نے گولی چلا دی یہ نیچے بیٹھ گیا اور بے ہوش ہوگیا۔

www.urduchannel.in

سُچّا بولا لیکن تو اپنے لُچّا سنگھ کو نہیں پہچان سکا؟ اگر یہ مرجاتا تو؟

آج ہمارے تمام ساتھی نقاب اوڑھے ہوئے ہیں۔ اس نے نہ جانے کیوں اپنی نقاب نکال کر ایک کنارے پھینک دی جسے میں نے بعد میں دیکھا۔ اگر یہ نقاب میں ہوتا تو میں سمجھتا کہ ہمارا آدمی ہے لیکن چونکہ یہ بے نقاب تھا اس لئے مجھے خیال ہی نہیں گذرا کہ ہمارے گروہ کا آدمی ہوسکتا ہے۔

سُچّا ہنس کر بولا یار لوگ ہمارے بارے میں غلط لطیفے نہیں بناتے۔

نہال نے کہا تو میرے بارے میں بول رہا ہے یا اس کے بارے میں؟

سُچا بولا یار اس معاملے میں ہم تینوں ایک سے ہیں خیر تو ایسا کر پانی لا میرا خیال ہے اس کو ہوش میں لانا ضروری ہے ورنہ اٹھا کر لے جانا ہوگا۔

لُچّا سنگھ ہوش آتے ہی چڑیل چڑیل چلّانے لگا یہ سُچا اور نہال کیلئے معمہ تھا۔

سُچّا بولا نہال قیدیوں کو باندھنے والی رسّی لا۔لگتا ہے یہ پاگل ہوگیا ہے۔

نہال جی سردار کہہ کر دروازے کی جانب دوڑا۔

لُچّا سنگھ نے جب دیکھا کہ اس کے سامنے سردار سُچّا سنگھ ہے اور وہ اسے بندھوانے کے احکامات صادر کر رہا ہے تو بولا سردار یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ میں پاگل نہیں ہوں میں تو آپ کا وفادار لُچّا سنگھ ہوں۔

سُچّا بولا مجھے نہ بتا کہ تو کون ہے؟ میں اندھا نہیں ہوں مجھے سب پتہ ہے اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تو پاگل ہوگیا ہے۔

لُچا نے کہا نہیں سرکار میں ٹھیک ٹھاک ہوں۔ وہ ••••••• وہ چڑیل ••••••• چڑیل۔

سُچا بولا جی ہاں اسی نے تیرا دماغ خراب کردیا ہے کوئی بات نہیں اڈے پر چل کر تجھے لال مرچوں کی دھونی دیں گے نا تو وہ چڑیل بھاگ جائیگی اور تیرا دماغ درست ہو جائیگا۔

نہال پانی اور رسی لے کر آیا۔ نہال کے ہاتھ میں پانی دیکھ کر لُچا بولا لا

میرے دوست پانی پلا یہ دیکھ سردار کا دماغ خراب ہو گیا جو مجھے پاگل کہہ رہا ہے۔

نہال ہنس کر بولا یار جو چیز موجود ہی نہ ہو وہ خراب کیسے ہو سکتی ہے؟ خیر تو پانی پی کر بتا کہ چڑیل کا کیا چکر ہے؟ عورت تیرے حواس پر اس طرح سوار ہے کہ اندھیرے میں چڑیل تو دور بھالو بھی نظر آ جائے تو اس کے پیچھے تو چل پڑے۔

لُچّا ہنس کر بولا یہ ہوئی نا سرداروں والی بات۔ اندھیرے میں بھلا کالا بھالو کیسے نظر آ سکتا ہے؟ وہ تو کونے میں کھڑی گوری چٹّی چڑیل بھی نظر نہیں آ رہی تھی۔

کونے میں چڑیل؟؟؟ اوہو تو اس ہوا کے پتلے کی بات تو نہیں کر رہا؟ قسم سے بالکل عورت لگتی تھی میں نے بھی اسے چھو کر دیکھا تو یقین ہوا کہ قدحوا گڑیا ہے۔

سُچّا نے پوچھا یہ قدحوا کیا ہوتا ہے؟

ہوتا نہیں جناب ہوتی ہے۔ قدِ آدم اور بنتِ حوا کی مانند قدِ حوا!

لُچّا بولا دیکھا سردار یہ بات کو گھما رہا ہے۔ آپ مجھے بدمعاش اور نہال سنگھ کو بہت نیک سمجھتے تھے۔ دیکھا آپ نے یہ کیا کیا کرتا ہے؟ اگر وہ واقعی عورت ہوتی تو؟

نہال بولا اگر عورت ہوتی تو مجھے چھونے تھوڑی نا دیتی۔ اپنی جگہ ہلتی جلتی۔

سُچّا بولا اگر تجھے پتہ تھا تو اسے چھو کر کیوں دیکھا؟

نہال شرما کر بولا یہ سب تو میں نے بعد میں سوچا لیکن جب دیکھا کہ یہ کیسی عورت ہے جو مجسمہ بنی کھڑی ہے تو مجھے حیرت ہوئی اور میں نے ۔۔۔۔۔۔۔

وہ پھر شرما گیا۔ سُچّا بولا کوئی بات نہیں تو بھی تو آخر انسان ہے اور تجھے اس کو رسی سے باندھنے کیلئے بھی تو کہا گیا تھا۔

نہال بولا جی ہاں اسی لئے میں نے چھوا تھا۔

سُچّا بولا اوئے لُچّا کیا اب بھی تجھے ۔۔۔۔۔۔۔

جی نہیں مجھے کسی دھونی کی ضرورت نہیں وہ چڑیل نہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اب چپ کر مجھے سب پتہ ہے سُچّا سنگھ نے اپنا تکیہ کلام دوہرا دیا۔

اس گفتگو کے دوران سُچّا اور نہال نے بھی اپنا نقاب اتار دیا تھا۔ وہ تینوں اسی

www.urduchannel.in

طرح باہر آ گئے۔ دفتر کی اینٹ سے اینٹ بجائی جا چکی تھی۔ گروہ کے لوگوں نے دیکھا کہ سردار ان کی کارکردگی سے خوش ہے تو پوچھا سردار اب کیا حکم ہے؟

سُچّا بولا بہت خوب میرے شیر و تم لوگوں نے بڑی صفائی سے اپنا کام کیا اب جو کچھ بچا ہے اسے لوٹ لو جو چیز جس کے ہاتھ آئے وہ اس کی ہے اور ہاں آپس میں بھڑ نہ جانا۔ پانچ منٹ کا وقت ہے اس کے بعد دو فائر ہوں گے سب لوگ انہیں گاڑیوں میں جا بیٹھیں گے جس سے آئے تھے۔

سارے لوگ دعا کر رہے تھے کہ پولس اگلے پانچ منٹ تک نہ آئے۔ وہ سوچ رہے تھے کاش سردار یہ اعلان پہلے ہی کر دیتا تو وہ کسی قیمتی چیز کو برباد نہیں کرتے۔ ابھی تک ان کو اپنے جس کارنامے پر فخر و ناز تھا اچانک وہ حزن و ملال میں بدل چکا تھا۔ ابھی ایک منٹ کا بھی وقفہ نہ گزرا تھا کہ تین فائر ہو گئے۔ سارے لوگ گھبرا گئے پولس آ گئی۔ وہ سب بجلی کی سی سرعت کے ساتھ پچھلے دروازے سے باہر نکل کر اپنی گاڑیوں میں رفو چکر ہو گئے۔

دفتر کے صدر دروازے پر آ کر کھڑی ہونے والی گاڑیوں کو جب چوکیداروں نے دیکھا تو انہیں بھی گمان ہوا کہ پولس آ گئی۔ سب کو حیرت تھی کہ پولس نے اس قدر پھرتی کا مظاہرہ کیسے کر دیا؟ ارجن بولا یار بھگوان قسم کمال ہو گیا۔ چوکیداری کرتے کرتے میری عمر گزر گئی میں نے کبھی پولس والوں کو اس قدر سرعت کا مظاہرہ کرتے نہیں دیکھا۔

نکول بولا یار غلطی تو کوئی بھی کر سکتا ہے۔ کیا پولس والے اس سے مستثنیٰ ہیں۔

ارجن بولا کیسی بات کرتے ہو نکول پولس کا محکمہ تو سب سے زیادہ غلطیاں کرتا ہے۔ اس لئے کہ انہیں کوئی سزا نہیں دے سکتا۔

بھیم سنگھ نے اعتراض کیا سزا دینا یار رہا کر دینا عدالت کا کام ہے۔

سہدیو بولا یہ غلط ہے۔ یہ جو فرضی انکاؤنٹر آئے دن ہوتے ہیں اس میں کون سزا دیتا ہے؟ اس ملک میں پولس والوں کو موت کی سزا دینے کا بھی اختیار ہے۔ عدالت تو ہزار بار سوچتی ہے مگر وہ بے دریغ موت کے گھاٹ اتار دیتے ہیں۔

ارجن نے کہا اس کیلئے پولس کو الزام دینا درست نہیں ہے ۔ میرا بھائی شارپ شوٹر ہے ۔ وہ بتاتا ہے کہ سارے انکاونٹر حکومت کے ایماء پر کئے جاتے ہیں پولس والے تو صرف کٹھ پتلی کی مانند استعمال کئے جاتے ہیں اور انعام و اکرام سے نوازے جاتے ہیں ۔ اصل مرضی تو حکمرانوں کی ہوتی ہے۔

نکول بولا میں نے پولس کے ذریعہ سزا دینے کی بات نہیں کہی بلکہ پولس کو سزا دینے کی بات کہی تھی ۔ آپ لوگ اسے دوسری جانب لے گئے ۔ حفاظتی دستے جو بھی کریں ان کا بال بیکا نہیں ہوتا۔ ہاشم پورہ کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ بے شمار ثبوتوں کے باوجود کئی حکومتوں کی تبدیلیوں کے بعد بھی مظلوموں کو انصاف نہیں ملا ۔ اس کا مطلب یہی ہوا کہ باہر سے ان میں لاکھ اختلاف سہی لیکن مظلومین کے خلاف یہ ساری سیاسی جماعتیں ایک دوسرے کی ہمنوا ہیں۔

بھیم سنگھ بولا اگر عدالت آزاد ہے تو ان کو سزا کیوں نہیں ملتی؟

سہدیو نے کہا میں نہیں مانتا کہ عدالت پوری طرح آزاد ہے۔ وہاں بھی سیاسی دباو کام کرتا ہے۔ باضمیر ججوں کا تبادلہ کردیا جاتا ہے۔

ارجن نے کہا جی ہاں اور تم نے سنا ہوگا کہ قانون اندھا ہوتا ہے اس کے ایک معنیٰ تو یہ ہیں کہ وہ تفریق امتیاز نہیں کرتا لیکن دوسرا مطلب یہ ہے کہ انہیں شواہد کی بنیاد پر فیصلہ صادر کرتا ہے جو عدالت میں پیش کئے جاتے ہیں۔ اب اگر پولس ثبوت پیش کرنے کے بجائے انہیں مٹائے اور گواہوں کو عدالت میں لانے کے بجائے انہیں ڈرا دھمکا کر روکنے کا کام کرے تو اندھا قانون اوندھے فیصلے سنا دیتا ہے۔

بھیم سنگھ نے کہا اندھا قانون تو سنا تھا یہ اوندھے فیصلے؟

ارجن بولا میرا مطلب وہ فیصلے جو سماعت پر گراں بار ہوں۔ جو سر کے بل کھڑے ہوتے ہیں یعنی سر نیچے اور پیر اوپر۔

بھیم سنگھ نے پوچھا یار ارجن پنڈت تمہارے وسیع تجربے کی بنیاد پر تم یہ بتاو کہ پولس کو سب سے پہلے کہاں آنا چاہئے؟

www.urduchannel.in

چوکیداروں کے کمرے میں اور کہاں ارجن نے جواب دیا۔

نکول بولا لیکن یہ پولس نما گاڑیوں سے نکلنے والے نقاب پوش تو سیدھے اندر چلے گئے۔

سہدیو نے کہا مجھے تو دال میں کالا لگتا ہے۔

بھیم سنگھ بولا مجھے تو یہ دال ہی کالی لگتی ہے۔ اب ہم کیا کریں۔

ارجن پنڈت بولا تم نے غالب کا شعر نہیں سنا 'بنا کر فقیروں کا ہم بھیس ۔۔'

نکول نے کہا فقیروں کا نہیں چوکیداروں کا۔

بھیم سنگھ بولا ایک ہی بات ہے کیا فقیر اور کیا چوکیدار دونوں دروازے پر ہاتھ پھیلائے کھڑے رہتے ہیں۔

نکول بولا صرف ہاتھ نہیں پھیلاتے بلکہ ''تماشائے اہل کرم دیکھتے ہیں''۔ یہی ہمارا کام ہے اور یہی ہم کریں گے۔

سہدیو بولا نے کہا ہمارے مونی بابا یہی کہا کرتے تھے'' مست رہو مستی میں آگ لگے بستی میں''۔

بھیم سنگھ نے پوچھا بابا گیری سے پہلے تمہارے بابا چوکیداری تو نہیں کرتے تھے۔ اس راز کو تو وہی پا سکتا ہے جو کبھی نہ کبھی چوکیدار رہا ہو۔

سہدیو ناراض ہوکر بولا دیکھو بھیم سنگھ تم چاہو تو مجھے دس جوتے مارلو لیکن میرے بابا کے بارے میں کوئی اپ شبد نہ بولو۔ بابا کی قسم بہت تکلیف ہوتی ہے۔

بابا کی قسم کیوں؟ اپنی کیوں نہیں؟ نکول نے پوچھا۔

بھیم سنگھ نے کہا جھوٹ بول رہا ہے یہ بدمعاش اور چاہتا ہے کہ اگر کوئی آفت آئے تو اس پر یا اس کے بیوی بچوں پر نہیں بلکہ بابا پر آئے۔

سہدیو بولا بابا پر آفت کیسے آسکتی ہے وہ ہماری تمہاری طرح پاپی تھوڑی نا ہیں ۔ وہ تو لوہ پوروش ہیں بلکہ یگ پوروش۔

نکول بولا چھوڑ یار تو کیوں اپنے بابا کی مٹّی پلید کرنے پر تلا ہوا ہے۔ ایک

زمانے میں اڈوانی جی لوہ پوروش تھے لیکن پردھان جی نے انہیں کوہ پوروش بنا دیا۔

سہدیو نے کہا یہ کوہ پوروش کیا ہے؟

نکول بولا تجھے کوہ نہیں معلوم کوہ ہمالیہ یعنی ہمالیہ کا پہاڑ۔

سہدیو نے کہا تمہارا کیا مطلب وہ پہاڑ جیسے مہان اور وشال ہیں۔

نکول بولا نہیں یار میرا مطلب ہے جلد ہی وہ سنیاس لے کر کوہِ ہمالیہ کے دامن میں کیلاش پربت چلے جائیں گے اور وہیں دھنی رمائیں گے۔

بھیم سنگھ بولا جی ہاں میرے خیال میں یہی ان کیلئے بہتر ہے اس لئے مارگ درشک سمیتی کے موک درشک بن جانے کے بعد اب ان کے پاس کوئی متبادل بھی تو نہیں ہے۔ ویسے آج کے خبر میں یہ خبر بھی چھپی ہے کہ اڈوانی جی کے حلقۂ انتخاب گاندھی نگر میں تلاشِ گمشدہ کے پوسٹر لگے ہوئے اور ان تصویر کے نیچے لکھا ہے جو کوئی ہمارے رکن پارلیمان کو زندہ یا مردہ پکڑ کر لائے گا اسے ایک گئو ماتا اور رام رتھ کے بے لگام گھوڑے انعام میں دیئے جائیں گے۔

ارجن بولا گھوڑوں اور گائے کے درمیان رشتہ سمجھ میں نہیں آیا۔

نکول نے کہا ان کا رشتہ کیلاش پربت سے متعلق ہے۔ اب ایسے مہاپوروش کیلاش پربت پیدل تھوڑی نا جائیں گے؟ گھوڑے پر بیٹھ کر جائیں گے اور گائے کا دودھ پئیں گے بس آخری عمر میں ان کے یہی دو ساتھی رہ جائیں گے جو موکش پراپتی میں ان کی مدد کریں گے۔

ارجن نے کہا بھائی وہ تو بہت بڑے آدمی ہیں۔ انہوں نے رام مندر کیلئے کیا نہیں کیا؟ ان کو موکش کی ضرورت ہی کیا ہے؟

سہدیو بولا پنڈت جی کیا نہیں کیا مت کہیے بلکہ بولئے کچھ نہیں کیا۔ انہوں نے تو جو کچھ کیا تھا وہ اقتدار کیلئے تھا۔ اب یہ حال ہے کہ ؎

نہ خدا ہی ملا اور نہ وصال صنم

نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

www.urduchannel.in

ارجن نے پوچھا اڈوانی جیسے رام بھکت کا خدا اور صنم سے کیا لینا دینا۔

سہدیو بولا میرا مطلب ہے نہ کرسی ملی اور نہ مندر ملا۔ ہمارے مونی بابا کہتے ہیں کہ اگر انسان کی نیت ٹھیک نہ ہو تو اس کا یہی حال ہوتا ہے نہ دھرتی پر کچھ ملتا اور نہ آکاش میں۔ یہاں بھی نرک وہاں بھی۔

ارجن پنڈت نے کہا تم ابھی تو ان کو یگ پوروش کہہ رہے تھے اور اب ۰۰؟

نکول بولا پنڈت جی آپ بھی الفاظ کے چکر میں پھنس گئے۔ یگ پوروش تو لوگ کیجریوال کو بھی کہتے تھے دیکھ لیا تم نے اس کا حال؟

سہدیو بولا جی ہاں وہ بنگلورو میں بیٹھ کر یوگا کر رہا ہے میں تو کہتا ہوں اس کا بھی یگ بیت گیا۔

بھیم سنگھ نے تردید کی۔ ابھی تو یگ آیا ہے اور تم کہتے ہو بیت گیا؟

سہدیو نے کہا یہ کیجریوال کا پونرجنم ہے۔ وہ کیجریوال مر گیا جو ہندوستان سے بدعنوانی کو ختم کرنے کیلئے سیاست میں آیا تھا۔ جس نے سوراج قائم کرنے کا نعرہ لگایا تھا۔ جو صاف شفاف سیاست کا علمبردار تھا۔ جو جن لوک پال کے قیام کا حامی تھا۔ تمام سرکاری مراعات کے خلاف تھا۔ اب تو سب کچھ بدل چکا ہے۔ یہ نیا کیجریوال ہے جس نے ان اقدار کی چتا جلا کر اپنے اقتدار کی شمع روشن کی ہے۔ ایک کیجریوال مر کر دوسرا جنم لے چکا ہے۔ زمانہ بدل چکا ہے۔

بھیم سنگھ بولا جی ہاں نہ صرف زمانہ بلکہ دفتر کے حملہ آور بھی بدل چکے ہیں۔

ارجن نے کہا لگتا ہے ان کا کام بھی ختم ہو گیا ہے اور وہ لوٹ رہے ہیں۔

نکول بولا یار نئے حملہ آور تو مجھے پہلے والوں سے بھی زیادہ خطرناک لگے ان کی تعداد بھی زیادہ تھی اور تیور بھی تیز تھے۔

ارجن بولا تم نے ان کا اسلحہ نہیں دیکھا یہ جدید تر ہتھیاروں سے لیس تھے۔

سہدیو نے کہا جی ہاں پہلے والے تو کسی طرح پہچانے بھی جاتے تھے لیکن ان لوگوں نے ایسے نقاب پہن رکھے تھے جس سے شناخت ناممکن تھی۔

بھیم سنگھ بولا یار لٹیرے تو لٹیرے ہیں نئے یا پرانے کیا فرق پڑتا ہے؟

نکول بولا بالکل درست اب آئیگا لٹیروں کا تیسرا گروہ۔

ارجن نے چونک کر پوچھا تیسرا گروہ!!! تمہیں کیسے پتہ؟

نکول بولا لگتا ہے تم وردی پوش لٹیروں سے پوری طرح مایوس ہو گئے ہو؟

ارجن نے کہا تو کیا تم پولس کی پیشن گوئی کر رہے ہو؟

نکول بولا اب آپ سمجھے پنڈت جی لیکن کیا آپ کو نہیں لگتا کہ پولس والے بھی ان لٹیروں سے کم نہیں ہیں۔

بھیم سنگھ نے کہا اسے لگے یا نہ لگے مجھے تو صد فیصد یہی لگتا ہے بلکہ وہ تو سب سے بڑے لٹیرے ہیں۔ سرکاری وردی پہن کر لوٹتے ہیں، مارتے ہیں اور کیا کچھ نہیں کرتے؟ دلچسپ پہلو یہ ہے کہ وہ جو چاہیں کر لیں ان کا بال بیکا نہیں ہوتا۔

سہدیو بولا اب بار بار پولس کو کوسنے سے کیا فائدہ یار نکول تم ایسا کرو چائے بناو۔ پولس کے انتظار میں چائے کا ایک دور ہو جائے۔

www.urduchannel.in

۲۵

اپنے نئے دفتر کے ایک خاص کمرے میں بیٹھ کر چنکو اور منگو اپنے پرانے دفتر کی بربادی کا تماشہ دیکھ رہے تھے اور خوش ہو رہے تھے۔ ان لوگوں نے اپنے دونوں دفاتر پر جدید ترین کیمرے نصب کروا رکھے تھے جن سے بہت ہی صاف تصاویر اور آواز انٹرنیٹ کے ذریعہ دور دراز مقامات تک پہنچائی جا سکتی تھیں۔ چنکو اور منگو نے اس تکنیک سے استفادہ کا بھرپور اہتمام کیا تھا۔ چنکو بڑے غور سے اگلے دن ٹیلی ویژن چینل پر نشر کرنے کیلئے اپنے دفتر میں توڑ پھوڑ کی تصویریں اور ویڈیو کلپس کے انتخاب میں منہمک تھا۔ جب وہ مختلف کیمروں کی عکاسی دیکھتے ہوئے چوکیداروں کے کیمرے میں پہنچا تو ہکا بکّا رہ گیا۔

چوکیداروں کی بات چیت کی جانب منگو کی توجہ مبذول کراتے ہوئے چنکو بولا یار اسے دیکھ کر میں تو میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ہمیں ان پر منحصر ایک سیاسی سیریل بنانا چاہیے۔

منگو نے تائید کے ساتھ یہ اضافہ کیا کہ جی ہاں لیکن مزہ اس وقت آئیگا جب یہی لوگ اس میں اداکاری بھی کریں۔ ان کی فطری اداکاری اور منفرد مکالمے ہنگامہ ہو جائیگا صاحب ہنگامہ۔ روشنی، کپڑے، میک اپ اور دیگر لوازمات کے ساتھ اگر فلمبندی ہو تو ناظرین بھرپور لطف لیں گے۔

مہیش بولا اس سیریل کا نام ہونا چاہئے عام آدمی کی مہابھارت۔ اس لیے کہ

مہابھارت کا کون سا کردار یہاں موجود نہیں تھے؟ اس کروکشیتر میں بی جے پی سے لے کر عام آدمی پارٹی تک سب کا وستر ہرن ہوسکتا ہے۔

منگو نے کہا میں تو کہتا ہوں یہ پروگرام اگر مدھو بالا کے ذمہ کردیا جائے تو سارے تفریحی سیریلس اس کے آگے پانی بھریں گے۔

مہیش بولا لیکن ایک مسئلہ ہے اگر ہمارے چوکیدار اداکار بن جائیں گے تو چوکیداری کون کرے گا؟

نئے آجائیں گے۔ چوکیداروں کی کیا کمی ہے۔

مجھے یقین ہے کہ نئے بھی ان سے کم دلچسپ نہیں ہوں گے۔

تب تو اور بھی اچھا ہے اگر کردار بدلتے رہیں گے تو لوگ بھی بور نہیں ہوں گے اور ہمیں مفت میں اداکار ملتے رہیں گے۔ سچ تو یہ ہے عام آدمی کا سیریل عام لوگوں کی جیب خالی کرنے کا بہترین ذریعہ بن جائیگا۔

چنگو بولا یار تم درمیان میں بے تکی بات کہہ کر رنگ میں بھنگ ڈال دیتے ہو۔

منگو نے پوچھا ایسا کیا کہہ دیا اس نے؟

یہی کہ ہم عام آدمی کی جیب خالی کریں گے۔ ہمارا تو مفت کا چینل ہے۔ ہم سیاستدانوں کو بے نقاب کر کے عام آدمی کی خیرخواہی کریں گے جبکہ تم ان کی جیب پر ڈاکہ ڈالنے کی بات کر رہے ہو۔

دیکھو دوست جب کیجریوال جیسا مہاپوروش حقیقت پسند بن گیا ہے تو ہماری اور تمہاری کیا بساط؟

یہ حقیقت پسندی نہیں بہتان تراشی ہے۔ چینل کا ڈاکہ زنی سے کیا تعلق؟

میں اگر حقیقت بتادوں تو تمہارا اعتراض اپنے آپ ختم ہوجائیگا۔

ٹھیک ہے بولو میں سن رہا ہوں چنگو بولا۔

اچھا یہ بتاؤ کہ اس پروگرام پر لوگ اشتہار دیں گے یا نہیں؟

اشتہار! اشتہار کی تو بھرمار ہوجائیگی اس لئے کہ جتنے ناظر اتنے ہی مشتہر۔

www.urduchannel.in

کیا مشتہرین ہم پر خیرات میں اپنی دولت لٹائیں گے؟

غیر متعلق باتوں میں مجھے نہ الجھاؤ میرے سوال کا سیدھا جواب دو۔

دھیرج رکھو اور میرے سوالات کا ہاں یا نہ میں جواب دو۔

ہرگز نہیں۔ ہم کسی سے خیرات کیوں لیں۔ ہم تو خیرات دینے والے ہیں؟

بہت خوب تو گویا اشتہار دینے والے ناظرین کی جیب کاٹیں گے اور اس میں سے ایک حصہ ہمیں دیں گے۔ کیا تمہیں نہیں لگتا کہ اس طرح ہم ان کی اس لوٹ مار میں حصہ دار ہو گئے۔

جی نہیں وہ اپنا مال بیچ کر جائز طریقہ پر جو کچھ کمائیں گے اس میں ہماری حصہ داری ہوگی۔

میرے دوست تم بہت سیدھے آدمی ہو۔ تم صارفیت کے مایا جال کو نہیں جانتے۔ جہاں غیر ضروری اشیاء کو انسانوں کی اہم ترین ضرورت بنا دیا جاتا ہے۔ ان کی ترجیحات کو بدل دیا جاتا ہے۔ ان کو حرص و ہوس کا بندہ بنا کر استحصال کیا جاتا ہے۔ انہیں بے وقوف بنایا جاتا ہے اور اس گورکھ دھندے میں سب سے بڑا کردار ہم جیسے سفید پوش ادا کرتے ہیں۔

تو کیا منگو ہم اپنا یہ چینل بند کردیں؟

جی نہیں میرے دوست یہ میں نے کب کہا

اچھا تو تم کیا کہہ رہے ہو، چنگو نے سوال کیا۔

میں تو بس یہ کہہ رہا ہوں کہ بلاوجہ کی خوش فہمیوں سے نکلو اور سیاسی رہنماؤں کی مانند حقیقت پسند بن کر عیش کرو جیسے کیجریوال کر رہا ہے۔

مہیش اگروال جیسے بنیا کیلئے یہ ساری باتیں غیر اہم تھیں۔ اس کیلئے تو بس کیجریوال اہم تھا اس لئے کہ بڑے طویل عرصے کے بعد اس کی اپنی برادری کا کوئی آدمی سیاسی افق پر چمکا تھا۔ وہ کیا کر رہا تھا؟ کیوں کر رہا تھا؟ یہ سارے سوالات اگروال کیلئے غیر اہم تھے لیکن وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ اپنے آخری جملے میں منگو نے

کیجریوال کی تعریف کی تھی یا توہین ۔خیر وہ مداخلت کرتے ہوئے بولا آج ہمارے پاس بہت کام ہے اورتم لوگ غیرضروری بحث میں الجھے ہوئے ہو میرا خیال ہے اس طرح کی لایعنی باتوں پرہمیں اپنا وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔

چنگو بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لایعنی؟؟؟

چنگو یہ بنیا ہے بنیا کیا سمجھے؟ منگو نے گرہ لگائی

چنگو کو اپنی غلطی کا احساس ہوگیا وہ بات بناتے ہوئے بولا ویسے ہماری بات چیت کا تعلق بھی چینل کے پروگرام سے تھا۔

مہیش نے کہا میں یہ مانتا ہوں لیکن میری رائے ہے کہ فی الحال طول طویل منصوبہ بندی کے بجائے ہماری ساری توجہ کا مرکزکل کی نشریات ہونی چاہئیں ۔کل کا دن ہمارے لئے بے حد اہم ہے اس لئے کہ ''فرسٹ ایمپریشن از لاسٹ ایمپریشن''۔ میرا مطلب ہے پہلا نشہ زندگی بھر نہیں اترتا۔

چنگو بولا مجھے نہیں لگتا کہ انگریزی کا یہ محاورہ درست ہے۔

منگو نے تائید کی ہاں میرا خیال ہے اسے ایسے ہونا چاہئے کہ ''فرسٹ ایمپریشن از لانگ لاسٹنگ ایمپریشن''۔

جی ہاں اب جا کر بات بنی۔

مہیش بولا یارتم لوگوں کو آج کیا ہوگیا ہے میں نہیں جانتا؟ یہ بتاو کہ ان حملہ آوروں کی فلمبندی میں کسی کی شناخت ہوسکی یا نہیں؟ اس لئے کہ دیپک چوپڑہ پر ہاتھ ڈالنے کیلئے وہ ضروری ہے۔

چنگو نے کہا یاراس کے آدمیوں نے تو نقاب تک اتار پھینکے مگر تمہارے آدمی کمال تیاری سے گئے تھے لگتا ہے تم نے انہیں آگاہ کردیا تھا۔

مہیش بولا جی ہاں یہ ہمارے اپنے تحفظ کیلئے ضروری ہے اس لئے کہ اگر ان میں سے کوئی پکڑا جائے اور ہمارا نام بتلا دے تو بازی الٹ جائیگی۔ لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔

www.urduchannel.in

چنگو نے پوچھا یہاں بھی لین دین یارتم بھی کمال کے آدمی ہو؟

منگو نے کہا یہ تو ایک محاورہ ہے تم الفاظ نہ پکڑا کرو۔

مہیش نے کہا نہیں بات لین دین کی ہے اگر وہ پکڑا جائے تو پولس والے الٹا ہم پر مقدمہ بنادیں گے اور بیمہ والے ایک لال پیسہ نہیں دیں گے بدنامی الگ سے ہوگی۔ میں پہلے والے گروہ کے بارے میں پوچھ رہا ہوں۔

اس کا تو سردار بے نقاب ہو چکا ہے۔اس کی تصویر کے ساتھ نام بھی سنائی دیتا ہے۔اس کے ساتھی اسے سُچّا سنگھ کہہ کر مخاطب کرتے ہیں۔

اوہو سُچّا میں تو کہتا ہوں دیپک سے بڑا کوئی گدھا نہیں ہوسکتا۔مہیش بولا۔ یہ سُچّا تو کرول باغ کا مشہور بدمعاش ہے۔ دیپک کو احتیاط کے طور پر کسی دور دراز کی گینگ سے کام لینا چاہئے تھا تاکہ پولس کو انہیں تلاش کرنے میں مشکل پیش آتی۔

چنگو بولا اچھا تو تم نے اپنے لوگوں کو کہاں سے بلوایا؟

چنبل سے اور کہاں سے؟

چنبل سن کر چنگو اور منگو چونک گئے ۔منگو بولا کہیں ان میں گبرّ تو نہیں تھا؟

مہیش کا زوردار قہقہہ فضا میں بلند ہوا۔

منگو بولا تب تو سانبا بھی رہا ہوگا۔

مہیش نے کہا یارتم کن فلمی لوگوں کے چکر میں پڑ گئے ۔ یہ تو اصلی ڈاکو تھے اصلی! کیا سمجھے؟

چنگو بولا اچھا تو نئے زمانے کے ڈاکو یہ سب بھی کرنے لگے ہیں۔

مہیش نے کہا کیوں نہیں ۔ان کو دولت سے مطلب۔ اور یہ تو ویسے بھی بہت ہی محفوظ مہم تھی ۔ان کو پتہ ہے کہ پولس کو بھی ہم نے اپنا ہمنوا بنالیا ہے۔اس لئے ان کا کچھ نہ بگڑے گا۔

چنگو بولا وہ جو کہتے ہیں نا کہ ''سیاں بھیے کوتوال تو ڈر کاہے کا''۔

مہیش نے بتایا کہ تمہیں یہ جان کر حیرت ہوگی ان ڈاکوؤں کے پولس سے

تعلقات ہم سے بہتر ہیں۔

منگو بولا وہ کیوں؟

مہیش نے کہا یہ سوال میں نے رنگا ڈاکو سے کیا تو وہ بولا ہم پولس کے کام آتے ہیں اپنی لوٹ کا مال اس کے ساتھ بانٹ کر کھاتے ہیں۔ ان سے اسلحہ خریدتے ہیں۔تم کیا کرتے ہو؟ بس اپنی شکایت لے کر ان کے پاس پہنچ جاتے ہو یا انہیں بدنام کرنے والی خبریں چھاپتے ہو؟

چنگو بولا یار یہ تو چوہے بلی کی ملی بھگت والی بات ہوگئی۔

مہیش بولا اور میں تمہیں ایک اندر کی بات بتاوں؟

کیوں نہیں ہم اپنے اندر کے آدمی جو ہیں ضرور بتاو۔

اچھا تو میرے سوال کا جواب دو پولس کو سب سے زیادہ نفرت کس سے ہے؟

چنگو بولا ڈکیتوں سے تو نہیں ہوسکتی اس لئے کہ تم ابھی ابھی کہہ چکے ہو ۔۔۔۔

مہیش بولا جی ہاں یہ درست ہے لیکن میرا سوال کچھ اور تھا۔

منگو نے کہا سیاستدانوں سے ہوسکتی ہے اس لئے کہ فی الحال ہر کوئی ان سے نالاں ہیں اور وہ ان کا تبادلہ بھی تو کروا دیتے ہیں۔

مہیش بولا بالکل غلط۔آج کے زمانے میں جیسے چور اور پولس کے درمیان گہری دوستی ہے اسی طرح پولس اور سیاستدانوں کا رشتہ ہے۔ وہ ایک دوسرے کے کام آتے ہیں اور ایک دوسرے کا تحفظ بھی کرتے ہیں۔ پھر چونکہ انتظامیہ حکمرانوں کے تابعدار ہوتا ہے اس لئے وہ سیاستدانوں سے ڈرتے بھی ہیں۔

چنگو بولا میرا خیال ہے عدلیہ سے وہ ناراض ہوسکتے ہیں اس لئے کہ وہاں پولس والوں کی بڑی خواری ہوتی ہے۔کئی جج تو انہیں جی بھر کے بھلی بری سنا دیتے ہیں۔

مہیش بولا مجھے افسوس ہے کہ یہ اندازہ بھی غلط ہے۔ پولس والوں کی کھال اس قدر موٹی ہوتی ہے کہ ان پر جج حضرات کی ڈانٹ پھٹکار کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ وہ ہنستے ہنستے سب کچھ سہہ لیتے ہیں۔

www.urduchannel.in

منگو بولا وہ کیوں؟

مہیش نے جواب دیا اس لئے کہ انہیں پتہ ہے وہ دونوں ایک دوسرے کو نہ کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے ہیں اور نہ کوئی فائدہ دلا سکتے ہیں اس لئے باہم الجھنا بے سود ہے۔ عدالت اگر کسی مجرم کو رہا کردے تو پولس کو کوئی فرق نہیں پڑتا اور اگر کسی معصوم کو تختۂ دار پر لٹکا دے تب بھی انتظامیہ کو اس کی فکر نہیں ہوتی۔

منگو بولا یار مہیش اب پہیلیاں نہ بجھواؤ اور تم خود بتلا دو کے پولس کے نشانے پر کون ہوتا ہے؟

مہیش نے کہا تم جیسے صحافی۔

(چنگو اور منگو ایک ساتھ) ہم لوگ؟؟؟ ہم سے ان کا کیا واسطہ؟

مہیش نے کہا میرے دوست پولس والوں کا کہنا ہے کہ یہ انسانی حقوق کیلئے لڑنے والے وکلاء اور صحافی حضرات نے سارا کام خراب کر رکھا ہے۔ وکلاء ایک معمولی سی چنگاری لگاتے ہیں مگر ذرائع ابلاغ اسے ہوا دے کر شعلۂ جوالا بنا دیتا ہے۔ اس سے کئی بار بنا بنایا کھیل بگڑ جاتا۔جس مجرم کو وہ چھڑانا چاہتے ہیں وہ جیل چلا جاتا ہے۔

چنگو بولا لیکن ابھی ابھی تو تم نے کہا تھا کہ پولس کو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کوئی سزا پائے یا رہا ہو جائے؟

مہیش نے کہا یہ بات عام لوگوں سے متعلق ہے لیکن جن خاص لوگوں کو پولس بے قصور ثابت کرنا چاہتی ہے اگر ان کو سزا مل جائے تو پولس کو دکشنا نہیں ملتی اور اس سے سیدھے سیدھے نقصان ہو جاتا ہے۔

چنگو بولا یار مہیش تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا۔

منگو بولا جی نہیں مجھے نہیں لگتا مہیش ہمارا بھی دوست ہے اور پولس والوں کا بھی اس لئے اس کے طفیل ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔

چنگو بولا جی ہاں اگر ایسا ہے تو اچھا ہے۔

مہیش نے کہا یار سچ تو یہ ہے کہ پولس والے کسی کی دوست نہیں ہوتے اس

لئے ان سے ہمیشہ ہوشیار رہنا چاہئے نہ جانے کب کس کے ہاتھ بک جائیں اور ہمارا کام تمام کردیں۔جس طرح ہم ان کی خدمات خرید سکتے ہیں اسی طرح ہمارا دشمن بھی یہ کرسکتا ہے اور یہ دنیا تو کھلی منڈی ہے۔ یہاں ہر لمحہ بولیاں لگتی رہتی ہیں ایمان بکتے رہتے ہیں۔کس کا ایمان کتنے میں بکے گا کوئی نہیں جانتا؟

چنکو بولا مہیش اگر دیپک چوپڑہ نے پولس کو خرید لیا اور ہمارے خلاف کردیا تو ہم بارہ کے بھاؤ بک جائیں گے اور میں نے سنا ہے وہ بڑا بارسوخ آدمی ہے۔

مہیش بولا تم نے سنا ہے لیکن میں اس کا اثر و رسوخ دیکھ چکا ہوں۔کیا تم نہیں جانتے کہ میں نے اپنی زندگی کے کتنے سال اس بے وقوف کے ساتھ خراب کئے ہیں۔

مجھے پتہ ہے لیکن کیا تمہیں اس طرح کا خوف محسوس نہیں ہوتا؟

نہیں۔

منگو نے پوچھا کیا میں اس اعتماد کی وجہ جان سکتا ہوں؟

دیکھو منگو پولس کی ایک تو ملازمت ہے اور پھر اوپر کی آمدنی ہے۔اسے پتہ ہے کہ یہ اوپر کی آمدنی اسی وقت تک ہے جب تک کہ وردی ہے جس دن وہ چھن جاتی ہے پولس والا برہنہ ہو جاتا ہے۔

لیکن اس نصیحت آمیز تقریر کا میرے سوال سے کیا تعلق؟

تعلق کیوں نہیں ہے؟ صحافی کو تو از خود جواب تک پہنچ جانا چاہئے۔

تمہیں غلط فہمی ہے ہم لوگ ایسے پہنچے ہوئے بھی •••••

ٹھیک ہے بھائی سمجھ گیا دیکھو ایسا ہے کہ پولس والے اپنی وردی کسی صورت داوں پر نہیں لگاتے جب اس پر خطرات منڈلانے لگتے ہیں تو وہ اپنی ساری حکمت عملی بلکہ یوں سمجھ لو کہ وفاداری تبدیل کردیتے ہیں۔اب اس معاملے سارے شواہد ہمارے حق میں اور دیپک کے خلاف ہیں ایسے میں اگر ہم دونوں اس کو اپنے ساتھ کرنے کی کوشش کریں تو وہ یقیناً ہمارا ساتھ دے گی اس لئے کہ وردی محفوظ رہتی ہے۔

تو کیا سُچّا سنگھ کی تصویر اور آواز کی بدولت وہ ہمارے ساتھ ہو جائیگی؟

www.urduchannel.in

جی ہاں ان شواہد کے چلتے یوں سمجھ لو کے دیپک کا چراغ بجھ گیا ہے۔اب چوپڑہ کا مستقبل تاریک ہو چکا ہے۔

کیا یہ اس قدر سہل ہے؟ چنکو نے سوال کیا۔

جی ہاں مجھے لگتا ہے کہ دیپک چہار جانب سے گھر چکا ہے۔

اس کے سامنے تو ہم لوگ ہیں لیکن اس کے دائیں جانب چندن مترا ہے جو بظاہر اس کے ساتھ ہے لیکن درحقیقت ہمارا باس ہے۔اس کے بائیں جانب رنجن پانڈے ہے جس کو چندن نے خرید لیا ہے۔اب وہ دیپک کی آستین کا سانپ بن گیا ہے اور اسے ڈسنے کیلئے ہمارے اشارے کا منتظر ہے۔اس کے پیچھے پولس والے ہیں۔

منگو بولا سیاسی حمایت کو تم بھول گئے۔

مجھے پتہ ہے کہ بی جے پی اس کے ساتھ ہے مگر عام آدمی پارٹی کی ہمدردیاں ہمارے ساتھ ہیں۔ ویسے اگر سنگھ پریوار کھل کر دیپک کیلئے کود پڑے تو بی جے پی کی مخالف ساری سیاسی جماعتیں بغض معاویہ میں ہماری حمایت کرنے لگیں گی یہ دیکھ کر خود سنگھ پریوار بھی اس کو بلی کا بکرا بنا دے گا۔

چنکو نے پوچھا یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو؟

مہیش بولا یہ میرا ۲۵ سالہ تجربہ بول رہا ہے۔ میں سنگھ پریوار کے ساتھ رہا ہوں۔ان لوگوں کی نس نس سے واقف ہوں۔

منگو بولا تم یہ سب 'حب' کیجریوال' میں تو نہیں کررہے ہو؟

مہیش مسکرا کر رہ گیا۔

۲۶

دیپک چوپڑہ نے دفتر میں آنے کے بعد بڑے جوش میں رنجن پانڈے کو پکارا۔ رنجن صبح سے اس کا منتظر تھا۔ چندن نے ہدایت دے رکھی تھی کہ دیپک سے بات چیت کے دوران زیادہ سے زیادہ معلومات نکالنے کی کوشش کرے اور اس گفتگو کی ریکارڈنگ فوراً سے پیشتر اس کو واٹس ایپ سے روانہ کردے۔

رنجن جیسے ہی دیپک کے دفتر میں پہنچا اس نے کہا دیکھا تم نے! سو سنار کی تو ایک لوہار کی اسے کہتے ہیں۔ بہت دنوں سے وہ لوگ ٹک ٹک کررہے تھے میں نے ایک ہاتھ میں سارے انڈے پھوڑ دیئے۔

رنجن انجان بنتے ہوئے بولا آپ کس کی بات کررہے ہیں سرکار کون کیا کررہا تھا؟ میں نہیں سمجھا؟

یار تم کیا بھنگ لگائے رہتے ہو؟ دنیا میں کیا کچھ ہورہا ہے یہ تمہیں نہیں پتہ؟

وہ ایسا ہوا کہ کل میرے گھر پر مہمان آگئے اور رات گئے تک ان کے ساتھ گپ شپ چلتی رہی اسی وجہ سے صبح اٹھنے میں بھی تاخیر ہوگئی۔ سچ بتاوں آج بچے اسکول بھی نہیں گئے۔ میں تو آپ کے ڈر سے چلا آیا ورنہ خواہش چھٹی لینے کی تھی۔

تو دراصل اسی وفاداری کی روٹی کھارہا ہے ورنہ یقین کر تجھے کوئی اپنے یہاں چپراسی بھی نہیں رکھتا۔

رنجن کو دیپک پر بہت غصہ آیا لیکن کسی طرح ضبط کرکے بولا سرکار آپ لوہار

www.urduchannel.in

اور سنار کو چھوڑ کر مجھ غریب کے پیچھے پڑ گئے۔

جی ہاں تو نے بات ہی ایسی کردی خیر۔ وہ میں نے تجھ سے نہیں کہا تھا کہ میں نے سُچّا سنگھ کو آپ کی راجدھانی پر حملے کے لیے تیار کرلیا ہے۔

آپ نے کہا تھا بہت جلد اس کی اینٹ سے اینٹ بجادی جائیگی۔

جی نہیں میں نے کل کہا تھا کہ آج ہی یہ ہوجائیگا اور وہ ہوگیا۔

رنجن نے پھر سوال کیا سرکار کیا ہوگیا؟

ابے بیوقوف تیری باتیں سن کر تو مجھے وہ فلمی گانا یاد آرہا ہے۔''میں کا کروں رام مجھے گدھا مل گیا''

رنجن بولا گدھا نہیں بڈھا مل گیا۔

اب میں اس عمر میں تجھے بڈھا تو نہیں کہہ سکتا اس لئے تیری صفت کے لحاظ سے گدھا کہہ دیا۔ اب وہ منحوس اخبار آپ کی راجدھانی کبھی نہیں آئیگا۔

پانڈے نے حیرت سے کہا کیا؟

اس کی سانس اکھڑ چکی ہے اب یہ سمجھ لو کہ اتم سنسکار باقی ہے۔

رنجن بناوٹی خوشی دکھاتے ہوئے بولا جناب آپ نے تو کمال کردیا۔ دہلی میں عام آدمی کی سرکار کے ہوتے ہوئے یہ کارنامہ انجام دے دیا۔

ارے ان جھاڑو والوں کو کون پوچھتا ہے۔ دہلی پر تو ہمارا بھگوا پرچم لہرا ہے اور تجھے نہیں پتہ ہم ترشول دھاری ہیں۔

لیکن اگر کیجریوال کو پتہ چل گیا تو بڑا بونڈر ہوجائیگا۔

دیکھ رنجن اب کیجریوال سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اب اس کو آندولن نہیں چلانا سرکار چلانی ہے۔ لوگ تحریک چلانے کیلئے تو چندہ دیتے ہیں مگر حکومت چلانے کیلئے نہیں دیتے۔

رنجن بولا ایسا کیوں؟ سرکار ہو یا تحریک کام تو ایک ہی ہے؟

نہیں بے وقوف سرکار ٹیکس لیتی ہے تحریک نہیں لیتی اس لئے سرکار سے توقع

کی جاتی ہے ٹیکس کی دولت ان کی فلاح بہبود پر خرچ کرے گی۔

تب تو ٹھیک ہے۔ اب چونکہ کیجریوال کے پاس اقتدار ہے ٹیکس اس کے پاس جمع ہوگا۔ اسے چندے کی ضرورت ہی کیا ہے؟

نہیں! انکم ٹیکس مرکزی خزانے میں جمع ہوتا ہے اور مرکزی حکومت اگر اسے روپیہ نہ دے تو اس کے تمام وعدے ہوا میں تحلیل ہو جائیں گے اور لوگ اس کو جھاڑو سے مار مار دہلی سے نکال باہر کردیں گے۔

اچھا تو اب وہ بیچارہ کیا کرے گا؟

کرے گا کیا؟ بنگلورو جانے سے قبل ایک بار پردھان جی کے چرن چھو آیا اور اب پھر ملنے کیلئے پریشان ہے۔

تو کیا پردھان جی کو اس سے ڈر لگتا ہے جو وہ نہیں ملتے؟

ڈر کیسا؟ پردھان جی تو چین کے صدر چنگ سے بھی نہیں ڈرتے اروند کس کھیت کی مولی ہے۔

تو پھر وہ کیوں کترا رہے ہیں؟

کترا نہیں رہے بلکہ یہ سمجھ لے کہ ترسا رہے ہیں۔ سنا ہے انہوں نے پیغام دے دیا ہے کہ پہلے بھوشن اور یادو کو باہر نکالو پھر ہمارے پاس آو۔

چوپڑہ جی یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ کیا آپ کا مطلب ہے عآپ کی خانہ جنگی میں پردھان جی کا ہاتھ ہے؟

میں نے تو یہی سنا ہے اب کیا سچ ہے اور کیا جھوٹ بھگوان جانے۔

رنجن کو مزہ آرہا تھا وہ بولا لیکن میں نے تو کچھ اور ہی سنا تھا۔

اچھا تو نے کیا سنا تھا؟ مجھے بھی تو پتہ چلے؟

میں نے سنا تھا شاہ جی کی شئے پر عاپ کے اندر یہ مہابھارت چھڑی ہوئی۔ ان کی حکمتِ عملی یہ ہے کہ ان کو آپس میں لڑا کر عوام کی نظروں سے گرا دو تا کہ وہ خود اس پر جھاڑو پھیر دیں گے اسی لئے وہ کیجریوال کو کمزور کرنے کیلئے بھوشن اور یادو کی پشت

www.urduchannel.in

پناہی کررہے ہیں۔

مجھے نہیں لگتا وہ دونوں بڑے اصول پسند ہیں اور ہمارے بدعنوان سرمایہ داروں کو انہیں لوگوں سے بہت ڈر لگتا ہے۔

لیکن شانتی بھوشن ایک زمانے میں بی جے پی میں بھی تھا۔

یہی تو وجہ ہے کہ کیجریوال اور سسودیہ اس کے خلاف زبان نہیں کھولتے۔ تم ابھی بچے ہو کچھ نہیں جانتے۔

رنجن نے مطلب پر آتے ہوئے کہا آپ کے سامنے تو بڑے بڑے سیاستداں دودھ پیتے بچے ہیں خیر یہ بتایئے کہ آخر اس 'آپ کی راجدھانی' کا کیا بنا؟ مجھے تو ڈر لگ رہا ہے کہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رک کیوں گیا تو بول کیا کہنا چاہتا تھا؟

یہی کہ کہیں گیہوں کے ساتھ گھن بھی نہ پس جائے۔

اوئے پانڈے تو تو بڑا خودغرض نکلا۔ مجھے تم براہمنوں کے بارے میں سب پتہ ہے تجھے میری نہیں اپنی پڑی ہے لیکن فکر نہ کر جب تک میں ہوں تیرا بال بیکا نہیں ہوگا اور جب تک مرکز میں اپنی سرکار ہے کوئی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا کیا سمجھا؟

سمجھ گیا سرکار سب سمجھ گیا۔ اب آگے کا کیا منصوبہ ہے؟

کوئی خاص نہیں اس نئے فتنہ کے ختم ہوتے ہی ہمارے قاری پھر سے لوٹ آئیں گے۔ اپنے اخبار کا بولا بالا ہوجائے اور اس بدمعاش چنکو کا منہ کالا ہو جائیگا۔ اس کا اخبار کبھی بھی بازار میں نہیں آئیگا۔

اس گفت وشنید کے دوران اچانک ککڑ سنگھ وہاں آپہنچا۔ اس کے ہاتھ میں 'آپ کی راجدھانی' اخبار تھا۔ رنجن نے پوچھا اوئے یہ کیا لے آیا؟

یہ اخبار ہے صاحب 'آپ کی راجدھانی'۔

یہ تجھے کہاں ملا؟

بازار میں اور کہاں؟ آج تو یہی بک رہا ہے۔ دیپک نے جھپٹ کر اخبار چھینا

تو اس میں کوئی خبر نہیں تھی صرف یہ لکھا تھا 'عام آدمی کے دشمنوں نے عام آدمی کے اخبار کے دفتر کو تباہ برباد کر دیا۔ اس نے ہمیں زخمی کیا مگر ہم زندہ ہیں تا کہ اس سے بدلہ لے سکیں۔ ہماری تباہی اور بربادی کے مناظر دیکھنے کیلئے 'آپ کا چینل راجدھانی' دیکھئے۔ اس روز پھر سے اخبار کی قیمت صرف دس پیسے تھی اور یہ اعلان بھی کیا گیا تھا کہ اس آمدنی کو زخمیوں کے علاج پر صرف کیا جائیگا۔ اس کارِ خیر میں دل کھول کر یوگ دان کریں۔

اس دن کا اخبار دراصل بلاواسطہ چینل کا اشتہار تھا جو سارے شہر میں آگ کی طرح پھیل گیا تھا۔ اخبار کے دفتر کی توڑ پھوڑ نے راجدھانی چینل کو پہلے ہی دن بے حد مقبول بنا دیا تھا۔ دفتر کی تباہی سے جو نقصان ہوا تھا اگر اس سے دس گنا زیادہ رقم بھی وہ لوگ تشہیر پر خرچ کرتے تو یہ فائدہ نہ ہوتا۔

آپ کی راجدھانی پر حملہ کو ذرائع ابلاغ کی آزادی پر قدغن کا نام دیا گیا تھا اس لئے میڈیا کی ساری برادری اس کی مذمت کرنے لگی۔ اس چینل پر ہر ایک گھنٹے میں پہلے نصف گھنٹہ خبریں نشر ہوتی تھیں اور دوسرے نصف گھنٹے میں آپ کی راجدھانی کے حوالے سے تصاویر اور فلمیں دکھائی جاتیں جو دفتر میں لگے کیمروں سے اتاری گئی تھیں۔ اسی کے ساتھ پولس افسران کے بیانات، سیاسی رہنماوں کے خیالات، دانشوروں اور صحافیوں کے تاثرات نشر ہوتے تھے۔

اس خصوصی نشریہ میں چنائی سیٹھ کو بھی دعوت دی گئی۔ وہ منگو سے ملاقات کی خاطر حاضر ہو گئے اور بڑے پرزور انداز میں آج کی راجدھانی اخبار پر ہونے والے حملے کی مذمت کی۔ ریکارڈنگ کے بعد منگو چنائی سیٹھ کو اپنے کمرے میں لے گیا جس پر لکھا تھا مینیجنگ پارٹنر۔ کمرے میں منگو نے اپنی کرسی پر سیٹھ جی کو بٹھایا اور بولا سیٹھ جی۔ میں آج جو کچھ ہوں آپ کی بدولت ہوں۔ سمع و بصر کی دنیا میں میرے سب سے بڑے گرو آپ ہیں۔

چنائی سیٹھ کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ انہوں نے اسے ڈائرکٹر تو بنایا لیکن سارے اختیارات اپنے پاس رکھے کاش کے وہ اسے اپنا پارٹنر بنا لیتے۔ وہ بولے ایسا

www.urduchannel.in

نہیں ہے منگو۔ یہ تو تیری خداداد صلاحیت اور محنت و مشقت کا ثمر ہے لیکن میں ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں؟

کہیے گرو دیو میں حاضر ہوں۔

دیکھ تو پہلے خود میرے چینل سے نکل بھاگا۔ اس کے بعد مدھو بالا کو بھگا دیا۔ اب وجینتی مالا بھی نکل گئی ہے۔ آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے؟

سیٹھ یہ دنیا مایا جال ہے یہاں کوئی کسی کو نہیں بھگاتا بلکہ ہر کوئی مایا کے پیچھے بھاگتا رہتا ہے۔

یہ درست ہے لیکن یہ بتا کہ آخر تو چاہتا کیا ہے؟ اس عمر میں میرے لیے پہلے جیسی محنت و مشقت ممکن نہیں ہے۔ میں تو سوچ رہا تھا کہ تجھے سارا کام سونپ کر عمر کا آخری حصہ سکون کے ساتھ گذاروں گا لیکن تو میرا چین و سکون غارت کرنے پر تلا ہوا ہے۔

جی نہیں! مگر سیٹھ قسمت کے لکھے کو کون ٹال سکتا ہے۔ میں تو کہتا ہوں اب بھی آپ اطمینان کی زندگی گذار سکتے ہیں۔

تو کیا تو یہ سب چھوڑ کر پھر سے میرے ساتھ آجائیگا؟

جی نہیں سیٹھ یہ تو ناممکن ہے۔ گھڑی کے کانٹے کبھی پیچھے نہیں مڑتے لیکن میں آوں یا آپ آئیں ایک ہی بات ہے؟

میں نہیں سمجھا کھول کر بول۔

مترا جی نے آپ سے پہلے بھی چینل خریدنے کی بات کی تھی لیکن آپ نے انکار کر دیا خیر وہ ماضی کا فسانہ تھا آج کی حقیقت یہ ہے کہ اب ان کے پاس ایک چینل ہے اور آپ کے پاس تین چینلس ہیں۔ آپ دونوں کے اشتراک میں سب کا فائدہ ہے۔

کیا اب بھی چندن مترا اس کیلئے تیار ہو جائیگا؟

میں کوشش کروں گا اور مجھے یقین ہے کہ وہ راضی ہو جائیں گے۔

دیکھ منگو پہلے انہوں نے خریدنے کی پیشکش کی تھی اور مجھے یقین تھا کہ تیری

مدد سے میرا چینل چل پڑے گا لیکن اب حالات بدل چکے ہیں ۔ میرا داہنا ہاتھ ٹوٹ چکا ہے اور تو پارٹنر شپ کی پیشکش کر رہا ہے ۔ ایک خاص بات اور ہے ۔

وہ کیا؟ منگو نے سوال کیا۔

میں چندن مترا کو نہیں جانتا اس لئے اس پر اعتماد نہیں کرسکتا لیکن تیری بات اور ہو۔ تو مجھے چھوڑ تو سکتا ہے لیکن دھوکہ نہیں دے سکتا۔

منگو نے اپنی جگہ سے اٹھ کر چنائی سیٹھ کے قدم چھوئے۔ انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور بولے دیکھ منگو میری کوئی اولاد نہیں ہے تو میرے بیٹے جیسا ہے اور مدھوبالا میرے گاوں کی بیٹی ہے کسی طرح اپنے نئے چینل میں اسے بلا لے ۔ مجھے اس کی بہت یاد آتی ہے۔

جی ہاں سیٹھ میں کوشش کروں گا اور ۔۔۔۔۔۔۔۔

اور کیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟

اور کچھ نہیں سیٹھ آپ بھی میرے لئے پتا سمان ہیں ۔ اس کے بعد دل ہی دل میں بولا وہ بہت جلد آپ کی بہو بن جائیگی ۔

چنائی سیٹھ دروازے کی جانب بڑھ گئے ۔ منگو ان کے پیچھے تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

راجدھانی چینل پر آپ کی راجدھانی اخبار کے دفتر میں زخمی ہونے والوں کی داستانِ الم نہایت دلسوز انداز میں پیش کی جا رہی تھی ۔ عملہ میک اپ کر کے اور نقلی پٹی باندھ کر وہ سب کہہ رہا تو جو ان کو رٹایا گیا تھا جبکہ حقیقت میں ایک بھی فرد زخمی نہیں ہوا تھا۔ وہ لوگ اداکاری کر رہے تھے اس کے باوجود عام ناظرین پر سب سے زیادہ اثر انداز ہو رہے تھے ۔

یہ پروگرام اس قدر مقبول ہو گیا کہ تمام چینل اس کا کچھ نہ کچھ حصہ دکھانے پر مجبور ہو گئے ۔ اس طرح گویا مسابقین سے مفت میں تعاون حاصل ہونے لگا۔ اس دوران شام کو ہونے والے مظاہرے کی خوب تشہیر کی گئی اور راجدھانی چینل پر اس

www.urduchannel.in

مظاہرے کی براہِ راست نشریات ہونے لگیں ۔ اس پروگرام کی ٹی آر پی پہلے ہی دن بہت سوں سے آگے نکل گئی ۔

اگلے دن چینل کے دفتر سے آپ کی راجدھانی اخبار کا ایک خصوصی شمارہ بازار میں آیا اور اس کی اشاعت نے پرانے سارے ریکارڈ توڑ دیئے۔ اس کا اثر دوسرے اخبارات پر بھی پڑا تھا مگر راجدھانی ایکسپریس کی تو جان ہی نکل گئی۔ راجدھانی ایکسپریس کی زیادہ تر کاپیاں اس لئے بھی واپس ہوگئیں کہ اس نے آپ کی راجدھانی پر حملے کو نظر انداز کرتے ہوئے مقامی خبروں میں مختصراً بیان کر دیا تھا۔ آپ کی راجدھانی کے حق میں میڈیا کے متحدہ احتجاج کی خبر پوری طرح غائب کر دی گئی تھی۔ عوام و خواص نے راجدھانی ایکسپریس کے معاندانہ رویہ کو محسوس کیا اور اس کی مذمت بھی ہونے لگی۔

پولس اپنا کام کر رہی تھی مہیش اگروال نے اے سی پی کو کھلا پلا کر اپنا ہمنوا بنا رکھا تھا۔ کیمرے کے فیتوں کی مدد سے مجرمین کی شناخت میں لگی پولس نے سُچّا اور لُچا سنگھ کو پہچان لیا اور وہ گھر سے اٹھا لیے گئے ۔ ان کے اہل خانہ کو تلقین کر دی گئی کہ ویسے تو صرف تفتیش کیلئے لے جایا جا رہا ہے لیکن اگر شور شرابہ کیا تو مقدمات میں پھنسا دیا جائیگا۔

پولس تھانے میں دھنائی کے بعد دونوں نے اپنے جرم کا اعتراف کر لیا لیکن پولس نے بتایا کہ اگر وہ سازش کا راز فاش کر دیں تو انہیں وعدہ معاف گواہ بنا لیا جائیگا۔ یہ لالچ اچھے اچھوں کو پگھلا دیتا ہے۔ ان لوگوں نے دیپک چوپڑہ کا نام بتا دیا۔ پولس نے ان کا بیان کی بنیاد پر دیپک کو حراست میں لے لیا۔

دیپک چوپڑہ کی گرفتاری سے میڈیا اور سیاست کی دنیا میں بھونچال آ گیا۔ وہ تمام لوگ جو اس کے اہانت آمیز رویہ کا شکار ہوئے تھے ایک ایک کر کے آگے آنے لگے لیکن سنگھ پریوار کے ہمنوا دیپک کی حمایت میں ریشہ دوانیاں کرنے میں جٹ گئے اور اسے چھڑانے کیلئے دباؤ بڑھانے لگے۔

اس دوران مہیش اگروال نے پانڈے سے رابطہ کیا اور اسے سب کچھ سچ سچ بتانے کی شرط پر اپنے اخبار میں ملازمت کی پیشکش کردی۔ رنجن پانڈے نے سوچا راجدھانی ایکسپریس کے ڈوبتے جہاز سے کود کر بھاگنے کا اس سے بہتر کوئی موقعہ نہیں ہو سکتا۔ پھر کیا تھا! پولس نے شک کی بنیاد پر رنجن کو حراست میں لیا اور اس نے دیپک چوپڑہ کی منصوبہ بندی طشت از بام کردی۔

پولس نے جب پوچھا کہ کیا اس سازش میں چندن مترا کا بھی ہاتھ ہے؟

رنجن بولا وہ اس میں بالکل بھی ملوث نہیں ہے۔ دیپک نے ساری کارروائی اسے اندھیرے میں رکھ کر کی تھی۔ بیان لینے کے بعد پولس نے رنجن کو چھوڑ دیا۔

دوسرے دن راجدھانی چینل سے رنجن پانڈے کا انٹرویو نشر ہو رہا تھا۔ مس چنبیلی کا چیتنا چینل پر یہ پہلا پروگرام تھا ''کام سے کام اور نام کا نام''۔ اس پروگرام کی ساری اسکرپٹ منگو نے خود لکھی تھی اور پانڈے تو بس کیمرے کے پیچھے والی دیوار پر لکھے جواب پڑھ رہا تھا۔

اس کے بعد سنگھ والوں نے بھی دیپک چوپڑہ کو بچانے کا ارادہ بے سود سمجھ کر ترک کردیا۔ وقتی طور پر کچھ روز جیل میں سڑنے کیلئے چھوڑ کر معاملہ ٹھنڈا ہونے کا انتظار کرنے کی حکمت عملی اختیار کی گئی۔ ان کا خیال تھا کہ آگے چل کر پولس کی مدد سے مقدمہ کمزور کرنے کے بعد کسی اپنے جج سے اسے چھڑا لیا جائے گا۔

دیپک چوپڑہ کی ساری توقعات چندن مترا سے وابستہ تھیں لیکن اس نے تو اس موقعہ پر ایک ایسا اعلان کردیا کہ سارا کھیل بگڑ گیا۔ چندن مترا نے ایک پریس کانفرنس بلائی اور اس میں سب سے پہلے لالہ جی کو خراج عقیدت پیش کیا ان کی عظیم خدمات کو گنانے کے بعد دیپک چوپڑہ کے گھناؤنے کردار کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اگر آج لالہ جی زندہ ہوتے ان کو دل کا دورہ پڑ جاتا بلکہ شاید وہ اپنے دیرینہ خواب کو پوری طرح چکنا چور ہونے کا صدمہ نہیں سہہ پاتے۔

چندن مترا نے اسی کے ساتھ اخبار کے بند ہونے کا اعلان کردیا اور یہ یقین

www.urduchannel.in

دہانی کرائی کہ اخبار کے دفتر میں کام کرنے والوں کو وہ اپنی دیگر کمپنیوں میں ملازمت کی پیشکش کرے گا۔ لالہ جی کو اپنے عملہ سے بہت محبت تھی اس لئے وہ نہیں چاہتا کہ کسی کے بے روزگار ہونے سے لالہ جی کی آتما کو دکھ پہنچے۔ چندن مترا نے ایک ایسے وقت میں دیپک کی پیٹھ میں چھرا گھونپ دیا تھا جبکہ وہ سکرات کے عالم میں مبتلا تھا۔

راجدھانی ایکسپریس کی چتا پر راجدھانی چینل کی روٹیاں اس خوبی سے سینکی گئی تھیں کہ چینل مختصر سے عرصے میں اپنے پیروں پر کھڑا ہوگیا۔ چینل کا جھکاو آپ کی جانب ہوگیا تھا اس لئے اپنی غیر جانبداری ثابت کرنے کیلئے منگو نے ایک نیا پروگرام ترتیب دیا تاکہ بیک وقت آپ اور بھاجپ کے ناظرین کا دل جیت لیا جائے۔ یہ پروگرام آم کے آم گٹھلیوں کے دام کی ضد تھا۔ اس کا نام تھا ''عام آدمی اور خاص عورت : آمنے سامنے'' جس میں ایک فرضی کردار گاما پہلوان کو چاندنی نامی سماجی کارکن کا انٹرویو لینا تھا۔ اس پروگرام میں چنچل چاندنی کا کردار وجینتی مالا نے اس خوبی سے ادا کیا کہ لوگ جان ہی نہیں پائے یہی مہابھارت کی دروپدی ہے اور گاما پہلوان رامائن کا ہنومان ہے۔

اس پروگرام سے قبل منگو اپنے مخصوص انداز میں پردے پر نمودار ہوکر بولا بھائیو اور بہنو آپ نے سنا ہوگا ہر کامیاب مرد کے پیچھے ایک ناکام عورت کا ہاتھ ہوتا ہے۔ کیا نہیں سنا؟ کوئی بات نہیں ۔۔۔۔۔۔ اب سن لیجئے ۔۔۔۔ کہ یہ بات غلط ہے۔ یہ آدھی حقیقت ہے اور آدھا فسانہ ہے۔ میں آپ کو پوری سچائی بتاتا ہوں یعنی اردھ ستیہ نہیں بلکہ پورن ستیہ۔

حقیقت یہ ہے ہر عام آدمی کے پیچھے ایک خاص عورت ہوتی ہے گویا ہر خاص عورت کے آگے ایک عام آدمی ہوتا ہے۔ اب میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ اگر یہ عام آدمی پیچھے مڑ کر دیکھے تو کیا ہوگا؟ ہمارا پروگرام شروع ہوجائیگا۔ عام آدمی اور خاص عورت آمنے سامنے ہوجائیں گے۔ آیئے ذرا پیچھے مڑ کر دیکھیں کہ ہمارے عام آدمی کے ساتھ فی الحال کون سا خاص سلوک ہو رہا ہے؟

اسی کے ساتھ منگو کی جگہ گاما پہلوان نے لے لی۔ اب وہ ہاتھ جوڑ آمنے سامنے پروگرام میں ناظرین کا استقبال کررہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا میں ہوں ایک عام آدمی گاما پہلوان اور میرے سامنے ہے ایک خاص عورت چاندنی دیوی۔ یہ پرانی دلی کے دل چاندنی چوک کی رونق ہیں۔ یہ ایک زمانے تک وہاں کی سیاست میں بہت فعال تھیں۔آج سیاست سے کنارہ کش ہوچکی ہیں لیکن ان کی مقبولیت برقرار ہے۔ان کی صدا بہار مقبولیت کا اعتراف کرتے ہوئے گزشتہ ۵۰ سالوں سے پرانی دہلی کے منچلے یہی نغمہ گنگناتے ہیں:

سو سال پہلے ہمیں تم سے پیار تھا۔
آج بھی ہے اور کل بھی رہے گا۔

چاندنی نے خوش ہوکر جواب دیا آپ کا بہت شکریہ گاما پہلوان آپ تو کشتی کے اکھاڑے کے ساتھ ساتھ شاعری کے میدان میں بھی رستم زماں نکلے۔ ویسے آپ کی اس تعریف کے جواب میں ناظرین سے میں یہی کہنا چاہوں گی کہ ؎

صدیوں سے جھاڑو، کمل اور ہاتھ بے قرار تھا۔
آج بھی ہے اور کل بھی رہے گا

گاما نے کہا محترمہ چاندنی آپ نے تو پہلے ہی راونڈ میں اپنی حاضر جوابی کا لوہا منوا لیا لیکن کیا ہم اس پیروڈی کو ایسے نہیں پڑھ سکتے ؎

صدیوں سے جھاڑو والا کمل بے قرار تھا
آج بھی ہے اور کل بھی رہے گا

کیوں نہیں بے شک پڑھ سکتے ہیں۔آج کل تو دہلی کی یہ حالت ہے کہ کبھی ہاتھ میں کمل، بغل میں جھاڑو تو کبھی کمل کے ہاتھ میں جھاڑو۔

گویا جھاڑو ہاتھ اور بغل دونوں جگہ موجود ہے۔آپ نے دہلی کے عوام کی بہترین عکاسی کی ہے لیکن وضاحت کردوں کہ میں رستم زمان نہیں بلکہ رستم کمان ہوں۔

چاندنی بولی یہ لقب تو میں نے پہلی بار سنا ہے۔

www.urduchannel.in

ترکمان گیٹ تو آپ جانتی ہی ہیں۔ میں نے وہاں کے سارے پہلوانوں کو زیر کیا ہے اس لئے رستم کمان کہلانے پر اکتفاء کرتا ہوں۔

خیر زمان یا کمان ایک ہی بات ہے مجھے اس اعتراف میں کوئی عار نہیں کہ اتنی بہاریں دیکھنے اور جوانی کی دہلیز سے نکل کر بڑھاپے کے پڑاؤ میں داخل ہونے تک کسی نے میری ایسی تعریف نہیں کی جیسی آج ہوئی ہے۔

محترمہ تب تو مجھے بھی کہنے دیجئے کہ آپ سے بڑا حقیقت پسند انسان اپنی زندگی میں نے نہیں دیکھا۔

وہ کیسے؟

اس دور میں تو مرد بھی اپنے بڑھاپے کا اعتراف نہیں کرتے آپ نے عورت ہوکر جرأت کی اور اپنی کبرسنی کو تسلیم کرلیا بہت بڑی بات ہے۔

ویسے آپ کے خیال میں میرا یہ اعتراف درست ہے یا نہیں؟

میں آپ کی ہر بات مان سکتا ہوں لیکن یہ نہیں۔اس لئے کہ آج بھی چاندنی چوک کا حسن چاندنی دیوی پر ناز کرتا ہے۔آپ صدا بہار ہیں۔

چاندنی دیوی کا چہرہ کمل کی مانند کھلِ گیا اور چہار جانب چاندنی بکھر گئی۔ وہ بولی لیکن گاما پہلوان مجھے تو سیاسی گفتگو کیلئے بلایا گیا تھا؟

جی ہاں! عام آدمی پارٹی کے موجودہ خلفشار کو آپ کیسے دیکھتی ہیں؟ اس کے اسباب وعوامل پر چاندنی میرا مطلب ہے روشنی ڈالیں؟

عام آدمی پارٹی (عآپ) میں برپا ہونے والی سرپھٹول کے پس پردہ وہی سبق کارفرما ہے جسے سیکھنے کیلئے اروند کیجر یوال ایوانِ اقتدار میں گئے تھے۔ ایسا لگتا ہے کہ انہوں قومی سیاست کا درس بہت جلد ازبر کرلیا ہے یہی وجہ ہے کہ کانگریس اور بی جے پی کا اصلی چہرہ دکھلانے والے کیجر یوال کا اپنا رعونت بھرا چہرہ ساری دنیا کے سامنے آ گیا ہے۔

آپ نے دہلی کے چہیتے رہنما پر اتنا سنگین الزام لگا کر دلّی والوں کی

دلآزاری کی ہے۔آپ کو اپنے اس دعویٰ کی دلیل پیش کرنی ہوگی۔

لیجئے وہ بھی حاضر ہے چاندنی اٹھلا کر بولی میں تو کہتی ہوں کہ پرشانت بھوشن اور یوگیندر یادو کو پارٹی سے نکالنے کیلئے جو حربہ آپ کے چہیتے رہنما نے استعمال کیا ہے اسے دیکھ کر پردھان جی بھی حیران ہوں گے۔ان کو احساس ہوگیا ہے کہ پارٹی کے اندر اپنے حریفوں کو ٹھکانے لگانے کیلئے جوخونریزی انہوں نے کی تھی وہ چنداں درکار نہیں تھی اس کے بغیر بھی صفائی سے یہ کام ہوسکتا تھا بقول مرحوم کلیم عاجز۔

دامن پہ کوئی چھینٹ، نہ خنجر پہ کوئی داغ
تم قتل کرو ہو کہ کرامات کرو ہو

آپ کے پیش کردہ اس بہترین شعر کو سمجھنا مجھ جیسے پہلوان کے بس کا روگ نہیں ہے پھر بھی میں واہ واہ کہنے پر مجبور ہوں خیر کیا آپ بتاسکتی ہیں کہ جن کو نکالا گیا ان سے اختلاف کی نوعیت کیا تھی؟

عام آدمی پارٹی کے اختلافات انتخابی مہم کے دوران سامنے آگئے تھے۔مثلاً داغدار پس منظر کے لوگوں کو پارٹی کا ٹکٹ دیا جانا۔امیدوار کے پاس شراب کا پکڑا جانا اور غلط طریقوں سے چندہ جمع کرنا وغیرہ۔

کیا یہ ہندوستان کی سیاست میں یہ معمولی باتیں نہیں ہیں؟

جی ہاں یہ عام بات ہے۔آپ بھی اگر ایک عام سی سیاسی جماعت ہوتی تو اسے نظر انداز کیا جاسکتا تھا لیکن چونکہ اسے اصول ونظریات کی حامل ایک خاص جماعت سمجھا جاتا تھا اس لئے بجا طور پر اعتراض کیا گیا۔

کیا ان خرابیوں کی اصلاح کوئی بہت مشکل کام تھا؟

جی نہیں اگر آئندہ کیلئے داغدار لوگوں کو ٹکٹ دینے سے توبہ کرلی جاتی، خاطی ارکان اسمبلی کی سرزنش کی جاتی اور چندہ جمع کرنے کے طریقۂ کار کو مزید صاف شفاف بنایا جاتا تو آپ کا وقار بحال ہوسکتا تھا۔

تو پھر یہ کیوں نہیں کیا گیا؟

www.urduchannel.in

عوام کی اہمیت تو اقتدار میں آنے کیلئے ہوتی ہے سو وہ ۵ سال تک کیلئے ختم ہوگئی۔ اب تو منتخب شدہ ارکان زیادہ اہم ہوگئے ہیں۔

پارٹی میں اختلافات تو فطری ہیں لیکن یہ جو جنگ جدال کی کیفیت رونما ہوگئی اس بابت آپ کی کیا رائے ہے؟

دراصل آپ کی ناتجربہ کار قیادت نے اپنی عدم پختگی کے سبب اصولی اختلافات کو شخصیات کے تصادم میں بدل دیا اور پارٹی کی توسیع کو جھگڑے کی بنیاد قرار دے دیا۔ اروند کیجریوال کے حامی اعتراض کا منطقی جواب دینے کے بجائے رکیک ذاتی الزامات پر اتر آئے اور معترضین کو پارٹی کا دشمن قرار دے دیا۔ان کا دعویٰ تھا کہ مخالفین کیجریوال کو قومی کنوینر کے عہدے سے ہٹا کر پارٹی پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔

لیکن ہمارے ملک کی تمام ہی جماعتوں میں یہ دو عہدے مختلف لوگوں کے پاس ہوتے ہیں۔یہ اور بات ہے کہ ان میں سے ایک دوسرے کا کٹھ پتلی ہوتا ہے۔ اس لئے کیا دو مختلف لوگوں کی ان عہدوں پر فائز کرنے کا مطالبہ غیر معقول تھا؟

جی نہیں اگر اروند ازخود ان میں سے کسی ایک عہدے کو اپنے لئے منتخب کرکے دوسرا کسی اور کے حوالے کردیتے تو سارا اختلاف ختم ہوسکتا تھا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ جان دینے کا دعویٰ کرنے والا کرسی نہ دے سکا۔

گاما پہلوان نے سوال کیا پارٹی کی توسیع کے حوالے سے اروند کیجریوال کے دلائل پر آپ کی کیا رائے ہے؟

دلائل تو دور میرے نزدیک تو اس فیصلے میں ترمیم ہی مضحکہ خیز ہے۔اول تو وہ پارٹی کا متفقہ فیصلہ ہے اس لئے اسے کوئی فرد واحد نہیں بدل سکتا۔ اروند کیجریوال کی سوراج نامی کتاب آج بھی انٹرنیٹ پر موجود ہے۔ یہاں کوئی اصلاح نہ کریں پارٹی تو درکنار حکومت کو بھی ہر اہم فیصلے سے قبل عوام سے مشورے کا پابند کرتی ہے۔

کیا یہ غیر عملی تجویز نہیں ہے جس پر عملدرآمد ناممکن ہے؟

جی نہیں اروند کیجریوال نے خود اس پر عمل کرکے دکھایا ہے۔ آپ کو یاد

ہوگا گزشتہ انتخاب سے قبل انہوں نے کہا تھا کہ ہم کانگریس یا بی جے پی کا تعاون نہیں لیں گے لیکن کانگریس کے تعاون سے حکومت سازی سے پہلے وہ عوام میں گئے اور ان کی توثیق حاصل کرنے کے بعد وزیراعلیٰ کے عہدے کا حلف لیا۔ اس مثال کی روشنی میں پارٹی کی توسیع کا فیصلہ بھی علاقائی کارکنان کے مشورے سے ہونا چاہئے تھا لیکن اس بار کیجر یوال نے بغیر کسی سے پوچھے فرمان جاری کردیا اور سوراج یعنی عوام کی خودمختاری کو اپنے ذاتی اختیار میں لے لیا۔

بظاہر ایسا محسوس ہوتا کہ ہمارے نیتا سے غلطی ہوئی لیکن کیا انہیں اس کا احساس ہوا یا حالات پر قابو پانے کیلئے انہوں نے کچھ کیا؟

وہ ایک ذہین آدمی ہیں اس لئے غالب گمان یہی ہے کہ انہوں نے محسوس کیا ہوگا۔ آپ کے اندرونی جب خلفشار کا آتش فشاں پھٹا تو پہلے کیجر یوال نے پردھان منتری کی مانند چپّی سادھ لی اور جب بولے تو کسی فلسفی کی طرح کہا میں یہ سب دیکھ بہت رنجیدہ ہوں حالانکہ واضح موقف یا اپنے حامیوں کی سرزنش سے صورتحال کو سنبھالا جاسکتا تھا۔

محض ان کے واضح موقف اختیار کرلینے سے بات کیسے بن سکتی تھی؟

دیکھئے عام آدمی پارٹی کا یہ امتیاز تو اس کے دشمن بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اس میں ایک داخلی لوک پال ہے اور پارٹی کے دستور میں اس کے متعلق درج ہے کہ ”لوک پال پارٹی کا رکن نہیں ہوگا مگر پارٹی کی سب سے اعلیٰ فیصلہ ساز مجلس سے زیادہ اختیارات کا حامل ہوگا“۔ اس عہدے پر فائز ایڈمرل رام داس کو حکم بنا کر مسئلہ کو سلجھایا جاسکتا تھا۔

کیا رام داس توسیع کے مخالف تھے؟

جی نہیں ایڈمرل رام داس نے ذرائع ابلاغ کے اندر پارٹی میں داخلی جمہوریت کے فقدان، باہمی اعتماد کی کمی اور تعلقات کے تعطل پر تشویش کا اظہار تو کیا تھا مگر یہ بھی کہا کہ ایک قومی جماعت کیلئے اپنے آپ کو کسی ایک ریاست تک محدود کردینے کا موقف درست نہیں ہے۔

www.urduchannel.in

اگر ایسا ہے تو رام داس کی خدمات کیوں نہیں لی گئیں؟

اس تنازع کا سب سے افسوسناک پہلو یہ ہے کہ سارے ملک کو لوک پال کے تحت لانے کا مطالبہ کرنے والوں نے خود اپنی پارٹی کے لوک پال کی رائے ٹھکرا دی۔

وہ کیوں راندۂ درگاہ ٹھہرے ان کے ساتھ اس سلوک کی وجہ؟

وہ پارٹی سپریمو کے بندۂ بے دام نہیں تھے۔

مس چاندنی آپ تو سارا الزام صرف ایک فریق پر ڈال رہی ہیں۔ کیا دوسرے فریق کا اس میں کوئی قصور نہیں ہے؟

دیکھئے میں ایک عام عورت ہوں جس کی عام آدمی پارٹی میں ویسے تو کوئی جگہ نہیں ہے پھر بھی میں اس کی بہی خواہ ہوں۔ اس کے باوجود جو کچھ سوچتی ہوں بول رہی ہوں۔ میرا کام کسی کی حمایت یا مخالفت نہیں ہے۔

اچھا تو پھر آپ دوسرے فریق کے رویئے پر روشنی ڈالیں؟

دیکھئے پہلوان جی یوگیندر یادو تو پہلے ہی سے مفاہمت کی بات کررہے تھے لیکن بعد میں پرشانت نے بھی اپنا موقف نرم کرتے ہوئے اروند کیجر یوال سے ملاقات کی کوشش کی تاکہ پی اے سی سے قبل کوئی درمیان کی راہ نکل سکے۔

کیا یہ درست ہے آپ کو کیسے پتہ چلا؟

مائنک گاندھی اسے تسلیم کرچکے ہیں کہ پارٹی میں اتحاد و اتفاق کو برقرار رکھنے کی خاطر کئی تجاویز سامنے آئیں مثلاً دونوں فریق معافی مانگ لیں جو سراسر ہتک آمیز مطالبہ تھا۔ اس کے علاوہ پی اے سی کی تشکیل جدید کی جائے اور نئے ارکان کی فہرست سے ان کا نام خارج کردیا جائے یا چونکہ اروند کیجر یوال ان کی شکل نہیں دیکھنا چاہتے اس لئے ان کی رکنیت تو برقرار رہے مگر وہ اجلاس میں شرکت سے باز رہیں وغیرہ لیکن کیجر یوال کے حامی انہیں رسوا کرکے نکالنے پر مصر تھے اس لئے سسودیہ نے ایک نہایت نامعقول قرارداد پیش کرکے رائے شماری پر اصرار کیا۔

کیا جمہوریت میں رائے شماری ہی سارے مسائل کا حل نہیں ہے؟

لیکن اس سے قبل بحث و مباحثہ بھی تو شورائیت ہے۔ بغیر سوچے سمجھے اپنی رائے دینا کون سی معقولیت ہے؟ یہ تو بھیڑ چال ہے جس کا مظاہرہ آپ کی سیاسی امور کی کمیٹی میں نظر آیا۔ جملہ ۲۱ ارکان میں سے دو کیجر یوال کے خوف سے غیر جانبدار ہو گئے۔ ۸ نے مخالفت کی اور ۱۱ کی حمایت سے یوگیندر یادو اور پرشانت بھوشن کو پارٹی کے پی اے سی سے نکال باہر کیا گیا یعنی اگر دو لوگ ووٹ دیتے تو ۱۰ اور ۱۱ کی بات تھی۔ اس طرح یہ متفقہ فیصلہ تو درکنار کثرتِ رائے بھی نہیں تھا۔ مایک گاندھی کو دھمکی دی گئی کہ اگر انہوں نے ان حقائق کا انکشاف کیا تو انجام ٹھیک نہیں ہوگا۔

(موضوع بدلتے ہوئے) لیکن کیا یہ صرف آپ میں ہوا ہے؟

یہ میں پہلے بھی کہہ چکی ہوں کہ یہ ہر سیاسی جماعت کا شعار ہے۔ اندرا گاندھی اس کی موجد ہیں۔ ماضی قریب میں نریندر مودی اس طرح بائیکاٹ کی دھمکی دے کر اپنے مخالف سنجے جوشی کو پارٹی کے اعلیٰ کمان سے نکال چکے ہیں حالانکہ جوشی کو آر ایس ایس نے نامزد کیا تھا۔

عوام کی یادداشت کمزور ہوتی ہے۔ ہمارے ناظرین بھول چکے ہوں گے اس لئے کیا آپ اس پر تفصیل سے روشنی ڈالیں گی؟

کیوں نہیں۔ مودی جی ایک زمانے تک مختلف بہانوں سے پارٹی کے مرکزی مجلس انتظامیہ کے اجلاس سے دور رہے یہاں تک کہ جوشی کو ذلیل کر کے نکال باہر کر دیا گیا۔

تو کیا سیاسی افق پر بظاہر مختلف نظر آنے والی ان دو مقبول ترین شخصیات میں زبردست یکسانیت نظر آتی ہے؟

کیوں نہیں! نریندر مودی جہاں بی جے پی کا واحد چہرہ ہیں وہیں آپ بھی اروند کیجر یوال کے طواف میں مست ہے۔ دونوں حضرات پارٹی کے اندر اختلاف کرنے والوں کے ساتھ نرمی کے قطعی روادار نہیں ہیں۔ سیاسی نظریات سے قطع نظر

www.urduchannel.in

دونوں کے اندر صبر و تحمل کا فقدان ہے اور ضوابط کی پاسداری کا خیال بھی وہ ضروری نہیں سمجھتے۔ مصمم ارادہ کر کے اس پر اڑ جانا اور آسانی سے رجوع نہ کرنا ان کی عادت ثانیہ بن گئی ہے۔ شاید اسی لئے لوگ کہتے ہیں ان دونوں کا عزم مصمم جب اپنے حدود سے تجاوز کر کے ضد میں تبدیل ہو جاتا ہے تو بیک وقت ان کی قوت کا سرچشمہ اور سب سے بڑی کمزوری بھی بن جاتا ہے۔

چاندنی کے اس جواب نے آپ کے ساتھ بھاجپ کے حامیوں کو بھی ناراض کر دیا۔ پہلوان نے سوال کا رخ پھر عام آدمی پارٹی کی جانب موڑتے ہوئے پوچھا لیکن کیجر یوال جیسے نرم خو انسان کو آپ مودی جیسے سخت گیر کا ہم پلہ کیسے ٹھہرا سکتی ہیں؟

پہلوان جی اگر آپ اخبار پڑھتے ہیں تو آپ کو پتہ ہوگا کہ کیجر یوال نے یادو اور بھوشن کے انخلاء کی خاطر دباؤ بنانے کیلئے قومی کنوینر کی ذمہ داری سے استعفیٰ دے کر اسے واپس لینے کیلئے انہیں نکالنے کی شرط لگا دی تھی۔ کیجر یوال کے استعفیٰ کا متفقہ طور پر مسترد کیا جانا اس بات کا ثبوت ہے کہ فی الحال آپ کے اندر کوئی ایک بھی ایسا آدمی نہیں ہے جس پر دہلی کے وزیر اعلیٰ یا پارٹی کا کنوینر کے طور پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ یہ قحط الرجال کی انتہا نہیں تو اور کیا ہے؟

کیا کیجر یوال پر اقرباء پروری کے الزامات درست ہیں؟

اقرباء پروری تو نہیں تفریق و امتیاز کا الزام صحیح ہے۔ شانتی بھوشن نے نہ صرف کرن بیدی بلکہ پردھان منتری کی بھی تعریف کی تھی اور ان پر گھر کی تعمیر میں ٹیکس چوری کا الزام بھی لگا تھا اس لئے پارٹی کی اصولی و عملی مخالفت کے سبب انہیں نکالا جانا چاہئے تھا لیکن بخش دیا گیا اور نظریاتی مخالفین مثلاً پرشانت بھوشن کی چھٹی کر دی گئی۔

چاندنی دیوی ذرائع ابلاغ میں کیجر یوال کے بنگلور و علاج کیلئے نکل جانے پر طرح طرح کی قیاس آرائیاں ہو رہی ہیں۔ اس بابت آپ کچھ کہنا چاہیں گی؟

میں ذاتیات میں نہیں جاتی اور نہ ہی بے وثوق ذرائع پر یقین کرتی ہوں۔ کیجر یوال پارٹی کے نازک ترین دور میں اپنے فطری علاج کیلئے بنگلور و سدھار گئے اس

کی مجھے خوشی ہوئی۔

اس کی کوئی خاص وجہ ہے یا بس یونہی؟ جیسے ہم لوگ خوش ہوگئے اس طرح.....

وجہ تو میں نہیں جانتی لیکن مجھے یہ توقع تھی کہ علاج کے دوران وہ اپنی فطرت پر لوٹ آئیں گے لیکن میر کے شعر کی مصداق ''الٹی ہوگئی سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا''۔ کا منظر دیکھنے کو ملا۔

بنگلورو کو چھوڑیئے۔ اگر اروند کیجر یوال واقعی اپنی بیماری کی تشخیص کر کے فطرت کی جانب لوٹنا چاہتے ہیں تو انہیں کیا کرنا چاہئے؟

ان کا علاج تو اس تلقین میں ہے جو جیت کے بعد ۱۰ فروری کے دن انہوں نے اپنے کارکنان کو کی تھی کہ کبر وغرور کے شکار نہ ہوں اور فرمایا تھا کہ حکومت کے ذمہ داروں، وزراء، اراکین اسمبلی اور کارکنان میں تکبر اور گھمنڈ نہیں پایا جانا چاہئے۔ افسوس کہ دوسروں کو اہنکار سے بچنے کا درس دینے والا عام آدمی پارٹی کا بہت ہی خاص آدمی خود اپنے آپ کو اس خرابی سے نہیں بچا سکا۔

اس موقع پر آپ ہمارے رہنما کو کیا پیغام دینا پسند کریں گی؟

موجودہ خلفشار میں ان کا رویہ اس بات کا غماز ہے کہ انہوں نے رام لیلا میدان میں جو عقل سلیم کی دعا کی تھی وہ رد ہوگئی اور وہ گھمنڈ سے اپنے آپ کو نہیں بچا پائے۔ میں پھر دل کی گہرائیوں سے ان کے حق وہی دعا کرتی ہوں۔

چاندنی دیوی آپ نے ہمارے لئے بہت وقت نکالا اس کیلئے ہم تہہ دل سے آپ کے شکر گذار ہیں۔ آپ جاتے جاتے ہمارے ناظرین کو کیا پیغام دینا چاہیں گی؟

دیکھئے پہلوان جی جو کچھ عآپ اور کیجر یوال کے ساتھ ہوا ہے وہ افسوسناک تو ضرور ہے لیکن غیر متوقع نہیں ہے اس لئے کہ ان سے قبل اچھے اچھوں کو یہ نظام اپنے رنگ میں رنگ چکا ہے۔ اس بار بھی یہی ہوا کہ سیاسی نظام کو بدلنے کا عزم کر کے بھاری اکثریت سے کامیاب ہونے والے ایک انقلابی رہنما کو سیکولر جمہوی نظام اپنے اندر نگلنے

www.urduchannel.in

میں کامیاب ہوگیا۔

آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟

یہی کہ ہولی کی آگ میں کوئی اپنا اہنکار نہیں جلاتا بلکہ اقتدار کی بھنگ پی کر ساری جماعتوں کے رہنما آپسی بھید بھاو مٹا کر سیاسی حمام میں برہنہ تن داخل ہوجاتے ہیں۔ ایوانِ اقتدار میں ہولی کھیلنے والے اور گلال اڑانے والے تمام سیاسی رہنما یک رنگ ہوتے ہیں۔ شکریہ

آمنے سامنے کے نشر ہوتے ہی پرانی دہلی کا گاما پہلوان اور چاندنی چوک کی چاندنی دیوی ناظرین کے دلوں کی دھڑکن بن گئی۔ آمنے سامنے کے علاوہ راجدھانی چینل کا ہر پروگرام اس تیزی کے ساتھ مقبول ہورہا تھا کہ اشتہارات کی بھرمار تھی۔ اسی کے ساتھ اخبار آپ کی راجدھانی کی کھپت میں زبردست اضافہ ہوگیا تھا۔ چندن مترا کے دو نئے پیڑ اسے خوب آم فراہم کررہے تھے اور منگو اس میں مزید تین کا اضافہ کرنے جارہا تھا۔ اس لئے اس نے پرانے پیڑ کو کاٹ کر اس کی لکڑی سے اپنی بیٹی کیلئے نئے گھر کی تعمیر کا کام شروع کردیا جو اس کے خیال میں چنکو کے خوابوں کا محل تھا۔

۲۷

وقت کے ساتھ منگو چندن مترا کا دستِ راست بن گیا تھا۔ ہر کام کو کرنے سے قبل وہ اس سے مشورہ کرتا تھا۔ اس نے سوچا چونکہ منگو ہی چنکو کا سب سے خاص دوست ہے کیوں نہ اپنی بیٹی کی سگائی کی اطلاع سب سے پہلے اسی کو دے کر اس کے مشورے سے تقریب کی تفصیلات طے کی جائیں۔

چندن مترا نے منگو کو اپنے کمرے میں بلا کر سوال کیا کہ کیا تم جانتے ہو کہ تمہارا دوست چنکو کس سے شادی کر رہا ہے؟

اس سوال سے منگو کا ماتھا ٹھنکا۔ وہ سمجھ گیا کہ مدھو بالا نے کسی صورت چنکو سے رابطہ کرلیا ہے اور ان لوگوں نے بالا بالا شادی بھی طے کرلی۔ منگو کو اس بات کا افسوس تھا کہ چنکو اور مدھو کا بہترین دوست ہونے کے باوجود ان لوگوں نے یہ خبر اس سے پوشیدہ رکھی اور چندن مترا کو پہلے رازدار بنالیا۔

منگو کو اپنے آپ میں کھویا ہوا دیکھ کر چندن بولا کیا بات ہے منگو تم اس قدر متفکر کیوں ہوگئے؟ اس فیصلے میں کوئی گڑبڑ تو نہیں ہے؟

جب میں فیصلہ ہی نہیں جانتا تو یہ کیسے کہہ سکتا ہوں کہ وہ غلط یا درست ہے؟

مجھے حیرت ہے کہ تمہارے جگری دوست نے اتنا اہم فیصلہ تم سے چھپایا خیر میں بتائے دیتا ہوں۔ میں اپنی بیٹی میگھنا کا بیاہ چنکو سے کرنا چاہتا ہوں۔

میگھنا کا نام سن کر منگو کے جان میں جان آئی۔ وہ اب بھی مدھو بالا سے

www.urduchannel.in

شادی کرنا چاہتا تھا حالانکہ مدھو چنکو کے سوا کسی سے بیاہ کرنے کیلئے تیار نہیں تھی۔ منگو اپنے ماضی میں کھو گیا اسے یاد آیا کہ مدھو نے ایک بار اس سے کہا تھا کہ اگر تمہارے بے وقوف دوست چنکو نے میرے ساتھ شادی نہیں کی تو میں کنواری مر جاوں گی اور اگر اس نے کسی اور سے بیاہ کرلیا تو خودکشی کرلوں گی۔

منگو کا جی چاہا کہ وہ بھی کہہ دے مدھو بالا لیکن اگر اس نے تم سے شادی کرلی تو مجھے خودکشی کرنے کی بھی ضرورت پیش نہیں آئیگی۔ میری حرکتِ قلب اپنے آپ ہی بند ہوجائیگی۔ منگو اپنے دل کی بات مدھو بالا سے نہیں کہہ سکا۔ وہ مدھو بالا کو جھوٹے وعدے کرکے بہلاتا رہا کہ کسی نہ کسی طرح چنکو کو راضی کر ہی لے گا۔

چندن مترا کے زبان سے بھی چنکو کا نام سن کر منگو کو اپنے دوست کی قسمت پر رشک آنے لگا۔ اس نے چندن سے کہا یہ تو بہت اچھی بات ہے کیا آپ نے بات کرلی ہے؟

چندن بولا جی ہاں میں نے بہت پہلے چنکو سے بات کی تھی۔ اس نے کہا تھا وہ سوچ کر بتائے گا۔ مجھے یقین ہے کہ اب تک اس نے سوچ لیا ہوگا اور جب میں اس سے پوچھوں گا تو وہ سرِ تسلیم خم کردے گا۔

منگو بولا لیکن چندن صاحب جس طرح تالی ایک ہاتھ سے نہیں بجتی اسی طرح شادی بھی ایک فرد کی نہیں ہوتی۔ کیا آپ نے اپنی بیٹی میگھنا کی رائے معلوم کی؟

اس سوال نے چندن کو چونکا دیا وہ بولا میگھنا! میگھنا سے کیا پوچھنا۔ وہ میری بیٹی ہے مجھ سے کیسے اختلاف کرسکتی ہے؟ میں اس کا بھلا برا جانتا ہوں۔

منگو بولا اس میں کوئی شک نہیں پھر بھی بہتر ہے۔ آپ جب اس کے لئے کوئی لباس یا گاڑی وغیرہ خریدتے ہیں تو کیا اس کی رائے نہیں لیتے؟

بالکل لیتا ہوں لیکن یہ زندگی بھر کا سوال ہے؟

یہی تو میں کہہ رہا ہوں کہ اس کو اپنے خاوند کے ساتھ زندگی بسر کرنی ہے اس لئے اس کی پسند و ناپسند کا خیال کرنا ضروری ہے۔

منگو کی منطق چندن کے گلے سے نہیں اتر رہی تھی اس نے چنکو کو اپنا داماد بنانے کا من بنا لیا تھا۔منگو نے اس کے دل میں ایک بلاوجہ کا شبہ ڈال دیا تھا۔ وہ بولا لیکن منگو جب لالہ جی نے چیتنا کی ہاتھ میرے ہاتھوں میں دیا تھا تو نہ اس سے سوال کیا تھا اور نہ مجھ سے پوچھا تھا۔ہم دونوں نے بلا چوں چرا ان کے فیصلے کو مان لیا۔

منگو اپنی عادت کے خلاف حجت پر اتر آیا تھا۔ وہ بھول گیا تھا کہ فی الحال وہ اپنے دوست چندو سے نہیں بلکہ مالک چندن مترا سے محو گفتگو ہے۔ اس نے کہا معاف کیجئے آپ یہ تو وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ لالہ جی نے آپ سے دریافت کئے بغیر ایک فیصلہ آپ پر تھوپ دیا لیکن میگھنا کی والدہ کے بارے میں یہ کیسے کہہ سکتے ہیں۔ ہوسکتا ہے اکیلے میں انہوں نے اپنی بیٹی سے رائے مشورہ کرلیا ہو؟

فیصلہ تھوپ دیا؟ کیا مطلب ؟ وہ تو ان کی مہانتا تھی جو انہوں نے مجھ جیسے مسکین کو اس قابل سمجھا کہ اپنا داماد اور اپنی جائیداد کا وارث بنائیں ۔ میں ان کے احسان کا بدلہ کبھی نہیں چکا سکتا۔

دیکھئے مالک! آپ سے نہیں پوچھنے کی وجہ تو خود آپ نے بتادی۔ مجھے یقین ہے کہ انہوں نے اپنی بیٹی سے پوچھا ہوگا اور پھر زمانہ بھی تو بدل گیا ہے۔ لالہ جی اخبار کے زمانے کے آدمی تھے آپ ٹی وی چینل والے ہیں۔

چندن کو منگو کی بات سمجھ میں آنے لگی تھی پھر بھی وہ بولا لیکن کیا فرق پڑتا ہے؟ خبر تو خبر ہے ورق پر آئے یا برق سے ایک ہی بات ہے؟

بہت فرق ہے صاحب وہ سیدھا سادہ دور تھا، یہ زرق برق زمانہ ہے۔

چندن نے تائید میں کہا مشورے کا شکریہ میں خیال رکھوں گا۔

میگھنا سے بات کرنا چندن کیلئے ذرا مشکل تھا اس لئے اس نے لالہ جی کی ایک بھانجی سے مدد لی اور اس کی حیرت کا ٹھکانا نہ رہا جب میگھنا نے چندو کے ساتھ شادی کرنے سے صاف انکار کردیا مگر منگو سے بیاہ کرنے پر رضامندی ظاہر کی۔ اب چندن کو اپنے آپ پر غصہّ آرہا تھا۔ کاش کہ وہ پہلے اپنی بیٹی سے بات کرتا اور پھر منگو

www.urduchannel.in

سے مشورہ کرتا لیکن اب تو تیر کمان سے نکل چکا تھا۔

اس نازک معاملہ میں چنکو کا تعاون لینا بھی مشکل تھا۔ چندن نے مہیش اگروال کو اعتماد میں لے کر منگو کی رائے معلوم کرنے کی کوشش کی اور مہیش نے اپنی مہارت سے اسے راضی کرلیا۔

دوسرے دن منگو نے اپنے دوست چنکو کو بلایا اور بولا یار میں تجھ سے ایک اہم بات کرنا چاہتا ہوں۔

چنگو بولا مجھے پتہ ہے۔ میں مبارکباد دینے کیلئے آنے ہی والا تھا کہ تو نے بلا لیا۔ بہت مبارک ہو۔ میگھنا جیسی زوجہ اور اور چندن جیسا خسر جس کو میسر آجائے اس کی خوش قسمتی کا کیا ٹھکانا ؟

شکریہ دوست لیکن میں نے تجھے ایک اور بات بتانے کیلئے بلایا تھا۔

اچھا وہ کیا؟ چنگو نے پوچھا۔

تجھے مدھوبالا یاد ہے؟

کیوں نہیں۔ آم کے آم والی مدھوبالا کو کون بھول سکتا ہے۔ اسی نے تو.....

منگو کو ٹیلی ویژن کے پردے پر ہیرو بنادیا۔ یہی کہنے والے تھے نا؟

نہیں ایسی بات نہیں لیکن پھر بھی تمہیں اسٹار بنانے میں اس کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور ہے۔

تم یہ کہہ کر اس کی حق تلفی کررہے ہو۔ سچ تو یہ ہے کہ اپنی پیشہ ورانہ زندگی میں آج میں جو کچھ بھی ہوں اسی کی وجہ سے ہوں ورنہ میں کیا تھا اس کا علم تم سے زیادہ کس کو ہے؟

مجھے سب پتہ ہے اب تم کام کی بات کرو۔

مدھوبالا نے مجھے اسٹار ضرور بنایا لیکن اس کے ہیرو تم ہو۔

چنگو اس انکشاف پر چونک پڑا۔ کیا بات کرتے ہو۔ مدھوبالا جیسی خوبصورت

اینکراور میں؟ کہاں راجہ بھوج اور کہاں گنگوا تیلی؟

جی نہیں ایسی بات نہیں ۔ وہ تمہارے قلم کی دیوانی تھی۔ راجدھانی ایکسپریس میں تمہارا ہر مضمون شوق سے پڑھتی تھی۔ تمہاری وہ رپورٹیں جو بغیر نام سے شائع ہوتی تھیں انہیں بھی پہچان جاتی تھی اور مجھ سے کہتی تھی دیکھو اس مضمون کے ہر لفظ پر چنگو کے دستخط ہیں ۔ ان میں سے تمہاری مہک آرہی ہے۔

یار ایک بات بتاو کہیں تم میرا غم غلط کرنے کیلئے تو یہ کہانی نہیں گڑھ رہے ہو؟ مجھے میگھنا کی شادی کا کوئی افسوس نہیں ہے۔ مجھے نہ جانے کیوں یقین تھا کہ میگھنا میرے گلے میں ورمالا نہیں ڈالے گی۔

کیسی باتیں کرتے ہو چنکو؟

جی ہاں وہ تو ایک دن رحم کھا کر چندن جی نے مجھے اشارے میں یہ کہا تھا لالہ جی کی چیتنا کی طرح میری بھی ایک میگھنا ہے اور میں نے بے خیالی میں سوچوں گا کہہ کر وہ خیال اپنے من سے نکال دیا۔ مجھے خوشی ہے کہ اب چندن جی نے اور میگھنا نے میرے عزیز ترین دوست کو پسند کرلیا۔

سچ تو یہ ہے کہ عظیم وہ دونوں یا میں نہیں بلکہ تم اور مدھو بالا ہو۔

وہ کیوں؟

دوست آج میں تمہارے سامنے اپنے تمام گناہوں کا اعتراف کر کے معافی مانگ لینا چاہتا ہوں ۔ مدھو بالا نے مجھ سے کئی بار کہا کہ میں تم سے بات کروں لیکن میں اسے ٹالتا رہا۔ میں نے اس کو گاوں بھیجنے کی سازش کی تا کہ وہ تم سے دور ہوجائے اور تمہارا خیال اپنے دل سے نکال دے۔

سازش کیسی سازش میں نہیں سمجھا؟

چندن مترا چنائی سیٹھ سے سماچار منورنجن چینل خریدنا چاہتے تھے لیکن چنائی اس کیلئے تیار نہیں ہورہا تھا۔ میں چندن مترا سے کہا اس چینل سے اگر مدھو بالا نکل جائے تو یہ بیٹھ جائیگا ۔ اس لئے مدھو بالا سے کہا گیا کہ وہ گاوں چلی جائے۔ اس کو نئے چینل

www.urduchannel.in

میں لے لیا جائیگا اور اس وقت تک تنخواہ گھر بیٹھے ملے گی۔ اس طرح اپنی ماں کی خدمت کرنے کیلئے مدھو بالا شہر چھوڑ کر گاوں چلی گئی۔

اس کے بعد کیا ہوا؟

ہماری سازش کا پہلا مرحلہ کامیابی سے ہمکنار ہوا مگر اس سے پہلے کہ چنائی سیٹھ مدھو بالا کا کوئی متبادل تلاش کرتے میں نے اس کو مشورہ دیا کہ نینا سنگھ جیسی سنجیدہ اینکر کی مدد سے اپنے چینل کو پروقار بنائے ۔تم تو جانتے ہو کہ میرے مشورے کو لوگ مسترد نہیں کرتے تھے۔ چنائی سیٹھ مان گئے اور نینا سنگھ سماچار منورنجن چینل کے تابوت کی آخری کیل ثابت ہوئی۔ نینا سنگھ کی سنجیدگی سے اوب کر اس چینل کے اوباش ناظرین بھاگ کھڑے ہوئے اور چنائی سیٹھ کے چینل کی کمر ٹوٹ گئی۔ میں نکل آیا اور وجینتی مالا نے بھی منہ موڑ لیا۔ اب حالت یہ ہے کہ چنائی سیٹھ چندن مترا کے ساتھ شراکت داری کیلئے تیار ہوگیا ہے۔

لیکن منگو تم کہیں اور نکل گئے ۔ مدھو بالا والی بات اگر درست ہے تو اس جیسی روشن خیال خاتون نے مجھ سے براہِ راست گفتگو کیوں نہیں کی؟

دراصل لباس اور رکھ رکھاو سے تو وہ بہت ترقی یافتہ نظر آتی ہے لیکن اس کے اندر اب بھی ایک مشرقی عورت بسی ہوئی جو نہ از خود اپنی شادی کا پیغام دے سکتی ہے اور نہ مسترد ہونے کی توہین برداشت کرسکتی ہے۔

لیکن میرے دوست منگو تم تو مجھے بتا سکتے تھے؟ تم نے تاخیر کیوں کی؟

کیا ہر سوال کا جواب دینا ضروری ہے؟ میری جانب سے جو کوتاہی ہوئی ہے میں اسے تسلیم کرتا ہوں۔ اگر تم اس کی کوئی سزا تجویز کرو اس کو قبول کرتا ہوں لیکن تم سے گذارش ہے کہ اپنی رضامندی دے دو تا کہ میں مدھو بالا کو اطلاع دے کر اپنی خطاوں کا کفارہ ادا کرسکوں ۔

میں پہلے وجہ جاننا چاہوں گا۔

منگو نے اس بیچ ایک بہانہ تلاش کرلیا تھا وہ بولا دراصل مجھے خوف تھا کہ تم

نے اگر اس رشتے کو ٹھکرا دیا تو مدھو بالا اس صدمے کو برداشت نہیں کر پائیگی۔ اس کو ہارٹ اٹیک ہوجائیگا اور میں یہ نہیں چاہتا تھا کہ ایسا ہو۔ اب بھی اگر تم نے انکار کر دیا تو میں اسے نہیں بتاوں گا۔

منگو جھوٹ بول رہا تھا۔ وہ مدھو بالا کے نہیں اپنے بارے میں بتا رہا تھا لیکن چنکو اس بات کو نہیں سمجھ سکا۔ وہ بولا میں سوچ کر بتاوں گا اور مصافحہ کر کے باہر نکل گیا۔ چنکو کو جاتا ہوا دیکھ کر منگو عرف منگیری لال پھر سے اپنے سہانے سپنوں میں کھو گیا۔

اس نے دیکھا چنکو ایک ویران اور سنسان پگڈنڈی پر چلا جا رہا ہے۔ اچانک ان انجان راہوں پر ایک جانی پہچانی شبیہ نمودار ہوتی ہے۔ منگو نے غور سے دیکھا تو مدھو بالا عروسی لباس میں سامنے تھی۔ منگو دیر تک ان دونوں کو دور تک جاتا ہوا دیکھتا رہا۔ لیکن پھر اس نے دیکھا کہ چنکو کی رفتار کم ہوگئی اور وہ پیچھے چھوٹ گیا۔ کچھ دور جانے کے بعد مدھو بالا کو احساس ہوا تو وہ پیچھے مڑی اور یہ شعر کہہ دیا:

یہ قیام کیسا ہے راہ میں، تیرے ذوقِ عشق کو کیا ہوا؟
ابھی چند پھول کھلے نہیں، تیرے سب ارادے بدل گئے

منگو کی سمجھ میں نہیں آیا کہ مدھو بالا یہ شعر کس سے کہہ رہی ہے۔ چنکو سے یا اس سے؟

اس کے ذہن میں یہ سوال بار بار ابھر رہا تھا کہ ۔ برسوں سے اس کے خوابوں میں بسنے والی مدھو بالا اچانک میگھنا کے آتے ہی کیوں اٹھ کر چلی گئی؟

اس سوال کا جواب نہ منگو کے پاس تھا اور نہ میگھنا کے پاس۔

نہ مدھو کے پاس تھا اور نہ چنکو کے پاس۔

کسی کے پاس اس کا جواب نہیں تھا۔

وقت کا پہیہ گھوم رہا تھا۔

چنائی سیٹھ کے منور نجن چینل پر

کوئی دیوانہ جون ایلیا کی غزل گا رہا تھا۔

www.urduchannel.in

عیش اُمید ہی سے خطرہ ہے
دِل کو اب دِلدہی سے خطرہ ہے
جس کی آغوش کا ہوں دیوانہ
اُس کی آغوش ہی سے خطرہ ہے
ہے عجب کچھ معاملہ درپیش
عقل کو آگہی سے خطرہ ہے

(ختم شد)

دنیا ہے خواب، حاصلِ دنیا خیال ہے
انسان خواب دیکھ رہا ہے خیال میں

(علامہ سیماب اکبرآبادی)

www.urduchannel.in

ڈاکٹر سلیم خان کی تصنیفات

حصار	افسانوں کا مجموعہ
محمود و ایاز	افسانوں کا مجموعہ
بولتی ناگن (ہندی)	افسانوں کا مجموعہ
گردشِ ایام	مضامین کا مجموعہ
سلسلۂ روز و شب	مضامین کا مجموعہ
سکندر کا مقدر	ناول
زر پرست سرپرست	ناول
بھیڑیا بھڑیا	ناول
آتش صلیب	ناول
جیتو جلاد	ناول
رشتے ناطے	ناول
تابوت	ناول
گھر سنسار سیریز	ناول: فقر و غنا
	ناول: بیم و رجا
	ناول: صدق و صفا